

غوثِ محمدانی محبوبِ سبحانی  
سیدِ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

# رسالہ غوثِ اکبر

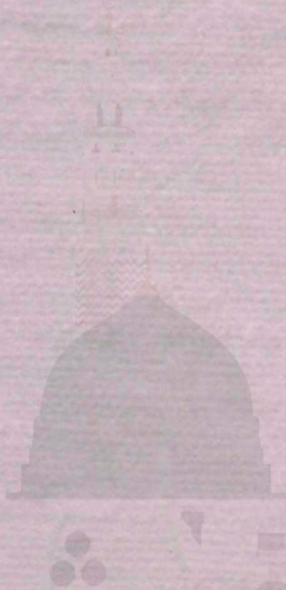
مع شرح موسومہ بہ

## جواہر العشق

حضرت خواجہ نیر نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ العزیز

پروگریسو بکسٹری  
Click

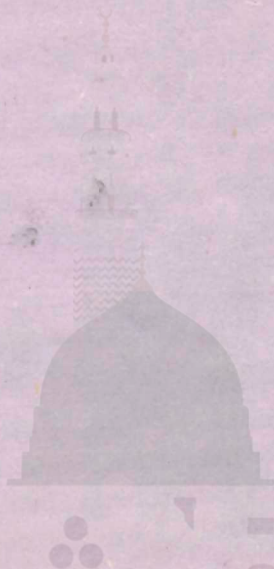
<https://ataunnabi.blogspot.com/>



[www.mahab.org](http://www.mahab.org) Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

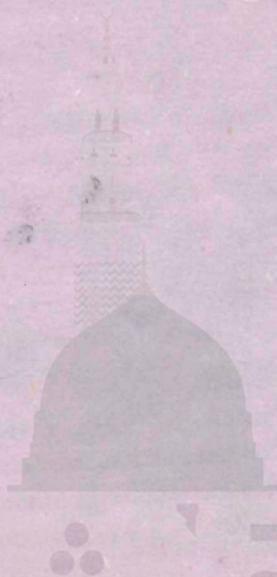


[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی

سیدِ محیی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ

# رسالہ غوث الاعظم

مع شرح موسومہ بہ

## جوابہ العشاق

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ

ترجمہ:

مولوی احمد حسین خان

ناشر

۳۰-بی، اردو بازار، لاہور  
فون: ۲۴۵۲۹۵

پروگریسو بکسٹری  
Click

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

|   |       |            |
|---|-------|------------|
| رسالہ غوث اعظم معہ شرح موسومہ بہ<br>”جوہر العشاق“ | ----- | نام کتاب   |
| حضرت خواجہ بندہ نواز محمد حسینی گیسو دراز         | ----- | مصنف       |
| مولوی احمد حسین خاں                               | ----- | مترجم      |
| محمد یوسف دارنی                                   | ----- | با اہتمام  |
| علامہ محمد انور قمر نقشبندی مجددی                 | ----- | پروف ریڈنگ |
| اول مئی 2000ء                                     | ----- | بار        |
| 1100  | ----- | تعداد      |
| چوہدری غلام رسول، میاں جواد رسول۔                 | ----- | ناشر       |
| بازار آؤٹ چوک نسبت روڈ، لاہور۔                    | ----- | کمپوزنگ    |
| 81 / -  | ----- | ہدیہ       |

ملنے کا پتہ :

پروگریسو بکس، 40- بی اردو بازار، لاہور۔

اسلام بک ڈپو، 12- گنج بخش روڈ، لاہور

ملٹ پبلیکیشنز فیصل مسجد، اسلام آباد فون: 254111

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ<sup>3</sup>

## عرض ناشر

قارئین کرام!

آپے گا یہ ادارہ ”پروگریسو بکس“ لاہور کے نام سے آپے حضرات کے تعاون سے بفضلہ تعالیٰ مذہبی اور اخلاقی کتبے کی اشاعتے میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ آپے کی توجہ اور معاونتے سے اسلامیات کے متعدد شعبوں میں گراں قدر کتابیں آپے کی خدمتے میں پیشے کد ہیں۔

زیر نظر کتابے ”رسالہ غوثے الاعظم“ معہ شرح موسومہ بہ جواہر العشاق حضرتے خواجہ بندہ نواز سید محمد حسین گیسو دراز کی تالیفے کتابوں میں سے ہے۔ جس کا اردو ترجمہ مولوی احمد حسین خاں نے کیا تھا۔ اسے کی مقبولیتے کے پیشے نظر ابے اسے کی اشاعتے کی سعادتے ہمارے حصے میں آ رہی ہے۔

کوششے کی گئی ہے کتابے زیادہ سے زیادہ صحتے کے ساتھ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے۔ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آجائے تو نشان دہی فرما کر ہمیں مطلع کریں۔

شکریہ

چوہدری غلام رسول

میاں جواد رسول

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

*[Faint, illegible handwritten text in Urdu script, likely bleed-through from the reverse side of the page.]*





## فہرست

|     |  |    |
|-----|--|----|
| ۹   | دیباچہ   |    |
| ۲۵  | بسم اللہ الرحمن الرحیم                             | ۱  |
| ۲۷  | حمد باری عالی                                      | ۲  |
| ۳۳  | نعت رسول کریم ﷺ                                    | ۳  |
| ۳۶  | اللہ سے انس غیر اللہ سے وحشت                       | ۴  |
| ۴۱  | شریعت، طریقت، حقیقت                                | ۵  |
| ۴۸  | انسان میں خدا کا ظہور                              | ۶  |
| ۵۰  | انسان میں خدا کا مقام                              | ۷  |
| ۵۳  | خدا کا کھانا پینا                                  | ۸  |
| ۵۹  | نور انسانی سے فرشتہ اور نور خدا سے انسان کی پیدائش | ۹  |
| ۶۳  | خدا کے آئینہ انسان اور انسان کا آئینہ اکوان        | ۱۰ |
| ۶۶  | طالب و مطلوب سوار اور سواری                        | ۱۱ |
| ۶۸  | انسان خدا کا اور خدا انسان کا بھید                 | ۱۲ |
| ۷۲  | انسانی حرکات و سکنات میں خدا                       | ۱۳ |
| ۷۵  | اعضائے انسانی میں خدا کا ظہور                      | ۱۴ |
| ۷۸  | فقروفاۃ  | ۱۵ |
| ۸۱  | خدا کے پاس کھانا، پینا اور سونا                    | ۱۶ |
| ۸۶  | سفر ظاہر اور سفر باطن                              | ۱۷ |
| ۹۱  | زبانی الفاظ سے اتحاد کا حال                        | ۱۸ |
| ۹۹  | سعادت و شقاوت ازلی                                 | ۱۹ |
| ۱۰۱ | فقروفاۃ سالک کی سواری ہے                           | ۲۰ |

- ۱۰۳ -۲۱ موت کے بعد کا حال
- ۱۰۶ -۲۲ محب و محبوب کے درمیان محبت کا پردہ
- ۱۰۸ -۲۳ است برکم سے روحوں کا رقص
- ۱۱۰ -۲۴ علم کے بعد دیدار
- ۱۱۶ -۲۵ دیدار کے بعد سوال سے بے پروائی
- ۱۱۶ -۲۶ ظہور باری کے بعد جنت میں الفت اور خطاب باری کے
- بعد دوزخ میں وحشت
- ۱۲۰ -۲۷ خدا کی بڑھی ہوئی رحمت اور کریمی
- ۱۲۲ -۲۸ اللہ کے پاس نیند
- ۱۲۴ -۲۹ خدا کی صحبت فقر اختیار کرنے سے
- ۱۲۶ -۳۰ زاہد، عارف اور واقف کے لئے نفس اور روح میں راتے
- ۱۳۰ -۳۱ دیدار بلا واسطہ
- ۱۳۱ -۳۲ دوزخیوں اور جنتیوں کے شعلے
- ۱۳۴ -۳۳ اہل قرب اور اہل بعد کی فریاد
- ۱۳۶ -۳۴ گنہگار کے لئے دوری اطاعت گزار کے لئے قربت
- ۱۳۸ -۳۵ گنہگار پر فضل اور مغرور کے ساتھ انصاف
- ۱۴۰ -۳۶ گنہگار سے قربت اور اطاعت گزار سے دوری
- ۱۴۵ -۳۷ عوام اور خواص کے لیے اندھیرے اور روشنی کے پردے
- ۱۴۸ -۳۸ غیر اللہ سے نکل کر خدا کے وصال
- ۱۵۰ -۳۹ دلوں اور ارواح سے نکل کر خدا کا وصال
- ۱۵۳ -۴۰ اصحاب بقا اور دیدار نور
- ۱۵۵ -۴۱ ٹھنڈے پانی کے پیاسے
- ۱۵۸ -۴۲ قربت کی نماز اور بہتر روزہ
- ۱۶۱ -۴۳ رونا

|     |   |     |
|-----|---|-----|
| ۱۶۳ | ہنسنا                                     | -۴۴ |
| ۱۶۵ | علم                                       | -۴۵ |
| ۱۶۸ | عشق کے معنی                               | -۴۶ |
| ۱۷۰ | عاشق و معشوق میں عشق کا حجاب              | -۴۷ |
| ۱۷۲ | غم و خطرات سے نکل کر توبہ                 | -۴۸ |
| ۱۷۴ | خدائی حرم میں داخلہ                       | -۴۹ |
| ۱۷۶ | مجاہدہ و مشاہدہ                           | -۵۰ |
| ۱۷۸ | بہترین محبت الہی والد و اولاد سے بے نیازی | -۵۱ |
| ۱۸۰ | علم کا جاننا                              | -۵۲ |
| ۱۸۲ | مجاہدہ و شہوات سے رغبت                    | -۵۳ |
| ۱۸۶ | مواج                                      | -۵۴ |
| ۱۸۹ | نماز میں مواج                             | -۵۵ |





[www.malabahal.org](http://www.malabahal.org) Click

## وہیباچہ

تصوف ایک ایسا طریقہ ہے جس سے انسان خواہشات نفسانی سے پاک ہو کر ان اخلاقِ حسنہ کو اپناتا ہے جو منشاء رب العزت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس طریقہ حیات سے قلب کی صفائی میسر آتی ہے۔ جسے تزکیہ نفس بھی کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ کو اپنانے والے صوفی کہلاتے ہیں۔

صوفی لوگ چونکہ (صوف و گدڑی یا کمبل) پہنتے تھے لہذا ان کے اس طریقہ زندگی کو تصوف کہا گیا۔ تصوف کی یہ تعریف درست نہ ہوگی کیونکہ محض گدڑی یا کمبلیا کسی شخص کو صوفیا میں داخل نہیں کر دیتی۔ حقیقت میں صوفی کی دنیا شاہانہ آرزو سے الگ ہوتی ہے۔ وہ روحانی دنیا کے شہنشاہ ہوتے ہیں۔ دنیا والے تو ان کے آستانوں کی چوکھٹ کی خاک چاٹتے ہیں۔

صوفیاء کے نزدیک اسلامی علوم کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری باطنی، ظاہری علوم سے مراد شریعت ہے جو عوام کے لیے ہے۔ اور باطنی علم وہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے حضور میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم فرمایا۔ ان صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت مولا علیؓ اور حضرت ابو ذر غفاریؓ کے نام سرفہرست آتے ہیں۔

انہیں اکابر بزرگوں سے باطنی علوم سے جو لوگ فیض یاب ہوئے انہوں نے ہی تصوف کو جنم دیا۔ صوفیاء کے نزدیک تصوف کے چار درجے ہیں یعنی شریعت، طہریقت، حقیقت، اور معرفت۔

بعض کے نزدیک طہریقت میں پہنچ کر شریعت کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور

انسان فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول کی منزلوں سے گزر کر فنا فی اللہ کی منزل میں پہنچ جاتا ہے۔

تصوف پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ غنیۃ الطالبین، کشف المحجوب اور عوارف المعارف زیادہ مشہور ہیں۔ ان کتابوں کے مصنف حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری اور حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ اصفیاء میں سے ہیں جو علوم ظاہری و باطنی سے خوب مزین تھے۔ دنیائے تصوف کی ایک ایک راہ سے واقف تھے۔ انہوں نے راہ سلوک اختیار کرنے والوں کے لیے وہ ضابطے اور اصول مرتب کئے ہیں جن کو اختیار کر کے کوئی سالک درست سمت کا تعین بھی کر سکتا ہے اور منزل کو بھی پا سکتا ہے۔

دنیائے تصوف میں حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا نام خوب جانا پہچانا جاتا ہے۔ آپ عارفوں کے سلطان اور اولیاء کے امام ہیں۔ خاندان سادات سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ حضرت امام زین العابدین کی اولاد میں سے ہیں آپ کا شجرہ نسب یہ ہے محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن جنیدی ابن حسین بن ابی عبداللہ بن محمد بن عمر بن محمد بن یحییٰ بن حسین بن زید بن زید المظلوم بن علی اصغر بن زین العابدین بن امام حسینؑ۔

آپ کا نام سید محمد اور کنیت ابو الفتح اور لقب صدر الدین اور ولی الاکبر الصادق تھا۔ آپ کی پیدائش دہلی میں 4 رجب 721 بمطابق 30 جولائی 1321ء میں دہلی میں حضرت سید یوسف حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جمعرات کے دن ہوئی۔ آپ کے مورث اعلیٰ ہرات سے دہلی میں تشریف لائے تھے۔ آپ ابھی

صرف چار سال کے تھے کہ محمد تعلق نے 1325ء میں دہلی کی بجائے دیوگری کو دارالخلافہ بنانے کا فیصلہ کیا تو آپ بھی اپنے والدین کے ہمراہ دیوگری میں گئے۔ یہ رواگی 20 رمضان 728ء بمطابق 29 جولائی 1328ء بروز جمعہ کو ہوئی اور دیوگری میں 17 محرم 729ء بمطابق 20 نومبر 1328ء بروز اتوار پہنچے۔ یہیں دو سال کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت سید یوسف حسینی 5 شوال 731ء بمطابق جولائی 1331ء میں وصال فرمایا۔ اور اپنے مکان مسکونہ میں دفن ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ گیسو دراز کی عمر دس سال تین ماہ ایک دن کی تھی۔

یہاں آپ کی صحبت یہاں کے ایک بزرگ کامل حضرت شیخ بابو رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رہتی تھی۔ یہ انہیں کی صحبت کا اثر تھا کہ آپ میں دینی شغف پیدا ہوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید یوسف حسینی آپ کے بچپن کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے۔ تو آپ نے ظاہری تعلیم اپنے نانا جان کے ہاں تحصیل کی آپ کے زمانہ میں سادات کی یہ نشانی تھی کہ وہ سر کے بالوں کو بڑھایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ کی زلفیں خاصی دراز تھیں۔ اس لیے گیسو دراز کے نام سے مشہور ہوتے اور یہ لفظ آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ایک دن اپنے مرشد پاک حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی پاکی اٹھانے والوں میں آپ بھی شامل تھے کہ اتفاق سے آپ کے گیسو پاکی کے پایہ میں پھنس گئے بالوں میں کچھاؤ پیدا ہوا اور درد بھی محسوس ہوا مگر فرط ادب سے شیخ کی سواری کو روکنا گوارا نہ کیا۔ اور اسی حالت میں چلتے رہے۔

منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد پاکی اٹھانے والوں نے اس بات کا تذکرہ حضرت صاحب سے کر دیا تو آپ نے ازراہ شفقت فرمایا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد

واللہ۔ خلاف نیست کہ او عشق باز شد  
یعنی جو شخص حضرت سید گیسو دراز کا ارادت مند ہو گیا خدا کی قسم  
اس کا عشق کبھی بھی اسے طریقت کے خلاف کام نہیں کرنے  
دے گا۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید یوسف حسینی عرف سید راجہ بڑے مجتہد بزرگ  
تھے۔ اور اپنے نفس کے ساتھ پورا پورا جہاد فرمایا۔ اور نفس کی ہر خواہش جو  
خلاف شرع ہوئی کو تقویٰ کی تلوار سے قتل کرتے رہے۔ اس لیے دکن میں  
آپ راجو قتل کے نام سے مشہور ہوئے (صدر الدین راجو قتل نہیں) آپ  
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی کے فیوض سے بھی مالا مال تھے۔

روضہ خلد آباد (دکن میں) میں قیام کے زمانہ میں آپ نے اپنے والد ماجد نانا  
جان اور دیگر اساتذہ سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کیا علم  
متداولہ کی کتابیں پڑھیں۔

چونکہ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ کے والد ماجد اور نانا جان سلطان المشائخ  
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے ان دونوں بزرگوں  
کی زبانی حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی  
کے فضائل و کمالات سنتے رہتے تھے اس لئے انہیں غائبانہ حضرت چراغ دہلوی  
سے عشق پیدا ہو گیا۔

اس عشق کی راہ میں دہلی کی طویل مسافت حائل تھی۔ جو بچپن کی عمریں  
پائی نہیں جاسکتی تھی۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ اپنے بھائی ملک  
الاسراء سید ابراہیم مستوفی گورنر صوبہ دولت آباد سے کسی بات پر ناراض ہو گئیں  
جس سے آپ بے حد دل برداشتہ ہوئیں۔ اس طرح دونوں بیٹوں حضرت خواجہ



صاحب گیسو دراز اور ان کے بڑے بھائی حضرت سید حسین کو ہمراہ لے کر دہلی روزانہ ہو گئیں اور یوں 4 رجب 736ھ بمطابق 15 جنوری 1340ء بروز ہفتہ دہلی میں پہنچیں۔ دہلی میں آپ نے پہلی نماز جمعہ 21 جنوری 1340ء کو جامع مسجد قطب الدین ایبک میں پڑھی۔ جہاں حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز پڑھنے کو تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی ذات کا عشق تو پہلے ہی ان کے دل میں جاگزیں تھا جو نہی دیکھا تو وارفتہ ہو گئے۔ زبان پر مکمل خاموشی مسلط ہو گئی۔ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ والدہ یہ حالت دیکھ کر بڑی متفکر ہوئیں۔ ان کے بڑے بھائی سید حسین کے ہمراہ حضرت چراغ دہلوی کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ کوئی دم وغیرہ کریں۔

یہاں دم کی کیا ضرورت تھی بس دیکھتے ہی حق حق کی صدا میں بلند ہونے لگیں اور بارگاہ چراغ میں سراپا نیاز بن گئے۔

حضرت چراغ دہلوی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حلقہ ارادت میں داخل فرمایا یہ 16 رجب 736ھ بمطابق 27 جنوری 1340ء کی تاریخ اور جمعرات کا دن تھا۔

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کے بعد آپ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور علوم ظاہری کی تحصیل بھی فرماتے رہے ظاہری علوم کی تعلیم میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا شرف الدین کیتھلی، حضرت مولانا تاج الدین بہادر، اور حضرت قاضی عبدالمقتدر جیسے جید علماء کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر کئی معروف اساتذہ سے بھی آپ نے تحصیل علم کی۔

جب آپ کی عمر 19 سال کی ہوئی تو آپ ظاہری علوم سے مکمل طور پر مزین

ہو چکے تھے۔ اب آپ کے پاس ریاضت، مجاہدہ اور اشغال باطن کے لیے خاصا وقت تھا۔ آپ زیادہ وقت حضرت خواجہ چراغ دہلوی کی خدمت میں بسر فرماتے۔ مرشد نے حضرت خواجہ گیسو دراز پر کمال شفقت فرمائی۔ اور یوں بتدریج ریاضتیں کروائیں کہ طبیعت پر ذرا بھی ناگواری محسوس نہ ہوئی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت چراغ دہلوی نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم صبح کی نماز کے لیے جو وضو کرتے ہو وہ طلوع آفتاب کے بعد تک باقی رہتا ہے یا نہیں۔

میں نے عرض کیا جی ہاں باقی رہتا ہے۔

فرمایا۔ اچھا ہوا۔ اگر اس وضو سے دو گانہ اشراق پڑھ لیا کرو تو بہتر ہے میں نے عرض کیا بہت اچھا ایسا ضرور کروں گا۔

پھر فرمایا۔ دو گانہ شکر النہار، استخارہ واستغارہ بھی پڑھ لیا کرو۔ چند روز کی پابندی کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا۔

اگر چاشت کی چار رکعت بھی ملایا کرو تو چاشت کی نماز بھی ہو جایا کرنے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ چاشت کی نماز کسی دوسرے وقت پڑھو یعنی اشراق کے بعد ہی چاشت کی نماز پڑھ لیا کرو۔

بالکل اسی انداز سے رمضان کے روزوں کے علاوہ شعبان رجب اور شوال کے روزے رکھنے کا بھی پابند بنا دیا۔

15 رمضان 757ھ بمطابق 10 ستمبر 1357ء کو حضرت شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی پر اچانک بیماری کا غلبہ ہوا تو لوگوں نے عرض کیا کہ مشائخ اپنے وصال کے وقت اپنے خلفاء میں سے کسی ایک کو ممتاز قرار دے کر اپنا جانشین مقرر فرماتے ہیں۔ اگر اس طریقہ پر عمل کیا جائے تو خواجگان کے طریقہ

سے بعید نہ ہوگا۔

حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا اچھا مستحق لوگوں کے نام لکھ لاؤ۔

مولانا زین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے باہمی مشورہ سے ایک فہرست پیش کی جس میں حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ کا نام شامل نہ تھا۔

حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا تم کن لوگوں کے نام لکھ لاتے ہو۔ ان سب سے کہہ دو خلافت کا بار سنبھالنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اپنے اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔ مولانا زین الدین نے اس فہرست کو مختصر کر کے دوبارہ پیش کیا اس فہرست میں بھی حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام نہ تھا۔

اب شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سید محمد کا نام تم نے نہیں لکھا۔ حالانکہ وہی تو اس بار گراں کو اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ سن کر سب حضرات تھر تھر کانپنے لگے۔ اب حضرت خواجہ گیسو دراز کا نام بھی اس فہرست میں لکھ کر حاضر ہوئے حضرت شیخ الاسلام نے اس نام پر صاف فرمایا۔

اس فیصلے کے تین دن کے بعد حضرت شیخ الاسلام کا وصال ہوا۔ اور رسم سوئم ادا کرنے کے بعد 21 رمضان المبارک 757ھ بمطابق 16 ستمبر 1357ء حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سجادہ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور طالبان حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔ لوگوں کو مرید کرنے لگے اس وقت حضرت گیسو دراز کی عمر 36 سال سے کچھ زیادہ تھی۔

جس وقت حضرت خواجہ گیسو دراز کی عمر 40 سال کو پہنچی تو والدہ ماجدہ کے اصرار پر آپ نے سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے شادی کی۔ حضرت مولانا جمال الدین مغربی نہایت بلند پایہ

محدث و قیہ تھے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے دادا سرتھے۔ اس شادی کے بعد آپ کے سرسید احمد بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ 800ھ تک دہلی میں سجادہ ارشاد پر متمکن رہ کر خلق اللہ کی ہدایت میں مصروف رہے۔ 801ھ میں امیر تپور نے دریائے انک عبور کیا۔ تو حضرت خواجہ نے لوگوں کو آنے والی آفت سے مطلع کر کے دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا اور آپ خود بھی 7 ربیع الثانی 801ھ کو اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو ہمراہ لے کر دہلی سے روانہ ہو کر گوالیار میں پہنچے۔ اور 18 ربیع الثانی 801ھ کو حضرت خواجہ نے اپنے مرید حضرت مولانا علاؤ الدین گوالیاری کو اپنے سفر کی اطلاع دی۔ گوالیار کے قریب حضرت مولانا علاؤ الدین نے تمام علماء اور عمائدین کے ہمراہ آپ کا استقبال کیا اور اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ تقریباً ایک مہینہ تک آپ نے یہیں قیام فرمایا۔ اور اس دوران میں آپ نے حضرت مولانا علاؤ الدین گوالیاری کو خلافت سے نوازا۔

یہاں سے آپ بہاندر اور ایرچہ ہوتے ہوئے چندیری پہنچے اور یہاں چند روز قیام کر کے شب عید الفطر 801ھ کو بڑوہ پہنچے اور شوال کا مہینہ یہیں گزارا اور ذی قعدہ 801ھ میں آپ کھبابت تشریف لے گئے۔ یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد پھر بڑوہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد (دیوگری) کی جانب روانہ ہوئے اور روضہ خلد آباد میں اقامت فرما ہوئے۔

جب دولت آباد کی جانب آپ آرہے تھے تو سلطان فیروز شاہ بہمنی فرمانروائے دکن کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو اس نے صوبہ دولت آباد کے گورنر کو لکھا کہ خود حاضر ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں نذر پیش کر کے

گلبرگہ میں تشریف لانے کی درخواست کرو۔ حضرت خواجہ صاحب گلبرگہ کے قریب پہنچے تو سلطان فیروز بہمنی خاندان شاہی امرا، مساوات، اور افواج شاہی کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ ان کا استقبال بڑے اعزاز و تکریم کے ساتھ کیا گیا۔ اور یوں حضرت خواجہ صاحب ترک و احتتام کے ساتھ گلبرگہ پہنچے۔ اور کئی سال تک قلعہ کی پشت میں خانقاہ میں قیام رہا۔ اس کے بعد اس جگہ سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ کا قیام یہاں پر تقریباً 22 سال تک رہا۔ فیوض و برکات کے دریا جاری رہے۔ جب آپ کی عمر ایک سو چار سال چار ماہ بارہ یوم کی ہوئی تو 16 ذی قعدہ 825ھ بمطابق دو نومبر 1422 بروز دو شنبہ آپ کا وصال ہوا۔

آپ کے مزار پر عالی شان گنبد سلطان احمد بہمنی نے تعمیر کروایا گنبد اور دیواروں کے اندرونی حصوں کو طلائی نقش و نگار سے آراستہ کیا۔ اور دیواروں پر طلائی حصوں میں قرآن پاک کی آیتیں اور اسمائے حسنہ تحریر کروائے یہ تحریریں اور نقش و نگار آج تک موجود ہیں۔ حضرت خواجہ کے مزار مبارک پر اتنا اونچا گنبد ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر تعمیر نہیں ہوا۔ گنبد کی یہ شاندار تعمیر حضرت خواجہ سے سلطان احمد بہمنی کی انتہائی عقیدت اور محبت کا ثبوت ہے۔

حضرت خواجہ شریعت کے حد درجہ پابند اور شیدائے سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ آپ پانچوں وقت کی نماز باجماعت اور فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ 17 سال تک اپنے مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ نصف شب کو بیدار ہوتے خود وضو کرتے اور پھر پیر و مرشد کو وضو کرواتے۔ یہ روزانہ کا معمول رہا۔ اس میں کبھی بھی کوتاہی نہیں کی گئی۔ جب پیر و مرشد حجرہ میں نماز تہجد کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ حجرہ کے باہر فجر نماز تہجد اور اذکار و اشغال میں مشغول ہوتے۔

نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔ اور بعد میں طالبان حق راہ سلوک کی تعلیم دینے لگتے اور جب حضرت پیر و مرشد کی مجلس منعقد ہوتی تو اس میں شرکت فرماتے۔ نماز چاشت کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ اور نماز ظہر پڑھنے کے بعد حجرہ میں مشغول و طائف ہو جاتے، عصر سے مغرب تک تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے۔ اور نماز مغرب کے بعد نوافل و سنن سے فراغت پا کر طالبان حق کو تعلیم دیتے نماز عشا پڑھ کر تھوڑا سا طعام نوش فرما کر بستر استراحت پر آرام فرماتے۔

گلبگرہ میں تشریف لانے کے بعد آپ کا معمول تھا کہ فرض نمازیں مسجد میں ادا فرماتے۔ اور سنتیں باہر پڑھا کرتے۔ نماز اشراق، چاشت، اور تہجد پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے۔ آخری عمر میں پیرانہ سالی کے باعث بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھا کرتے۔

حضرت خواجہ صاحب گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ بیعت کرتے وقت اپنا داہنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ کر فرماتے کہ تم نے اس ضعیف اور ضعیف کے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ، سلسلہ سے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ نگاہ اور زبان کی حفاظت کرو گے۔ اور طریقہ شریعت پر قائم رہو گے کیا تم نے اسے قبول کیا۔ مرید عرض کرتے جی ہاں۔ میں نے قبول کیا۔ آپ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینِ پھر قینچی دست مبارک میں لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے تھوڑے بال کان کے قریب داہنی جانب سے اور کچھ باتیں جانب سے کاٹ کر تکبیر پڑھتے اور چار گوشہ ٹوپی سر پر رکھ دیتے۔ اور فرماتے جاؤ دو رکعت نماز نفل پڑھو۔ نماز پڑھنے کے بعد مرید واپس آتا تو ہدایت فرماتے کہ نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ نماز جمعہ اور غسل جمعہ کو سوائے عذر شرعی کے کبھی ترک نہ کرنا۔ اور

بعد مغرب کے چھ رکعتیں ادا بین کی تین سلام سے پڑھنا، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص 7 مرتبہ سورہ فلق اور سورہ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھنا۔ اور سلام کے بعد سجدہ میں جا کر تین مرتبہ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ثَبَّتْنِي عَلٰى الْاِيْمَانِ** پڑھنا۔ ہر روز عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ایک دوگانہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا۔ سلام کے بعد ستر مرتبہ **يَا وَهَّابُ** پڑھنا۔ ہر مہینے کی 13,14,15 تاریخ کو روزے رکھنا۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ اوراد و وظائف نماز چاشت و اشراق و تہجد اور ذکر مراقبہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب عورتوں کو پس پردہ اس طرح مرید کیا کرتے تھے کہ ایک بڑا پیالہ پانی سے بھر کر رکھ دیا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب شہادت کی انگلی کو ذرا کپڑا لپیٹ کر صرف ایک پور پانی میں ڈبو دیتے تھے مرید ہونے والی عورت بھی اپنی شہادت کی انگلی اس پانی میں اس مقدار میں ڈبو دیتی تھی۔ اس عورت کی ہاتھ اور انگلیاں آستین میں چھپی رہتی تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب عورتوں کو زیادہ تر **يَا وَهَّابُ** اور **اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ** پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ سماع بڑے شوق سے سنا کرتے تھے۔ اولاً مزامیر کے ساتھ سنا کرتے تھے ازاں بعد مرشد کے منع کرنے پر مزامیر کے بغیر سماع سننے لگے اور پھر کبھی بھی مزامیر سے سماع نہیں سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ سماع سے مقصود خیالات کو یکسو اور دل کو صرف ذات وحدہ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ سماع سے محبوب حقیقی تک پہنچنے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

حضرت خواجہ گیسو دراز نے ایک ہی شادی کی آپ سے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ بیٹوں میں حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسین تھے۔

جو بڑے فاضل اور متبحر عالم تھے۔ دوسرے صاحبزادے کا نام سید محمد یوسف عرف سید محمد احمد حسینی تھے۔ بیٹیوں میں بی بی فاطمہ عرف سنی بی بی۔ دوسری بیٹی کا نام بی بی بتول اور تیسری بیٹی کا نام بی بی ام الدین تھا۔ آپ کے خلفاء میں سے چند ایک نام یہ ہیں۔

حضرت مولانا شیخ علاؤ الدین گولیاری، قاضی نور الدین اجدھی، مولانا معین الدین ٹوبانوی، شیخ صدر الدین خوند میراچہ، قاضی علیم الدین بن شرف الدین، مخدوم زادہ حضرت سید حسین عرف سید اکبر حسینی، حضرت سید ابو المعال بن سید احمد بن سید جمال الدین، شیخ ابو الفتح بن مولانا علاؤ الدین گولیاری، مخدوم زادہ حضرت سید یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی، قاضی راجہ گلبرگہ شریف، ملک زادہ عثمان بن جعفر، مولانا حسن دہلوی، مولانا کمال الدین علامہ خواہر زادہ، حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی۔

حضرت خواجہ کیسودر از رحمتہ اللہ علیہ صاحب تصنیفات بزرگ ہیں آپ کو فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ نے ان دونوں زبانوں میں خوب لکھا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں بعض طبع زاد ہیں بعض پر حواشی لکھے ہیں اور بعض کتابوں کی شروح ہیں۔ آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد 105 تک پہنچتی ہے۔ زیادہ مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔

ملقط تفسیر القرآن اول پانچ پاروں کی تفسیر

شرح مشارق الانوار

معارف شرح عوارف (عربی زبان میں)

ترجمہ عوارف (فارسی میں)

شرح تصوف شرح آداب المریدین (عربی میں)



شرح آداب المریدین (فارسی میں)

خاتمہ ترجمہ آداب المریدین (فارسی میں)

شرح فصوص الحکم

شرح تمہیدات عین القصنات ہمدانی

شرح رسالہ تقیریہ

خطاۃ القدس المعروف بہ رسالہ عشقیہ

اسماء الاسرار

حدائق الانس

استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

حواشی قوت القلوب

شرح فقہ اکبر عربی زبان میں

شرح الہامات حضرت غوث الاعظم

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی غوث صدیقی قدس سرہ کی ذات والا صفات الہی دنیا کے لیے فیوض و برکات کا وہ سرچشمہ ہے جس سے دلوں کی کھیتیاں سیراب ہو رہی ہیں۔ آپ علوم باطنی کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری سے بھی خوب مزین ہیں۔ آپ کی بلند پایہ اور گراں یہ تصنیفات، عقیدت اور محبت والے سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ ان تصنیفات میں رسالہ غوث الاعظم ایک خاص مقام کا حامل ہے۔ دیکھنے کو یہ ایک مختصر سی کتاب ہے۔ مگر اپنے اندر ایک جہان معنی سموتے ہوئے ہے۔ قاری کی فکر میں سوچ پیدا کرتا ہے اور سوچ کی صحیح سمت بھی متعین کرتا ہے۔ دنیائے علم میں نئے نئے نکتے جنم لیتے ہیں اور پھر ان نکتوں کی انشراح و وسعتیں اختیار کر لیتا ہے۔

یہ رسالہ چھوٹے چھوٹے نکلروں یا مثالوں پر مشتمل ہے۔ جن کی تعداد 65 ہے یہ دراصل الہامات ہیں جو وقتاً فوقتاً حضور غوث الاعظم کے قلب اقدس پر وارد ہوتے تھے۔ رسالے کا انداز بیان محاببت کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خطاب ہوتا ہے حضرت اس کو قَالَ لِحی (یعنی مجھ سے فرمایا۔۔۔۔۔) کہہ کر بیان کر دیتے اکثر و بیشتر خطاب باری تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لیکن کہیں ایسا بھی ہے کہ ادھر غوث الاعظم سوال کرتے ہیں اور ادھر سے جواب عنایت ہوتا ہے۔ اس سے مکالمہ کا لطف بھی پیدا ہوتا ہے۔

جہاں طریقت کے اکابر نے اس رسالہ کو بنگاہ تحسین پسند کیا ہے۔ اور ہر زمانے میں اہل سلوک میں اپنی اپنا استعداد کے مطابق اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں اس سے اقتباس کیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے لوامع اور طوامع میں، علامہ رکن الدین عماد کاشانی نے شمائل الاقنیاء میں، حضرت سراج محمد گجراتی نے اوراد قادریہ میں، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے مکتوبات میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے۔ یا اس میں سے حوالے دیتے ہیں۔

عربی اور فارسی میں اس کی بہت سی شرحیں لکھی جا چکی ہیں ان میں سے سب سے عمدہ اور مقدم حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی فرمودہ شرح ہے۔ جسے آپ نے جو اہر العشاق کے معنی خیز نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اس شرح کی لطافت کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت غوث الاعظم کے الہامات کی شرح کا حق حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ہی کو تھا۔ سلوک و عرفان کا کون سا گوشہ ہے جس پر آپ نے روشنی نہیں ڈالی۔ اثنائے شرح مختلف مقامات میں حضرت شارح نے اپنے

مکاشفات کا ذکر بھی کیا ہے۔ غرضیکہ رسالہ اور اس کی شرح کا یہ ایک ایسا حسین اور نادر امتزاج ہے جس کی بہت کم نظیر ملتی ہے۔

مولوی حافظ عطا حسین ایم۔ اے مرحوم نے یہ شرح 1362ھ میں کتب خانہ روشین گلبرگہ شریف حیدر آباد دکن سے شائع کی تھی۔ مولوی صاحب حکومت حیدرآباد میں ناظم تعمیرات کے عہدے پر کام کر چکے ہیں۔ حضرت گیسو دراز کی تصانیف کی اشاعت میں انہوں نے بڑا گرانقدر کام کیا ہے۔ اس شرح کو مولوی احمد حسین خان صاحب نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ آپ گلبرگہ کالج میں وائس پرنسپل تھے۔ یہ ترجمہ 1372ھ میں کتب خانہ روشین سے شائع ہوا تھا۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں جہاں عربی یا فارسی کے اشعار درج کئے ہیں ان کا منظوم ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس سے عبارت میں ایک لطف پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر مقالے کے الگ الگ عنوان قائم کئے گئے ہیں۔ اس سے فہم مطالب میں سہولت رہے گی۔

خاکپائے اہل اللہ  
محمد انور قمر نقشبندی مجددی  
یکم مئی 2000ء



بَلِّغْهُمُ الْاَعْلَامَ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى:

يا غوث الاعظم المتوحش عن غير الله والمستانس بالله

الله تعالى نے فرمایا:

اے غوث اعظم، تم غیر خدا سے متوحش ہو اور اللہ سے مانوس

ہو۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الباء حرف الاتصال والتضمن ابتداء الموجودات  
بالله والحادثات من الله  
”سب حرف اتصال وضمن ہے۔ موجودات کی ابتدا اللہ سے  
ہے۔ اور اس کا حدث یا فنا ہو جانا بھی اللہ ہی کی طرف سے  
ہے۔“

ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک رات صبح  
ہونے تک تھا۔ بسم اللہ کی ب کے نقطہ کی شرح و تفصیل فرماتے رہے۔  
فرایت نفسی عنده كالجرة عند البحر العظيم  
”ان کے آگے میں نے خود کو ایسا پایا جیسے بڑے سمندر کے آگے  
سیوچہ“

اگر بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی جلالت عرش پر آجائے یا آسمانوں یا زمینوں پر تو یہ  
سب حال و کیفیت سے (یعنی اسی وقت) پگھل جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔  
لو انزلنا هذا القرآن على جبل لورايتہ خاشعا متصدعا  
من خشيتہ الله  
”اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ یہ اللہ کی  
خشیت و ہیبت سے کانپ اٹھتے“

خواجہ شبلی علیہ الرحمہ سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ

انا نقطة باء بسم الله

”میں بسم اللہ کی ب کا نقطہ ہوں۔“

خواجہ بایزیدؒ سے کسی نے دریافت کیا بایزید کون ہے؟ جواب میں ایک کاغذ پر لکھ دیا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اور پوچھنے والے کے ہاتھ میں کاغذ دے کر فرمایا کہ ”بایزید“ یہ ہے۔ اب سمجھ لو کہ بایزید و شبلی علیم الرحمہ اللہ کے اولیاء و دوست ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ۔

الولی هو الفانی فی اللہ والباقی باللہ والظاهر

باسماء اللہ وبصفانہ

”اللہ کے دوست اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی، اللہ کے ناموں

کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں“

یعنی اولیاء اللہ کا ظاہر، اللہ کے ناموں کے ساتھ اور ان کا باطن، اللہ کے صفات کے ساتھ ہوتا ہے۔ شکر ہے رب العلمین کا کہ اس نے اپنے دوستوں (اولیاء) کو اس طرح ظاہر کیا کہ سوائے خود کے ان کو کوئی نہیں پہچانتا خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں فرمایا کہ۔

اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

”میرے اولیاء و دوست، میرے قبا کے نیچے ہیں ان کو بجز میرے

اور کوئی نہیں پہچانتا“

معلوم ہو کہ:

اللہ مصدر الموجودات۔ اللہ عبارة عن الهوية

الرحمن الرحیم اللہ بالتولی الرحمن بالتسلی

الرحیم بالتجلی اللہ بالتدلّل الرحمن بالتشکل

الرحیم بالتمثل اللہ بالتقرب الرحمن بالوحدة

الرحیم بالاتصال

”اللہ مصدر موجودار ہے۔ اللہ سے مراد اس کی ”ہویت“ ہے  
الرحمن الرحیم اللہ محبت اور دوستی والا ہے۔ رحمن مہربان و تسلی  
دینے والا۔ رحیم، رحم کرنے اور تجلی دینے والا ہے۔ اللہ محبت  
و ناز کے ساتھ رحمن تشکل و صورت آفرینی کے ساتھ، اور رحیم  
تمثل و عکس سازی کے ساتھ ہے۔ اللہ تقرب کے ساتھ، رحمن  
وحدت کے ساتھ اور رحیم اتصال کے ساتھ ہے۔

محمد حسینی یوں کہتا ہے کہ یہ دونوں کلمے مبالغہ کے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔

### حمد باری تعالیٰ

الحمد لله لا محمود الا الله حمد نفسه بنفسه  
”تعریف صرف خدا کے لیے ہے۔ سوائے خدا کے کوئی تعریف  
کئے جانے والا نہیں ہے۔ اس نے خود ہی اپنی تعریف آپ کی  
ہے“

خداوند تعالیٰ نے جس طرح اپنی ذات کی تعریف خود کی ہے یا کرتا ہے ایسی تعریف  
کوئی نہیں کر سکتا۔

لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك  
”میں کچھ بھی تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جس طرح تو  
نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔

تعریف کیا ہے تعریف کرنے والا کون ہے۔ اور تعریف کئے جانے والے کے کیا معنی  
ہیں؟ جس نے جانا جانا۔ شریعت والے کہتے ہیں کہ

الحمد هو الوصف بالجميل على جهة التفصيل  
”حمد۔ فضیلت و برتری کے لحاظ سے خوبی کا بیان کرنا ہے“

لیکن طریقت کے راستے چلنے والے، ربوبیت کے راہرو اور زاویہ وحدت کے گوشہ

نشین کے نزدیک حمد تین قسم کی ہے۔ پہلی قول والی، دوسری فعل والی اور تیسری حال و کیفیت والی۔ حمد قولی زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں جس طرح کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

کما قال علیہ الصلاۃ والسلام امرت ان اقاتل  
الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ  
”جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں  
سے اس وقت تک لڑوں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں“

اس کو سالکان معرفت جمہور کی قولی حمد اور تقلیدی حمد کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ شریعت، طریقت اور معرفت کی اٹھان ایک ہی بنیاد پر ہے جو اسلام ہے۔ شریعت طریقت و حقیقت میں بھی یہی کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کہتے ہیں۔ کلمہ کے کہنے میں کوئی اختلاف نہیں البتہ کلمہ کی نفی و اثبات میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ دوسری حمد فعلی ہے۔ اس حمد کا تعلق بدن کے اعمال سے ہے یعنی عبادات و خیرات وغیرہ جو خاص خدا کی خوشنودی اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لیے ہو۔

حمد حالی خدا کے حکم اور علمی و عملی کمالات سے متصف ہوتی ہے۔ حمد قولی زبان کا اقرار ہے۔ حمد فعلی دل سے تعریف کرنا اور حمد حالی روح کی تعریف سے ہوتی ہے۔ جو ان تینوں کو جانتے ہیں وہ تمام تعریفوں اور صفات کے ساتھ حمد کرتے ہیں۔ جو حمد کہ محققین کرتے ہیں وہ یہی (حمد و تعریف) ہے اور اہل تحقیق اگر حمد کر لیتے ہیں تو ان کی حمد بھی یہی ہے۔ جاننا چاہیے کہ حمد روح سے تعلق رکھتی ہے تو شکر کا تعلق زبان سے ہے۔ حمد اپنی استعداد میں کمال کے لیے کی جاتی ہے۔ اور یہ حمد صرف ذات احدیت کی کی جاتی ہے اور شکر نعمتوں میں زیادتی کے لیے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لئن شکرتم لانیدنکم

”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہارے لئے (نعمتوں میں) زیادتی

کروں گا“



کاشف الغمة یعنی تعریف صرف اس خدا کے لیے ہے جو غم کو اور غموں کو کھولتا یا دور کرتا ہے۔ ”غم“ خزن کو کہتے ہیں۔ حزن سے مراد چھوٹا عشق نہیں بلکہ اوسط عشق ہے اوسط عشق یہ ہے کہ وہ خود اپنے ہی پر عاشق ہو۔ پس وہ اپنے غم کو کھولنے یا دور کرنے والا ہے۔ اب سمجھو کہ جب خدائے تعالیٰ پوشیدہ خزانہ تھا اور حجرہ بالقوۃ میں تھا تو اس کی ذات میں ”محبت“ پیدا ہوئی کہ میں علیم یا جاننے والا ہوں۔ خبیر یا بوجھنے والا بھی ہو جاؤں۔ جاننے والا تھا، چاہا کہ بوجھنے والا بھی ہو جائے۔ تو چیزوں کو وجود میں لا کر چیزوں کو بوجھنے والا ہو گیا۔ داؤد علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ۔

لما ذا خلقت الخلق؟ فقال الله تعالى كنت كنزا

مخفيا فا جبت ان اعرف فخلقت الخلق العرف

”اے رب تو نے خلق کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا

کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں؛ پس خلق کو

پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں“

یعنی ایک غم تھا اسی غم کو خلق کی تخلیق سے ظاہر کیا۔ داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے پروردگار کو کس مصلحت اور کس بھید کے لیے ظاہر کیا۔ فرمایا کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اور خود کو خود سے پہچانوں۔ خود کو ”خزانہ“ کہتا ہے۔ یعنی میں کئی صفات اور کئی اعتبارات کی ایک ذات ہوں۔ جمال میں رکھتا ہوں جلال میں رکھتا ہوں۔ قر مجھ سے ظاہر ہوتا ہے، مہربانی مجھ سے رونما ہوتی ہے، قدرت مجھ ہی کو، علم مجھ ہی کو، سمجھ مجھ ہی کو، بصر مجھ ہی کو، بڑھانے والا میں ہوں، بلند کرنے والا میں ہوں، نیکی، بدی، رنج و خوشی اور تمام لامتناہی صفات کو قائم کئے ہوئے ہوں۔ اس اعتبار سے میں نے اپنا نام ”خزانہ“ رکھا ہے۔ یہ صفات مجھ میں بالقوۃ موجود تھیں۔ میں نے چاہا کہ حجرہ قوت سے فضل کے میدان میں آجاؤں۔ جس طرح کہ کوئی محب اپنے محبوب کو چاہتا ہے۔ اس مصلحت اور اس بھید کی بناء پر میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اپنے غم کو خود ظاہر کیا اور خود اپنے آپ پر کھول دیا۔ یعنی سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ زہرہ، مشتری، عطارد اور زحل

و مرغ کو پیدا کیا۔ اور اسی طرح دیگر بقیہ چیزوں کو بھی پیدا کیا۔ جیسے پہاڑ، درخت، چوپائے، گھوڑا، گائے، بکری، ہاتھی، شیر، چوٹی، سانپ، بچھو علیٰ ہذا القیاس تمام موجودات کو پیدا کیا۔ پس کاشف الغم ہوا یا نہیں؟

میں نے محبوب کو ظاہر کر کے اپنا غم کھول دیا۔ (یعنی دور کر دیا اور اس کی حقیقت ظاہر کر دی) اس کا محبوب کاشف الغم یعنی عاشقوں کے رنج کو دور کرنے والا ہے۔ دوست ہی جانتا ہے کہ عاشق کو کیا رنج ہے اور کس چیز کا اشتیاق ہوتا ہے۔ جیسے کہ حکایت خداوندی ان انت وانت انا (یعنی میں تو ہوں اور تو میں ہوں) اسی غم و اشتیاق کی آئینہ دار ہے۔ پس عاشق ہی یہ جانتا ہے کہ یقیناً میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ پھر اس کا ”عین“ کس طرح بن جاؤں۔ بات کیا ہے؟ اس معاملہ میں رنج اور رونا بہت ہے اسی لیے تو مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الحزن  
والبكاء

”حضرت رسول اللہؐ ہمیشہ حزن و گریہ میں رہتے تھے“

مگر اے دوست

إذا جاء نصر الله والفتح

”جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے“

تو سارا غم دور ہو جاتا ہے۔ اس غم کا کاشف الغم (کھولنے یا دور کرنے والا) وہی ہے جب اس نے حزن و غم کو کھول دیا تو فرمایا کہ۔

ان فتحنالک فتحا مبینا

”ہم نے تمہارے لئے کھلی ہوئی فتح لکھ دی“

اے دوست جب تو ستر ہزار اچھے اور برے خصائل سے باہر نکل پڑے۔ اور جب اجالے اندھیرے کے ستر خدائی پردوں سے بالاتر ہو جائے اور جب تجھ میں خلق خداوندی

پیدا ہو جائے تو اس کیفیت میں تجھ سے عبودیت (بندہ پن) دور ہو جائے گا تو یکون عیش کعیش اللہ (بیش خدادندی کی طرح) عیش میں سکون پائے گا۔ اس حال و کیفیت میں تیرا فقر یوں ہو جائے گا۔ پھر تو اسی خدا کو جلوہ فرما پائے گا اور سقہم رہم..... کی شراب پئے گا اس وقت تو جانے گا۔ فی مقعد صدق کہ (تو سچائی کی بیشک میں ہے) عند صلیک مقتدر کے تخت پر ہے۔ یعنی کامل اقتدار رکھنے والے مالک کے پاس کھبعض کے خلوت خانہ میں ہے۔ اور جس نے کہ میرے غم کو کھول دیا وہ باغ وصل میں تجھ سے متحد یا ایک ہو جائے گا شکر کر۔

الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن

”اس خدا کا شکر جس نے ہم سے حزن کو دور کر دیا یعنی بشریت کا

حزن“

وہی بشریت جو تیرا وجود تھی وہی جو تیرے اور اس کے درمیان حائل تھا جیسے کہ حکایت ربانی ہے۔

وجودك حجاب بينى بينك

”تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے“

اس وقت تو، تو نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا کیونکہ خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں رہتا۔ اسی معاملہ کے لیے بے چارہ منصور (مغفور و مشہور) روتا تھا کہ۔

بینى وبينك انى يزاحمنى ارفع بلطفك انى من المبین  
خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیاں سے

حاشاك امحاشاى من اثبات اثنين

خدا محفوظ رکھے اس دوئی سے

اے دوست تیرا غم جو کہ جسمانی ڈھانچہ میں بند ہے تھمٹل و تشکل یا عکس سازی و صورت آفرینی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ محمد ﷺ نے فرمایا یا لیت رب محمد لم یخلق محمد (کہ کاش محمد ﷺ کا رب محمد ﷺ کو نہ پیدا کرتا) یعنی جسمانی

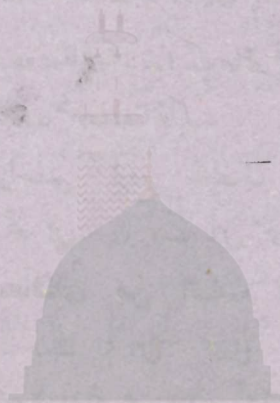
Click

ڈھانچے کے ساتھ آدمی کی شکل میں مجھ کو زمین پر نہ لاتا ورنہ حضور کا تاج کمال تو یہ ہے۔

لولاک لما ظہرت الربوبیة

اگر تم نہ ہوتے تو ربوبیت ظاہر نہ ہوتی

آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ پس عاشق کو یہی غم ہے کہ وہ بشریت اور تشکل سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ سلطان العارفین نے انہی معنی میں فرمایا کہ البشریة ضد الربوبیة فمن احتجب بالبشریة فانتہ الربوبیة (بشریت ضد ہے ربوبیت کی پس جس نے بشریت کا پردہ اوڑھ لیا ربوبیت اس سے رخصت ہو گئی) اس غم کا کاشف الغمہ یا غم دور کرنے والا وہی عشق ”من عرف“ (یعنی جس نے خود پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)۔



## نعت رسول کریم ﷺ

### والصلاة على خير البرية

خدائے تعالیٰ کا شوق و اشتیاق ذات محمد ﷺ پر ہو جو اس کے محبوب ہیں۔ ایسے محبوب کے ان کے اوصاف سب سے اچھے ہیں یہ جو کہا گیا فخلقت الخلق لا عرف (میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اس کی وجہ یہ ہے فظہرت المحمد لا عرف (پس محمد ﷺ کو میں نے ظاہر کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اپنے جمال و کمال کو اپنے خود سے نہیں دیکھا جاسکتا اس کے ظہور کے لیے آئینہ کی ضرورت ہے۔ افضل و اکرم اور اشرف آئینہ سوائے محمد ﷺ کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ خدائے ہر شخص کو محمد ﷺ کے لیے ظاہر کیا اور محمد ﷺ کو خود اپنے لئے ظاہر کیا اسی لیے کہا گیا (اشتیاق واصلوات ہو اس کے نبی پر) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

ان الله وملئكته يصلون على النبي

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوہ درود بھیجتے ہیں

یعنی محمد ﷺ کے آئینہ میں اس کو دیکھتے ہیں۔ پس مومنین کی نیک رہبری کے لیے

فرمایا ہے۔

صلوا علیہ ای انظروا الی محمد حتی ترونی کما

قال علیہ السلام من رانی فقد رانی الحق

”کہ تم بھی ان پر درود و صلوٰۃ بھیجو یعنی محمد ﷺ کو دیکھو تاکہ

مجھے دیکھ سکو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے

دیکھا اس نے حق کو دیکھا“

اور لی مع اللہ وقت (یعنی میں ایک وقت خدا کے ساتھ ہوا کرتا ہوں) یہ پتہ دے رہا ہے کہ میں اس کا معشوق ہوں وہ مجھے ہر ایک سے الگ اور پوشیدہ رکھتا ہے۔ جیسی تو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہر کوئی خدا کو جانتا ہے۔ گو نہیں پہچانتا۔ مگر محمد ﷺ کو نہ تو کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔ اے میرے عزیز من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) اس سے نسبت اس لیے رکھی گئی کہ ہمیشہ نہ خود کو جانے اور نہ پہچانے۔

نہ جاں را خود خبر از جاں کہ جاں چسیت نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے خیر البریہ (مخلوق میں سب سے بہتر) اس لیے کہا گیا کہ حضور ﷺ کو خدا نے علم اولین و آخرین دیا یعنی تمام جسموں اور جانوں کا علم دیا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله لا محمود الا الله حمد نفسه بنفسه

والصلاة على خير البرية



## اللہ سے انس غیر اللہ سے وحشت

یعنی اے فریاد سننے والے بزرگ اور غوث جو غیر خدا سے احتراز کرنے والا اور خدا سے انس کرنے والا ہے۔ یہ سوال کہ غیر کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو کوئی نام خدا کے ماسوا ہو وہ اس کا غیر ہے وہ اگرچہ اس خدا کی وجہ سے ہے مگر خدا تو نہیں ہے۔

بو العجب کارے و بس نادر رہ است کین چو عین آں بود آں کئے شود عجیب کام ہے یہ اور راہ نادر ہے اگر یہ عین ہے اس کا تو وہ جن کیا ہے اگر تم عشق حقیقی نہیں جانتے تو کچھ دیر کے لیے عشق مجازی ہو جاؤ۔ اس وقت جانو گے کہ ”غیر محبوب“ سے عاشق کو تسکین نہیں ہوتی جیسے کہ مجنوں سکون نہ رکھتا تھا۔

نہ خواہم ز مستن بے تو تن بچاں چہ کار آید محال است اینکہ بے لیلیٰ دے مجنوں سیا ساند تیرے بغیر زندگی، جان بغیر جسم ہے لیلیٰ بغیر قیس کو، دل کا سکون محال ہے احوال مت بن (جو ایک کو دو دیکھتا ہے) سنو کہ تمام نام بجز صمی کے کوئی چیز نہیں اگرچہ ہم نے ایک چیز کے یہ تمام نام رکھے ہیں۔ یہ بھی کہو کہ لیس فی الدارین الاربی وان الموجودات کلبا معدومة الوجودہ (تبارک وتعالیٰ) جانو کہ وجود میں سوائے خدا کے کچھ اور نہیں اور دارین میں غیر خدا کے کچھ نہیں ہے، ایک کے اندر ایک وہی ایک ہے اپنے گوش جان سے سنو کہ کلامک خارج من دائرۃ اهل الذوق (اہل ذوق کے دائرہ سے تیری بات کچھ الگ ہی ہے) اب اس دائرہ سے نکل پڑا اور موجودات کے وجود سے بھی نکل پڑ۔ ستر ہزار خدائی پردوں سے بھی نکل پڑ۔ اس وقت تو جانے گا کہ غیر کون ہے اور غیریت کیا ہے۔ بھٹکے ہوئے تو سمجھتے ہیں کہ تیرا وجود غیر ہے اور آپے میں رہنا غیریت ہے۔

تاجاں نہ دی بکافری نواں رفت

جال کسی کافر کو تو جب تک نہ دے یاد رکھنا یہ نکل سکتی نہیں

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click



جب تک تو آپے میں رہے گا تو سب کو ایک سے زائد یا کئی سمجھتا رہے گا اور جب فنا ہو جائے گا تو سب کو ایک پائے گا۔ سالک پر ایک کیفیت ہوتی ہے۔ ستر ہزار صورتیں اسکو نظر آتی ہیں اور یہ سب سالک ہی کے اوصاف ہوتے ہیں نہ کہ خود ذات سالک۔ اسی طرح غوث اعظم صفات اللہ سے متوحش اور لقاء اللہ سے مستانس ہیں۔ کیونکہ غوث اعظم تمام ناموں اور صفتوں کے ساتھ تخلقوا باخلاق اللہ (اخلاق الہی پیدا کرو) کے حکم سے متصف تھے۔

تاکہ باخوشی عدو بنی ہمہ چوں شوی فانی احد بنی ہمہ آپ میں جب تک ہے تو پائے گا سب کو باعدد اور جب ہو جائے فانی پائے گا سب کو احد اب ان صفات و اسماء سے احتراز کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ، تجلی کے اندر ایک میں ایک ہونا چاہتے ہیں، تاکہ خدا کے ساتھ انس پائیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے ”میں اس لئے غمگین ہوں کہ تیرے ساتھ پوست میں نہیں ہوں یعنی اگرچہ ”میں“ اس کے پر تو کا عکس عین یقین و حق یقین کے ساتھ دکھائی دیتا ہے، پھر بھی اس سے احتراز کیا ہوا ہے کیونکہ غوث کامل تھے، ورنہ ناقصوں کی طرح اس کے پر تو سے بے خود ہو کر ”انا الحق“ و سبحانی (میں ہی خدائے پاک ہوں) کہہ دیا جاتا۔ ان میں سے ایک کو سولی پر لٹکایا گیا، جلایا گیا اور ان کی خاک کو دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے کو جب کہ پہلے مرتبہ عالی سے الگ کیا گیا اور بوقت موت اس بد مستی سے وہ ہوشیار ہوئے تو فرمایا کہ۔

الہی ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی ومن  
مثلی وهل فی الدارین غیری فانا الیوم کنت کافرا  
مجوسیا اقطع زناری واقول لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ

”اے میرے اللہ اگر کسی دن میں نے سبحانی یعنی میں ہوں پاک  
کہا ہے یا میری شان بڑی ہے کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہیں ہے  
کوئی میرے سوا جہان میں کون ہے تو اس دن میں کافر تھا، مجوسی

تھا، اس زنار کو توڑتا ہوں اور کہتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ نہیں

ہے لائق بندگی مگر اللہ اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں“

غوث رضی اللہ عنہ ان دونوں سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ غوث رضی اللہ عنہ اپنے آئینہ میں اللہ نور السموات والارض (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) کے آفتاب کو دیکھتے ہوئے لانی تقدمت بالعبودیت (البتہ میں پیش قدمی کیا بندگی میں) کا مذہب اختیار کر چکے ہیں جیسا ابو بکر و راق نور اللہ روح نے فرمایا لیس بینی و بینہ فوق الانی تقدمت بالعبودیت (نہیں ہے کوئی فرق مجھ میں اور اس میں اگر ہے تو یہ کہ میں نے پیش قدمی کی بندگی میں)۔

اے دوست اس کے عکس و پرتو کا نام ”غیر“ ہوا اور اس میں رہ جانے کا نام ”غیرت“ ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کا عاشق ہوا۔ سن لے کہ محمد ﷺ حق تعالیٰ کے عکس و پرتو ہیں اور محمد ﷺ وہ آئینہ ہیں کہ جس آئینہ میں اللہ کے سوا کوئی رونما نہیں ہوتا۔ محمد ﷺ اس کے آئینہ قابل ہیں یعنی سب سے بہتر آئینہ ہیں۔

فی هذا الكتاب جواهر العشاق شرح من كلام مالك الاخلاق المتوحش عن غير الله والمستانس بالله (اس رسالہ جو اہر العشاق میں مالک اخلاق کے کلام کی شرح اور اللہ کے سوائے سب سے الگ رہنے والے اور اللہ سے محبت کرنے والے بزرگ) کی نسبت جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کو غور سے سنو۔ صفت کی صورت ذات کی صورت نہیں رکھتی اس کے اوصاف ان گنت ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں البتہ صحیح یہ ہے کہ جلالت میں دوست کی کچھ اور شکل ہوتی ہے اور جمالیات میں دوست کا تمثیل کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ایلین لختہ اللہ نے کہا رایت ربی لیلۃ المرصاد فی اقبح صورہ فقرع رجلیہ معلی صدری فوجدت حرافی نفسی (دیکھا میں نے اللہ کو معراج کی رات نہایت ڈراؤنی صورت میں۔ رکھا اس نے پاؤں میرے سینہ پر اور پائی میں نے ایک جلن اپنے آپ میں) خدائے تعالیٰ کی لغت اس کی غذا ہے۔ تجلی جلال میں عاشق کے لیے کوئی حظ یا نصیبہ نہیں ہوتا۔ حضرت محبوب رب

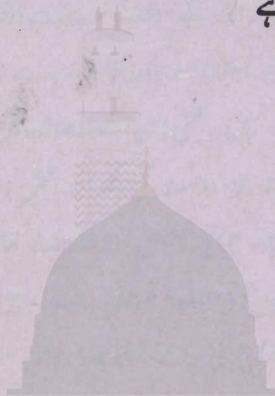
العلمین ﷺ تجلی جمال کی نشانی بنا کر فرماتے ہیں کہ رایت ربی لیلة المعراج فی احسن صورہ فوضع یدیه علی کتفی فوجدت برد افی قلبی (دیکھا میں نے معراج کی رات میں اپنے رب کو نہایت اچھی صورت میں اور اس نے رکھا اپنا ہاتھ میرے کندھے پر میں نے پائی اپنے آپ میں ٹھنڈک کی ایک لہر اس کی انگلیاں جمال و جلال کے تمثلات بیان کرتی ہیں اس لئے غوث اعظم ان تمثلات و محکات سے احتراز کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں درالوری (پرے سے پرے) سے کام ہے۔ حق کی قسم درالوری کیا ہے معلوم ہو جائے گا۔



## قال:

كل طور بين الناسوت والملكوت فهى شريعة  
وكل طور بين الملكوت والجبروت فهى طريقة  
وكل طور بين الجبروت والاهوت فهى حقيقة  
فرمایا

جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے  
جو طور طریق ملکوت و جبروت کے درمیان میں ہے وہ طریقت  
ہے۔ اور جو طور طریق جبروت و لاہوت کے درمیان میں ہے وہ  
حقیقت ہے



## شریعت، طریقت، حقیقت

خدا نے فرمایا کہ جو طور طریق آسمان وزمین کے درمیان ہے اس عالم کا نام ناسوت ہے۔ انہیں کو جانوروں کا عالم، ملک وخلق کا عالم، احساسات کا عالم، عالم شہادت و عالم صورت اور عالم ظاہر کہتے ہیں۔ اور ملکوت کو عالم امرد عالم معقول و عالم قلب و غیب عالم معنی اور عالم باطن کہتے ہیں اور جبروت کو عالم روح، عالم موجود بالقوة اور عالم ممکنات عالم ماہیات و کلیات بلکہ عالم باطن غیب الغیب و معنی المعنی کہتے ہیں۔ اور لاہوت ایسا عالم ہے کہ عرش اس کی عزت ہے اور کرسی اس کی کبریائی ہے۔ قدر اس کی لوح و قضا اس کا قلم ہے۔ آسمان اس کی عظمت، کیوان ان کا غصہ اور برجیں اس کی مہربانی ہے۔ بہرام اس کا جلال، اور خورشید اس کا جمال، آگ اس کا غضب اور پانی اس کی رحمت اور خاک اس کی حکمت ہے اور جس کی بقا کبھی زائل نہ ہونے والی ہے۔ اہل شریعت ماسوی اللہ یا غیر خدا کو عالم کہتے ہیں۔ یعنی عالم ہر اس موجود کو کہتے ہیں جو سوا خدا کے ہو لیکن سالکوں کے نزدیک ”غیر خدا“ کا وجود ہی نہیں۔

كما قال سر الله في الارض صاحب الفصوص

العالم هو المتجلى نجمي صفاته

”جس طرح کہ زمین کے خدائی رازدار حضرت شیخ اکبر محی الدین

ابن عربی صاحب فصوص نے کہا کہ عالم وہ حقیقت ہے جو تمام

صفات کے ساتھ روشن ہو“

پس ناسوت سے ملکوت تک وہ عالم ہے جو ظاہر ہے یہی شریعت محمد ﷺ ہے یعنی

شریعت کے نیک اعمال کرنے سے ناسوت ملکوت تک یا قالب سے قلب تک پہنچتے ہیں۔

قالب کو قلب کا رنگ حاصل کرنے کے لیے شریعت کی ضرورت ہے۔ آدمی کے قلب یا

دل میں خدا نے سات اطوار و طریقے بنائے ہیں۔ پہلے کا صدر یا سینہ نام ہے جو اسلام

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من  
رہ

”اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی  
طرف سے نور پر لگ گیا

یہی طور دل کا پوست و غلاف یا شیطانی وسوسوں کا مقام اور (توسیل نفس) بموجب  
آیت قرآنی۔

يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس  
”کہ وہ یعنی شیطان خناس لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے  
جو پوشیدہ فن اور ظاہری لوگ ہیں“

خدا کی پناہ اگر گناہوں کی نحوست اور قرآنی کے اثر سے نور اسلام میں فتور آجائے  
تو کفر کی تاریکی بڑھ جائے۔ چنانچہ خدا جس کا سینہ کفر پر کھول دے تو یہی مقام تمام  
برائیوں کا طور ہے۔ دوسرے طور کا نام قلب یا دل ہے جو ایمان کی کان اور حق و سچائی کا  
نزانہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان  
یعنی یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے  
اسی کی حکایت کر رہا ہے (یہی قلب) نور عقل کا گھر ہے بموجب آیہ شریفہ

فتكون لهم قلوب يعقلون بها  
ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ عقل یا سمجھ حاصل کرتے ہیں

دل کی بینائی جس کو بصیرت کہتے ہیں وہ اسی جگہ ہے۔ ظاہری دیکھنے کا احساس بصیرت  
کا پر تو ہے۔ تیسرے طور کا نام شفاف ہے۔ اولاد رسول اللہ ﷺ سے محبت و شفقت  
اور اولیاء، انبیاء سے شفقت و اردات کا یہی مقام ہے جیسا کہ خدا نے کہا قد  
شغفها حبا (اس کے دل میں محبت گھس گئی ہے) پیغمبرانِ علیم السلام اور مشائخ کبار

کی محبت مریدوں اور امتیوں کے ساتھ اسی طور پر ہوتی ہے۔ عشق مجازی اس طور پر نہیں گذرتا اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔

حب الی من دنیا کم ثلث الطیب والنساء وقوة  
عینی فی الصلوۃ

”تمہاری دنیا کی تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوشبو، عورت اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

اولادنا اکبادنا

ہماری اولاد ہماری جگر گوشہ ہے

چوتھے طور کو فواد یا تمہ دل کہتے ہیں یہ جلال و جمال اور دوسری صفات کے مشاہدہ یا دیکھنے کا مقام ہے۔

مآکذب الفواد مارای

جو کچھ اس نے دیکھا اس کے تمہ دل نے اس کو نہیں جھٹلایا

پانچویں طور کا نام جنت القلب ہے جو خدا کے شوق و ذوق اور اس کے عشق و مہبت کا مقام ہے اس جگہ کسی دوسرے کی دوستی کو دخل نہیں ہے۔ چھٹے طور کو سویداء کہتے ہیں۔ یہ نبی مکاشفات، علم لدنی، حروف مقطعات کے معارف کا مقام اور اسرار الہی و علم اسماء کا خزانہ ہے۔ بموجب قرآن۔

وعلم ادم الاسماء کلها

ہم نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیے

ساتویں طور کا نام ”بجۃ القلب“ ہے اس جگہ ذاتی صفات کا ظہور اور الوہیت کے تجلیات ہوتے ہیں۔ نفس و شیطان کو بجز طور صدر کے اور اطوار میں پہنچنے کی مجال نہیں ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

حفظا من کل شیطان مارد لایسمعون الی الملاء

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

## الاعلیٰ

”ہر شیطان سرکش سے امان ہے وہ ملاء اعلیٰ کی کوئی بات بتلے  
بھی نہیں سن سکتے“

بعض کہتے ہیں کہ (نفس، دل، روح، سرخفی، وغیب الغیب) ہر طور جو ملکوت سے  
جبروت تک ہے وہ طریقت ہے یعنی طریقت کے عمل کر کے دل سے روح تک پہنچتے ہیں۔  
اے دوست اگر روح خالص ہو تو دوسری دفعہ پیدا ہو کہ وہ روح جبروت تک پہنچتی ہے یہ  
قول سنا ہو گا کہ:

لن یلج ملکوت المسوت من لم یولد مرتین  
”ملکوت و سماوات میں کوئی نہیں جا سکتا جب تک وہ دوبار پیدا نہ  
ہو“

اے دوست جو ماں سے پیدا ہوا تو اس نے اس دنیا کو اور خود کو دیکھا اور جب وہ  
خود سے پیدا ہو گا تو اس عالم اور خدائے عزوجل کو دیکھے گا۔ اس ”ماں“ سے حقیقی و اصلی  
”ماں“ ہے جس کی تعریف میں ہے کہ۔

انا من اللہ والخلق منی

میں اللہ سے ہوں اور تمام خلق مجھ سے ہے

تجھ سے مراد تیری حقیقت ہے جو دکھائی نہیں دیتی، لیکن تجھ سے الگ نہیں ہے۔ وہ  
تیرے تن میں ہے جو تیری طرح ہے گو تو نہیں ہے۔ وہ روح ہے جو تجھ سے ملاقات  
کرے گی۔ جس کا بیان یہ ہے۔

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ

”وہ اپنے حکم سے روح کو اپنے ان بندوں پر ڈالتا ہے جن کو چاہتا  
ہے“

وہ روح جب تجھ کو تجھ سے لے لے اور تیری جگہ وہ روح لے لے تو تیری ذات  
آئینہ کی طرح صاف ہو جائے اس وقت تو خدا کو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کیا کیا سلوک

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click



کرتا ہے اور تجھ کو کس نام سے پکارتا ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ ایک بزرگ نے اس مقام کا کیا پتہ دیا ہے۔

قال ادخلنی ربی جنۃ القدس ویخاطبنی بذاتہ  
ویکاشفنی بصفاتہ  
”اب بزرگ نے یوں کہا ہے کہ: میرے رب نے مجھے جنت  
القدس میں داخل کیا اور مجھے اپنی ذات سے مخاطب کیا اور اپنے  
صفات مجھ پر کشف کئے۔“

اس جگہ تو خدا میں فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہو گا اور تو خدا کے ناموں اور اس کے  
صفات کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اللہ تجھ کو یہ نعمت دے۔

جب دل روح تک پہنچ جائے تو وہ ملکوت سے جبروت تک پہنچ گیا ہو گا اور عین  
الیقین یعنی یقین کی آنکھ سے جبروت کو دیکھے گا۔ جو ”طور“ جبروت و لاہوت کے درمیان  
ہے وہ حقیقت ہے یعنی حقیقت کا عمل کرنے سے جبروت سے لاہوت کو پہنچتے ہیں۔ یعنی  
روح سے سرا بھید کو پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ سر حاصل ہو جائے تو اس پر سردے دینا  
چاہیے۔

سر باز دریں راہ اگر طالب اوست در کوئے خرابت نہ گنجد سرو دستار  
ہو طلب اس کی تو سر اس راہ میں دیکھے کوچہ ساقی میں دستار اور سر کیونکر رہے  
اس مقام پر تو اس کا ہمسرور ازدار ہو جائے گا۔ یہ چیز وجدانی (پانے کی) ہے کہنے کی  
نہیں ہے۔ لیکن اے دوست بھید وہی ہے کہ اس موقع پر عاشق، معشوق کی طرح ہو  
جائے۔

واشرقفت الارض بنوردبھا

زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی

والی آیت اسی کی غمازی کرتی ہے کہ تیری ذات کی زمین کو اپنی ذات (رب) کے نور  
سے روشن کرتی ہے۔ اس مقام پر بھی دونوں معشوق ہی ہوتے ہیں نہ کہ عاشق یہ ناز ہو

جاتے ہیں نہ کہ نیاز۔ ہمہ تن یافت ہوتے ہیں نہ کہ نایافت من رانی فقد رای اللہ کا ارشاد نبوی اسی مقام سے صادر ہوا تھا کہ (جس نے مجھے دیکھا گویا اس نے خدا کو دیکھا) کیونکہ یا نور نوری ویاسوسری کی خلعت آپ کو یہیں حاصل ہوئی تھی۔ یعنی سبحانہ نے آپ کو اس طرح مخاطب فرمایا تھا کہ ”اے میرے نور کے نور اور اے میرے بھید کے بھید“ جب قالب بھید بن گیا تو قلب پوشیدہ و خفی ہو گیا۔ روح غائب ہو گئی یعنی روح قدسی کے درمیان جو پردہ حائل تھا اٹھ گیا۔ اب جو کچھ غیب عیب میں تھا، ظاہر ہو گیا اس وقت تیرا فقر پورا ہوا اور اللہ جلوہ نماوانی الی ہو گیا۔ مشہور مقولہ ہے الفقر اذا تم هو اللہ جب فقر کی تکمیل ہو جائے تو وہاں اللہ ہی اللہ ہے اور تصوف و حلول اس جگہ مل کر ظاہر ہوا۔ لیکن عیاں (قابل دید) کو ہرگز بیان نہیں کیا جاسکتا۔ شکر کرنے میں اور دیکھنے میں کچھ اور اور چکھنے میں تو کچھ اور ہی ہوتی ہے۔



قال الله تعالى

يا غوث الاعظم مظهرت في شيبي كظهوري في  
الانسان

الله تعالى نے فرمایا:

اے غوث اعظم، میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا انسان  
میں۔



## انسان میں خدا کا ظہور

یعنی خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میں نے کسی چیز میں اس طرح ظہور نہیں کیا جیسا خود کو انسان میں ظاہر کیا۔ تمام چیزیں میری ذات کا آئینہ ہیں۔ انسان اس کا بھید ہے۔ میں اگر یہ بھید بیان کروں تو اس سے ایک طرح کا کفر مراد ہو گا جس کو منع کیا گیا ہے۔

كفرت بدين الله والكفر واجب لدى وعند المسلمين قبيح  
دين خدا سے کفر کیا تو کفر ہی مجھ پر لازم ہے مسلم زاہد طنزیہ اپنے میرے مقابل قائم ہے

در کفر ہم صادق نہ زنا را رسوا کن

تو کفر میں سچا نہیں زنا کو رسوا نہ کر

فتمثل لها بشرا سويا (پھر کھڑے ہوئے بشر سے اس کو تمشل یا صورت

پذیری دی۔ انسان کے متعلق یہ ہے کہ۔

اورا نہ بود ظہور بے ما مارا نبود وجود بے او

میرے بغیر اس کا کیونکر ظہور ہوتا اس کے بغیر میرا کیوں کر وجود ہوتا

سریکہ دریں صورت زیبا است نہانی مگر روئے نماید بخدا کنی اقرار

جو بھی کہ اس صورت زیبا میں چمپا ہے ہو جائے اگر فاش تو کہہ دے کہ خدا ہے

تا اوند شوی نشود معلومت کال روز آفریدہ بودی او بودی

ہو جائے نہ جب تک تو بھی وہی معلوم نہ ہرگز تجھ کو ہوا

پیدا نہ ہوا تھا جس دم تو بے شک تھا وہی بیشک تھا وہی

ثم سالت:

يارب هل لك مكان؟

قال لی:

يا غوث الاعظم انا مكون المکان و ليس لی مکان

سوی الانسان و الانسان سري و اناسر الانسان

پھر میں نے سوال کیا:

اے پروردگار، کیا تیرا کوئی مکان ہے؟

فرمایا:

اے غوث اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور آدمیوں

کے سوا کہیں میرا مکان نہیں ہے۔ آدمی میرا پوشیدہ اور چھپا ہوا

بھید ہے اور اس طرح میں انسان کا بھید ہوں۔

## انسان میں خدا کا مقام

اس کی تعریف یہ ہے کہ میں کسی جگہ نہیں ہوں اور ہر جگہ موجود ہوں یعنی میرے لئے جگہ نہیں۔ انسان میرا آئینہ ہے اور میں انسان کا آئینہ ہوں المومن مرآة المومن واللہ هو المومن اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے (یعنی مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے اور اللہ ہی مومن ہے) اس جگہ بھید یہ ہے کہ۔

قلب المومن بین اصبعین من اصبع الرحمن  
”مومن کا دل خدائے رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہے۔“

ورنہ دل کہاں اور رحمن کہاں!

قال المنصور قلب المومن كالمواة اذا نظر فيها  
تجلی رہ  
”منصور نے کہا کہ مومن کا دل آئینہ کی مانند ہے۔ جب اس میں دیکھو تو رب جلوہ نماز ہوتا ہے۔“

اور الانسان سرى وانا سر الانسان کے معنی بھی یہی ہیں یعنی انسان میرا بھید اور میں انسان کا بھید ہوں۔ عرف من نظر (جس نے دیکھا پہچانا) خوب جانو کہ انسان انس سے بنا ہے اور انس دو قسم کا بیان کیا گیا ہے:

الانس هو السكون الى الله والاستعاذة في جميع  
الامور والاستيناس مع الناس علامة الافلاس  
”انس اللہ کی جانب سکون اور تمام امور میں اس کی پناہ لینا ہے۔ اور لوگوں سے میل جول افلاس کی علامت ہے۔“

جس کو حق تعالیٰ موانست اور مجالست عطا فرمائے وہ تمام خلاق اور تمام تعلقات سے

احراز کرتا ہے۔

من استانس بالحق استوحش عن الخلق  
خدا سے انس کرنے والا خلق سے بیگانہ ہوتا ہے



ثم سالت:

يارب هل لك اكل وشرب؟

قال:

اكل الفقير اكلى وشربه شربى

پھر میں نے پوچھا:

اے رب، کیا تیرے لئے کھانا، پینا ہے

فرمایا:

فقیر کا کھانا، میرا کھانا ہے۔ اور اس کا پینا میرا پینا ہے۔





## خدا کا کھانا پینا

یعنی فقیر کا کھانا بھوک ہے اور اس کا پینا تشنگی ہے یعنی وہ بھوکا ہے تو فقیر کے کھانے کا اور پیاسا ہے تو فقیر کے پینے کا۔ پس اس کو اس طرح ہوتا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الجوع طعام الله في الارض (یعنی بھوک ہی زمین میں اللہ کا کھانا ہے) گوش جان سے سنو کہ خدا کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کو ایک خاص حکومت و اقتدار حاصل ہو۔ اذا قال لكل شئى كن فيكون (جب وہ کسی چیز کو ہونے کے لیے کہے تو وہ ہو جائے) جو کچھ ایسے فقیر کا کھانا اور پینا ہے وہ سب خدائے عزوجل کا ہے۔ یعنی ایسے فقیر کا کھانا سوائے جمال خدا دیکھنے کے اور پینا سوائے خدا سے کلام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ شیئا اللہ کا معنی یہی ہے۔

اللہ جمیل و یحب الجمال کے مطابق (اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے) وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خود دیکھتا ہے اور اپنے آپ ہی سے کلام کرتا ہے۔ کلم اللہ موسیٰ تکلیما اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔۔۔۔۔۔ موسیٰ میں اس نے سوائے اپنی صورت کے کچھ اور نہ دیکھا مگر موسیٰ نہیں جانتے تھے، اس لیے ارنی کہا کہ اے رب مجھے تو دکھائی دے۔ اس درخت کو دیکھو کیا مجال تھی جو اس نے کہا کہ انی انار یک وانی انا اللہ میں ہی تیرا رب ہوں اور میں ہی اللہ ہوں۔

خود گوید راز و خود میشود از ماد شما بہانہ ساختہ اندنتا ہے اپنے آپ سے، کتا ہے خود ہی راز ماد شما کا اس میں فقط اک بہانہ ہے اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اس فقیر سے ایسا فقیر مراد ہے۔ الفقیر لا یتحتاج الی ربہ ولا الی نفسہ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب سے اور نہ اپنے نفس سے کوئی احتیاج ہے دوسرا قول یہ ہے کہ الفقیر یتحتاج الی ربہ لا الی نفسہ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب کی احتیاج ہو نہ کہ اپنے نفس کی تیرا قول یہ ہے کہ الفقیر

یحتاج الی کل شیء ولا یحتاج الیہ شیء فقیر وہ ہے جس کو ہر چیز کی احتیاج ہے اور کسی شے کو اس کی احتیاج نہیں۔ اس تیسرے فقیر کا بیان ضروری ہے کہ وہ فقیر کون ہے جو ہر چیز کا محتاج ہے۔ وہ اس لئے محتاج ہے کہ پس پردہ وہ ہر چیز کو دوست کی صورت میں دیکھتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا محتاج ہوگا۔ اور اس کا کوئی محتاج نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ خود تو نیستی میں نیست ہو کر غوطہ لگا چکا ہے۔ خود وہ اپنا ہی وجود نہیں رکھتا تو کون اس کا محتاج ہوگا اس جگہ فقیر کا یہ مرتبہ ہے کہ بی یسمع و بی یبصر و ابی ینطق (مجھ ہی سے سنتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا اور مجھ ہی سے بولتا ہے) یہ مرتبہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔

حکایة عن الله تعالى یا فقرائی من امة محمد یا  
مساکینی من امة محمد و یا احبائی من امة محمد۔  
صلی الله علیه وسلم

”خدا کی حکایت ہے کہ اے میرے فقرا جو امت محمد ﷺ سے  
ہیں۔ اے میرے مساکین جو امت محمد ﷺ سے۔ اے میرے  
احباب و دوست جو امت محمد ﷺ سے ہیں۔

دنیا میں فقرا کے سوا کوئی ابرار نہیں۔ آخرت میں بھی اس کا مقرب فقیر ہی ہے جو  
ہمیشہ اس کے حضور میں ہے اور زیادتی حضور کی وجہ سے ان کا شوق و اشتیاق درجہ کمال  
پر ہوتا ہے اور ان سے بڑھ کر خدا کا شوق ان پر ہوتا ہے جیسے حکایت خداوندی ہے:

الاطال شوق الابرار الی لقائہ وانی الی لقائہم لاشد  
شوقا

”ہاں ابرار کا شوق میرے لقا کے لیے بہت ہے اور میں ان کی لقا  
کا شدید شوق رکھتا ہوں۔

یہ شوق رَحْبَهُمْ و یحبونہ (وہ ان سے محبت کرتا ہے یہ اس سے محبت کرتے  
ہیں) سے بالاتر ہے۔ پھر کہتا ہوں گوش جان سے سنو (منصور حلاج) حسین نے جو کہ زمین

پر خدا کا بھید ہے فرمایا ہے تمام بادشاہوں کا بادشاہ جب اپنے آپ کو مستور و مخفی کرنا چاہتا ہے تو تیرہ و تار اندھیری رات میں پھٹے کپڑے پہن کر، پرانی دھجی سر پر باندھ کر، ٹوٹی ہوئی جوتیاں پہن کر، ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر گلیوں میں گھر گھر پھرتا ہے۔ اور شیئا اللہ کی آواز دے کر ایک ایک دروازہ کھلواتا ہے۔ ہر حبیب و خلیل اور شریف و ذلیل کے دروازے پر جاتا ہے کہیں لوگ اس پر مہربانی کر کے روٹی کا ٹکڑا اس کے کاسہ میں ڈال دیتے ہیں اور کہیں عذر کر کے اسے آگے بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ بجائے باہر رہنے کے دلہیز کے اندر قدم بھی رکھے تو ممکن ہے کہ گردنی کھائے یا گالی سنے یا کوئی صدمہ اس کو پہنچے۔ یہ پوری طرح غور کرنے کا مقام ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ مالک رقب اور تمام ممالک کا نظم قائم رکھنے والا ہے۔ اس جگہ کبریائی و عظمت اس کا اوڑھنا بچھونا ہے دونوں طرف اعتبار کو ٹھیک طور پر قائم رکھنا ضروری ہے۔

حجابہ نور لو کشف لا حرقت سبحانہ وجہہ ما

انتسی الیہ البصر

”اس کا حجاب نور ہے اگر نور کا یہ پردہ اٹھ جائے تو اس کے چہرے کی تجلی اتنی دور تک جھلسا دے جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔

”اس کے متعلق تم نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے سنا ہو گا کہ کذا الوف حجاب

من الظلمة (اسی طرح وہ تاریکیوں کے ہزاروں پردوں میں سے) آیہ کریمہ

”وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلْيَشَا عَلَيْهِمْ مَا

يَلْبَسُونَ

”اگر ہم وہ رسول کسی فرشتہ کو بناتے تو اسے بھی آدمی بناتے اور

اس کو وہی لباس پہناتے جو آدمی پہنتے ہیں۔

ایک بزرگ نے زبان کشائی کی اور یہ نظم فرمائی۔

آنکہ برآمد بہ بزم مجلسیاں دوست دوست گرچہ غلطی وہد نیست غلط اوست  
دوست کی مجلس میں جو آیا تو وہ بھی دوست تھا گرچہ دھوکا دے گیا پر وہ یقیناً دوست تھا

(مگر اے جواں مرد عارف تم اپنی زبان بند کر لو کہ من عرف اللہ کل لسانہ جس نے خدا کو پہچانا اس کی آواز بند ہو گئی) اس قول کی ایک یہی وجہ ہے۔ یمنور نے حضوری نور کے غلبہ سے کہا کہ اے خدا تو جو کچھ ہے اگر میں کہہ دوں تو تیری پرستش پھر کون کرے گا۔ آواز سنائی دی کہ میں جو کچھ ہوں اگر تم کہو گے تو تجھے سنگسار کر دیں گے کہ یہ کون پرستش کرنے والا ہے، کون سننے والا ہے؟ یعنی کہنے والا، سننے والا، پرستش کرنے والا، تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں۔ حقیقت سب پر ظاہر ہے اسی طرح وہ موسیٰ کے گھر کے دروازے پر آیا تھا۔ موسیٰ نے نہیں پہچانا بعد میں اس نے موسیٰ سے کہا کہ میں آیا تھا تو نے نہیں پہچانا تو اس کے بعد موسیٰ نے دعا کی۔

اللهم ارنا الاشياء كما هي

”کہ اے اللہ مجھے چیزوں کو دکھا۔ جس طرح کہ وہ فی الحقیقت ہیں

نفس قانع گر گدائی می کند در حقیقت بادشاہی میکند  
نفس قانع گر گدائی ہی کرے در حقیقت وہ شہنشاہی کرے  
یہ سب اس کی آزمائش کے لئے ہے ورنہ اس کے کیا معنی ہوں گے۔

لیبلوکم ایکم احسن عملا

تاکہ ہم تمہاری آزمائش کریں کہ کون نیک عمل کرتا ہے۔

یہاں فرمایا فتمثل لها بشرا سويا (یعنی وہ اس کے آگے ایک اٹھے ہوئے انسان کی صورت میں آیا) اور دوسری جگہ کہا فتمثل له فقيرا في لباس الذلة والكدورة (وہ اس کے آگے ایک فقیر کی صورت میں ذلت و کدورت کے لباس میں آیا) ورنہ لو کشف لا حرقت سبحات وجهه (اگر ظاہر ہو جائے تو اس کے چہرہ کے انوار جلا دیں) جو صورت اچھی ہو اس میں جلوہ نمائی کرتا ہے خدا کو پہچانا اسی لئے مشکل ہے ورنہ وہ تو ایک ہی ہے۔ اس کی شناخت کیا مشکل تھی۔ الفقير فخری (فقیری میرے لیے فخر ہے) والی حدیث محمد ﷺ کے لیے تاج ہے۔ پس جو فقیر ایسا ہے جو خدائی اوصاف سے متصف ہو۔ اے دوست، وہی پتہ بتائے گا۔ اور انسان جو کچھ کھاتا

پیتا ہے۔ الخ میں اور تو کون ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ غم کھاتا ہے۔ اور فقیر بھی اسی طرح غیر خدا سے احتراز کر کے اللہ کا غم کھاتا۔ اس تمنا میں جب فقیر کامل ہو جائے تو وہی اللہ کا جلوہ دکھاتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی بندہ فقیر کا غم کھاتا ہے۔ اس طرح کہ انسان فقیر کے (تخم کو فو اللہ کے شجر کے) مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الانسان بنیان الرب (انسان رب کی جڑ اور پیڑ ہے)۔

غمگینم ازاں کہ باتو اندر کویم غمگینم ازاں کہ باتو در پوست نیم  
سختلی میں تیرے ساتھ ہوں، بس رنج ہے یہی چھلکے میں تیرے ساتھ نہیں غم اسی کا ہے  
فقیر کو اپنے جمال و جلال تک لے جاتا ہے تاکہ وہ عارف ہو جائے۔ جب وہ عارف  
ہو گیا تو اس کے نزدیک ہر ذرہ جام جہاں نما ہے۔ اگر دیکھے تو پائے۔

تو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک جاہست جہاں نما کہ دروے نگری  
نظر اپنے میں پیدا کر کہ مٹی کا ہر اک ذرہ اگر تو غور سے دیکھے تو وہ بھی جام جم ہوگا  
اے دوست سوا خدا کے سب لوگ فقیر ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ هو الغنی

الحمید اللہ الغنی وانتم الفقرا

”اے لوگو تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے

تعریف والا۔ اور اللہ ہی غنی ہے اور تم سب فقیر ہو“

پس سب کے سب خدائے عزوجل کے محتاج ہیں۔ اسی بارے میں فرمایا۔

اکل الفقیراء کلی وشربہ شربی

”کہ فقیر کا کھانا میرا کھانا اور اس کا پینا میرا پینا ہے۔“

کیونکہ فاعل حقیقی وہی ہے۔ واللہ خلقکم وما تعملون (یعنی اللہ نے تم کو  
پیدا کیا اور ان تمام کاموں کو جو تم کرتے ہو) جس طرح کہ روح فاعل و حاکم ہے ڈھانچہ یا  
جسم پر۔ اسی طرح خدا غالب ہے اپنے امر و حکم پر جس کو تم روح کہتے ہو۔

ثم سالت:

يارب من اى شىي خلقت الملكة؟

قال لى:

يا غوث الاعظم خلقت الملكة من نور الانسان و خلقت الانسان

من نورى

پھر میں نے سوال کیا:

اے پروردگار، تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا؟

فرمایا:

اے غوث اعظم! میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو اپنے نور

سے پیدا کیا۔



## نور انسانی سے فرشتہ اور نور خدا سے انسان کی پیدائش

یعنی محمد ﷺ کے نور سے پیدا کیا اور محمد ﷺ کو اپنے نور سے یعنی اپنے ظہور سے۔ میں خود بلا نقطہ اور بے مثال تھا۔ ایک پوشیدہ خزانہ حجرہ قوت میں تھا۔ بموجب حدیث قدسی۔

كنت كنزا مخفيا فاجبت ان اعرف

”میں پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا کہ پہچانا جاؤں“

میں نے چاہا کہ میں جو کچھ ہوں اور جو کچھ میرے جمال و کمال اور قدرت میں ہے اس کو ظاہر کروں۔ اور خود بھی (خود کو) پہچانوں۔ مقولہ اللہ روح اعظم۔۔۔۔۔ کی اس بات سے وضاحت ہو چکی کہ اگر قیامت اور قیامت کے ختم ہونے تک اس کے راز پہچانے نہ جائیں تو خدائے تعالیٰ کا ظہور بھی پورا نہ ہوگا۔ ”اللہ“ (کہنے سے) لاهوت سے ”حجرہ قوت“ میں آیا اور ”الہ“ ہوا یعنی وہ اللہ قدیم تھا پھر اس نے الوہیت (یا اللہ پن) کی صفت ظاہر کی۔ خود کا اللہ کام رکھ کر ظاہر ہوا پھر مخلوقات پیدا کیں۔ اور الوہیت ٹھیک طور پر ظاہر ہو گئی۔ پہلے (جو چیز) علم میں تھی اب وجود اشیاء سے معرفت میں آگئی۔ جبروت میں احد ہوا اور احدیت ظاہر کی۔ پھر ملکوت میں تمثیل سے (عکس سازی کر کے) احمد کو نمودار کیا اور زمین پر محمود نام سے ظاہر ہوا، ناسوت میں، جو کہ دنیا ہے، محمد ﷺ کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ سب کو اپنی طرف بلائے۔ خود بادشاہ ہے خود ہی رعیت اور خود ہی پیغامبر۔ کافروں نے یہ بات نادانی سے کہی کہ ابشر یہد نفا کیا آدمی ہم کو راستہ بتاتے ہیں پس حکم ہوا کہ کفروا وہ لوگ کافر ہو گئے۔ وہ اتنا نہ سمجھ سکے کہ کان یمشی ولا ظل لہ (آپ چلتے تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا) محمد ﷺ خدا کے نور سے ہیں۔ نور خدا کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو تعلق روح کو جسم سے ہے ایسا ہی (اللہ) کو محمد سے ہے۔ مسعود بک نے عرفان محمدی میں کیا خوب کہا ہے کہ۔

احمد شدہ نام تو احد آمدہ در دے ہم در تو بجوئیم لیفتیم تاویل  
احمد ہے تیرا نام تو خود اس میں احد ہے پاتے ہیں تجھی میں کبھی کرتے نہیں تاویل  
تاویل (جتجو) کی ضرورت نہیں ہوئی۔ احمد ”احد“ ہی کی صورت ہے۔ احمد کے معنی  
احد ہیں بموجب قرآن:

من يطع الرسول فقد اطاع الله

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی

خود آپ نے اطمینان دلانے کی خاطر فرمایا کہ من رانی فقد رای الله (جس نے  
مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا) جو محمد ﷺ کو بشر کہتا ہے یا مخلوق سمجھتا ہے وہ کافر ہے  
یعنی حق بات کو چھپاتا ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ روح کو بشر نہیں کہہ سکتا۔

بشر تو ڈھانچہ ہے جو کثیف ہے۔ اور روح اس کے نور سے ہے جو لطیف ہے۔ اے  
دوست اگر تو آئینہ محمد میں خدا کو دیکھے اور پہچانے تو یہ مقولہ تیرے حق میں ہے۔ من  
عرف الله کل لسانہ (جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان بند ہو گئی) گو کہ  
(معارف اللہ حق معرفتہ میں نے کماحقہ اللہ کو نہیں پہچانا) اے دوست اس جگہ  
کہا گیا ہے کہ۔

انا من نور الله والخلق منی ای من نوری

”میں خدا کے نور سے ہوں اور خلق مجھ سے ہے یعنی میرے نور

سے ہے“

پس اپنے آپ میں دیکھ۔ ہر انسان میں پاک نور موجود ہے۔ عارف جب اپنے نفس  
کے آئینے میں دیکھتا ہے تو محمد ﷺ کو پہچانتا ہے۔ اور جب آئینہ محمد ﷺ میں دیکھتا ہے  
تو خدائے عزوجل کو پہچانتا ہے۔ یہ بات کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه (جس  
نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) اسی لیے کسی گئی ہے پس پکا عاشق جب  
خود کو دیکھتا ہے تو خدا کو دیکھتا ہے خدا فرماتا ہے۔

سنریہم ایاتنا فی الافاق وفی انفسہم



”ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور انہی کے نفسوں میں دکھلاتے  
ہیں“

آفاق سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ اس درجہ پر عاشق ہی نہیں رہتا سب معشوق بن  
جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے اور جان اس کی سوار ہے۔ اسی طرح  
جان سواری ہے اور خدا (اس کا) سوار ہے۔



قال سبحانه تعالى:

يا غوث الاعظم جعلت الانسان مطيبي وجعلت سائر الاكوان

مطيئته له

خدا نے فرمایا:

اے غوث اعظم، میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔



## خدا کا آئینہ انسان اور انسان کا آئینہ اکوان

یعنی اے غوث اعظم میں نے انسان یعنی محمد ﷺ کو اپنی سواری بنایا۔ اس انسان کے معنی بجز محمد ﷺ کے اور کچھ نہیں۔ احمد، محمد، محمود، نام دے کر تمام اکوان و افلاک و کونین کو (اس کے لئے) سواری بنایا۔ جب میں نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرایا تو اس کا سبب یہ تھا کہ نور محمد ﷺ اس (آدم) میں موجود تھا۔ محمد سجدہ کرنے والے اور میں سجدہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد یعنی اولیاء اور تمام انسان سواری ہیں اور میں (خدا) سوار ہوں۔ سارا اکوان سواری ہے اور انسان سوار ہے۔ مطیعی کا مطلب ہے ”میرا آئینہ“ یعنی میں خود کو انسان یعنی محمد اور اولیاء میں آئینہ کی طرح دیکھتا ہوں۔ اور یہ خود کو تمام ذروں میں دیکھتے ہیں۔ تم نے سمجھا میں کیا کہہ رہا ہوں؟ یعنی یہ سب تمام چیزوں میں اپنے آئینہ کو دیکھتے ہیں تمام چیزوں میں اپنے نفس کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (انا لا غیور) میں ہی ہوں کوئی میرا غیر نہیں ہے۔ یعنی میرے سوا نہیں ہے۔ ”عرف نفسہ“ اس جگہ معلوم ہوتا ہے پس اس اپنے آئینہ میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہیں تو ”عرف ربہ“ اس جگہ صادق آتا ہے۔ نفس سے مراد روح یا ذات ہے۔

در ہر چہ بدیدم نہ دیدم بجز دوست معلوم چنین شد کہ دگر نیست ہمہ اوست  
جس چیز میں بھی دیکھا جزو دوست کچھ نہ پایا جانا کہ کچھ نہیں ہے سب کچھ وہی خدا ہے  
یہ ساری باتیں عالم کسب کی معلوم ہوتی ہیں۔ شریعت، طریقت، حقیقت، یہ سب کسب ہیں۔ مگر معرفت و عشق و محبت صرف خدا ہی کی عنایت سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اب یہاں شریعت والا وہ ہے جس کو معرفت حاصل ہو۔ اور اہل طریقت وہ ہے جو اہل محبت ہو۔ بلکہ خدا کا محبوب ہو۔ وہی اہل طریقت ہے اور اہل حقیقت وہ ہے جو مقام معشوق پر آچکا ہو بلکہ سراپا عشق بن چکا ہو۔ اب اس درجہ سے کوئی اور درجہ اونچا نہیں۔  
العشق هو الذات (کیونکہ عشق ہی ذات (خدا) ہے۔ یہاں کوئی حادث یا فنا ہونے والا

Click

نہیں۔ بلکہ سب کچھ قدیم ہے کوئی فقر و فقیر نہیں۔ بلکہ سب کچھ غنی و غنا ہے، کوئی فنا و فانی نہیں۔ بلکہ سب کچھ باقی و بقا ہے۔ جو راز اس عاشق میں چھپا ہوا تھا آج ظاہر ہو گیا۔

سریت دریں عبد خفی گر شود آن کشف بے شبہ دنموں صورت معبود بر آید  
راز والے اس بشر کا راز گر کھل جائے گا بالیقین معبود کی صورت میں وہ مل جائے گا  
سریت دریں صورت زیباش نہانی گر روئے نماید بخدائی کند اقرار  
جو بھید کہ اس صورت زیبا میں چھپا ہے ہو جائے اگر فاش تو کہہ دے کہ خدا ہے  
یہاں معلوم ہوا کہ جس دن تو، تو نہ تھا تو ”وہ“ تھا اسی لئے کہا گیا کہ لیس فی  
جبتی سر اللہ (میرے جبہ میں سوا خدا کے اور کوئی نہیں ہے)



قال:

يا غوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلوب  
الانسان ونعم الراكب انا ونعم المركوب الانسان  
ونعم الراكب الانسان ونعم المركوب له سائر  
الاکوان (معناه ظاهري)

فرمایا:

اے غوث اعظم، اچھا طالب میں ہوں اور اچھا مطلوب انسان  
ہے۔ اچھا سوار میں ہوں اور اچھی سواری انسان ہے۔ اچھا سوار  
انسان ہے جس کی اچھی سواری سارا اکوان ہے۔

## طالب و مطلوب سوار اور سواری

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یعنی اے غوث اعظم، بہترین طالب میں ہوں۔ اور بہترین مطلوب انسان یعنی محمد ﷺ اور اولیاء ہیں۔ کیونکہ انسان کی حیثیت آئینہ سے بڑھ کر نہیں ہے تو وہ خود کو انسان میں دیکھتا ہے۔ اور اپنا آپ طالب ہو جاتا ہے۔ ”بہتر سوار میں ہوں“ کے معنی ہیں محبت و شوق سے بہتر طریقہ پر دیکھنے والا ناظر میں ہوں اور بہتر منظور انسان ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا قلب المؤمن مرآة اللہ (مومن کا دل اللہ کا آئینہ ہے) اور الم يعلم بان اللہ یروی (کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے)☆ اس آیت کا اسی طرف اشارہ ہے۔ بہتر سوار ہے انسان یعنی محمد ﷺ اور اولیاء بہتر دیکھنے والے ہیں۔ تمام ذروں کے آئینہ میں اسی لئے دعا کی گئی کہ ارنا لا شیشا کماھی (اے خدا مجھے چیزوں کو اس طرح بتا جیسی کہ وہ فی الحقیقت ہیں) تمام ذرے بہتر منظر گاہ ہیں۔ یعنی ہر ذرہ میں ہمارا ظہور ہے۔ یہ ہر ذرہ میں ہم کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ میں جس کسی ذرہ کو دیکھتا ہوں تو تجھی کو سمجھتا ہوں۔ عارفوں کا یہی اشارہ اور بشارت مریدوں کے لیے ہے۔

ہر ذرہ کہ می نینم خورشید درد پیداست

دیکھتا ہوں جو کوئی ذرہ ہے اس میں آفتاب

اے دوست جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے۔ روح کے سوار کا۔ اسی طرح

روح سواری ہے اور خدا سوار ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی کہا گیا ہے۔ انسان کا مرتبہ

اتنا بلند ہے کہ نہ بیان کیا جاسکتا ہے نہ لکھا جاسکتا ہے۔

يا غوث الاعظم الانسان سرى وانا سره لو علم  
الانسان منزلته عندى لقال فى كل نفس من  
الانفاس لمن الملك اليوم الالى-

(خدا نے فرمایا) اے غوث اعظم انسان میرا بھید ہے اور میں انسان  
کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے کہ اس کا مرتبہ میرے نزدیک  
کیا ہے۔ تو ہر سانس میں کہے کہ آج کے دن ساری بادشاہت  
سوا میرے کسی اور کو سزاوار نہیں۔

## انسان خدا کا اور خدا انسان کا بھید

اگر انسان اپنا مرتبہ پہچانے کہ میرے نزدیک وہ کتنا بلند مرتبہ رکھتا ہے تو یقیناً دم بدم اور ہر سانس میں کہے کہ بادشاہی میرے لئے ہے۔ آج بلکہ ہر روز میرے ہی لئے بادشاہت ہے۔ جب منصور مغفور نے دیکھا کہ ساری دنیا اس کو سجدہ کر رہی ہے اور وہ (منصور) مسجود ہے راز کے تخت پر ہے۔ (بہوجب آیت پاک):

فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ء یكون مع الله  
کھو فی الازل

”سارا اقتدار رکھنے والے مالک کے بچی بیٹھک میں ہے۔ تو اللہ کے ساتھ اپنا ہو جاتا ہے۔ جیسا ازل میں تھا“

میں اس کا غیر نہیں ہوں کیونکہ فلا یكون مع الله غیر الله (اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اپنے آپ کو غیر نہیں پاتا۔ تو یقیناً انا الحق (میں خدا ہوں) کہہ پڑتا ہے۔ اس جگہ کہنے والا وہی حق تعالیٰ ہے جیسے کہ درخت سے انی انا اللہ (کہلویا) کہ میں ہی خدا ہوں۔ اسی طرح منصور نے بھی انا الحق کہا۔ بائزید نے بھی اسی طرح سبحانی کہا اور معذرت میں کہا کہ لو عرف الانسان الخ اور وہ سید قوم اور رئیس جماعت جب اپنے حدوث کو اس کے نزدیک نہیں پاتے تو اس تصفیہ کے مطابق کہ:

الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق له اثر

”جب فنا ہونے والی چیز قائم رہنے والے سے مل جائے اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔“

وہ غیر خدا کو نہیں دیکھتے۔ اے دوست جس جگہ خدا کا ظہور ہو تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا

ہے کہ:

جاء الحق وزهق الباطل

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click



حق ظاہر ہو گیا اور باطل چھپ گیا  
سب کچھ خدا تھا۔ خود بخود تھا۔ اپنے ہی لیے تھا۔ خدا کے ساتھ انسان کا مرتبہ یہ

ہے۔

اشعار سنئے۔

با دوست یکے اند چو جان در تن مردم گریک بہ بنی حقیقت تو ہما نند  
ہے دوست میں ضم جیسے کسی جان میں جاں ہو گر غور سے دیکھو تو حقیقت میں وہی ہے  
نے آتش دے آہ نہ خاک اند نہ باد اند نہ اسم نہ جسم اند ز عقلند نہ جانند  
وہ آگ نہیں باد نہیں خاک نہ پانی ہے جان نہ جسم اور سمجھ نام نہیں ہے  
اور ایک صاحب فرماتے ہیں۔

من رفتہ ام ز خویش برون دروں نہ ام از من مرا طلب مکن من کنوں نہ ام  
ہو گیا آپے سے باہر میں نہیں ہوں میں نہیں  
مجھ سے مجھ کو مانگ مت، اب میں نہیں ہوں میں نہیں  
با دوست چوں یکے شدہ ام چلیت ہجر و وصل  
من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نہ ام  
دوست سے جب مل گیا تو وصل و فرقت پھر کہاں  
مغز ہوں میں اور نہ ہڈی گوشت اور خون میں نہیں

چوں لحم و دم شدہ است مرا عشق تو بدانکہ ہستم چنان کہ بودم زان کم فزوں نہ ام  
گوشت اور خون یہ میرا عشق مجسم ہو گیا ہوں وہی جیسا کہ تھا کم اور افزوں میں نہیں  
جانتے ہو انسان خدا کی بنیاد ہے۔ الانسان بنیان الرب جب اس بیج سے جس کو  
انسان کہتے ہیں، صمدیت (بے نیازی) کا درخت اگتا ہے۔ تو پتہ پتہ ڈالی ڈالی بجز انا الحق  
و سبحانی کے اور کچھ نہیں کہتی۔ ہر ذرہ انسان کا آئینہ ہے۔ جب ہر ذرہ میں انسان خود کو  
دیکھتا ہے۔ اور اپنی روح میں اس (خدا) کو تو انا لا غیر (میں ہوں میرے سوا کوئی نہیں ہے)  
یہیں سے کہتا ہے، لیکن انسان جو مرتبہ خود رکھتا ہے خود ہی نہیں جانتا نہ پہچانتا ہے اس

لئے کہا گیا کہ لو عرف الانسان الخ..... اس میں شرط مستقبل مجہول ہے۔ یعنی ہر کوئی خدا کو جانتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔ اسی طرح کوئی خود کو بھی نہیں جانتا پہچانتا جان کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا ہوں نہ جسم کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے۔

نہ جاں را خود خبر از جاں کہ جاں چیت  
نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے؟  
نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے

بندہ بندہ ہے اور مالک مالک ہے۔ کیا ہوا اگر اس کا ہرنگ ہو گیا۔ اس کے رنگ تو ان گنت ہیں اور اس کے رنگ کو لینے والے بھی ان گنت طریق الوصول لا ینقطع ابداء۔ پہنچنے کا طریقہ تو کبھی ختم نہیں ہوتا اس کے معنی ہوئے کہ عاشق کبھی عین معشوق ہو جاتا ہے کبھی نہ یہ ہوتا ہے وہ غیر ہوتا ہے۔ نہ بالکل وہ یہ اس کا سایہ ہے۔ سایہ اصل شخص کیسے ہو سکتا ہے۔

بو العجب کاریت و بس طرفہ رہیت این چوں عین آں بود آں کئے شود  
عجیب کام ہے یہ اور راہ نادر ہے کہ یہ جو عین وہی ہے تو وہ جن کیا ہے  
اللہ کے اخلاق پیدا کرو تخلقوا باخلاق اللہ اسی لئے کہا گیا ہے نہ اخلاق  
حاصل کرنے والے میں بس کہنے کی ہمت ہے اور نہ اخلاق الہیہ کی کوئی انتہا ہر "تخلیق" پر  
جان دی جانی چاہیے تاکہ تو سب کچھ وہی ہو جائے اور تو ہر کام اسی سے کرے اور تجھ  
میں وہی وہ سمو جائے۔

قال:

يا غوث الاعظم ما اكل الانسان شيئا وما شرب وما  
قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلا وما  
توجه الى شيئي وما غاب عن الاوانا فيه ساكنه  
وسمكته ومحركه

فرمایا:

اے غوث اعظم، انسان کوئی چیز نہیں کھاتا، نہ پیتا، نہ کھڑا ہوتا، نہ  
بیٹھتا، نہ بولتا، نہ سنتا، نہ کوئی کام کرتا، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ  
ہوتا، نہ اس سے بے رخ ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں ہوتا  
ہوں، میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور میں ہی اس کو حرکت  
میں لاتا ہوں۔

## انسانی حرکات و سکنات میں خدا

خود کہتا ہے (جانتے ہو) غوث اعظم میں کیا کرتا ہوں۔ انسان یعنی محمد ﷺ اور اولیاء کوئی چیز نہیں کھاتے نہ پیتے، نہ کھڑے ہوتے، نہ بیٹھتے، نہ کتے نہ سنتے نہ کوئی کام کرتے، نہ کسی چیز کی طرف توجہ کرتے نہ اس سے غائب ہوتے مگر یہ کہ میں اس انسان میں رہتا ہوں۔ اس کو ٹھہرائے رکھتا ہوں اور اس کو حرکت میں رکھتا ہوں۔

بی یبصر وی یسمع وی یبصر وی یبصر وی یبصر وی  
یقعد وی یفعل

”یعنی مجھ ہی سے (استعاراً میری زبان سے) بولتے ہیں۔ مجھ ہی سے (یا میرے کان سے) سنتے ہیں۔ مجھ ہی سے دیکھتے ہیں۔ مجھ ہی سے چلتے ہیں۔ مجھ ہی سے بیٹھتے ہیں اور مجھ ہی سے ہر عمل کرتے ہیں“

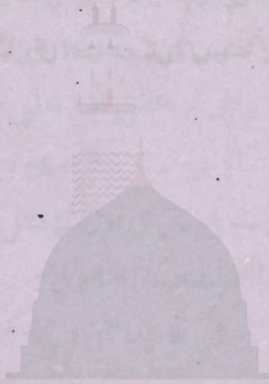
یعنی ان کی حرکات و سکنات مجھ ہی سے ہیں۔ جس طرح کہ جسم کے ڈھانچہ کی حرکات و سکنات روح سے ہے۔ یہ خصوصیت آنحضرت ﷺ کی ہے۔ جو عالم کے سردار ہیں۔ اور (یہ خصوصیت) اولیاء کی بھی ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ اور اولیاء خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسا کہ۔

با دوست یکے اند چو جان در تن مردم گرنیک بہ بنی حقیقت تو ہانند  
دوست میں ضم جیسے کسی جسم میں جاں ہو گر غور سے دیکھے تو حقیقت میں وہی ہے  
اجزائے وجودم ہنگی دوست گرفت

نامیست زمن بر من و باقی ہمہ اوست

میرے اجزائے وجودی دوست نے سب لے لئے نام میرا رہ گیا باقی تو سب کچھ ہے وہی  
اے دوست محمد ﷺ اور تمام اولیاء اس (خدا) کے آئینہ ہیں۔ ان میں بجز خدا کے

اور کچھ روشن نہیں۔ یہی مقام ہے جب کہ ان کو مریدین اور معتقدین سجدہ کرتے ہیں۔  
سجدہ ان کو نہیں بلکہ ان کے خالق کو ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اعضاء اسی کے نور کے  
ہیں۔ اور اس (خدا) کے لیے آئینہ بن گئے ہیں۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے  
پیدا کیا ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم جسم الانسان ونفسه وقلبه  
وروحه وسمعه وبصره ولسانه ويداہ ورجلاه کل  
ذلک اظہرت له بنفسی لنفسی لا هو الا انا ولا انا  
غیرہ۔

فرمایا:

اے غوث اعظم، انسان کا جسم، اس کا نفس، اس کا دل، اس کی  
روح، اس کے کان اور آنکھ، اس کی زبان اور اس کے ہاتھ  
پاؤں، ہر اک چیز کو میں نے ظاہر کیا ہے۔ اپنی ذات سے اپنے لیے  
وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور میں اس سے غیر نہیں ہوں۔

## اعضائے انسانی میں خدا کا ظہور

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے غوث اعظم محمد ﷺ اور اولیاء کے جسم اور ان کے نفس یعنی جو صورت کہ انسانی جسم سے آدمی کی طرح دکھائی دیتی ہے، وہ آدمی نہیں ہے بلکہ وہ بہترین صورت وہی (خدا) ہے نہ کہ جسم۔ کیونکہ جسم کثیف ہے اور وہ (خدا) لطیف اس بات سے معلوم ہو جائے گا (کہ حقیقت کیا ہے) انسان کا دل، انسان کی روح، انسان کے کان اور آنکھ اور نظر، انسان کے ہاتھ پاؤں ان سب کو میں نے..... اپنی ”ذات سے ظاہر کیا ہے۔ یعنی اپنی ذات کے نور سے۔ اپنی ہی ذات کے لئے انسان کو آئینہ بنایا ہے۔ آئینہ سے ہٹ کر جسم کا ڈھانچہ اور کوئی چیز نہیں کہ جس میں چمکتا ہوں اور دکھائی دیتا ہوں یعنی انسان اور انسان کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ آئینہ کی طرح انسان اور وہ (خدا) ایک صورت ہیں۔

از جمال اوست در ہر صورتے حسن کی ہست  
در ہر نقاب معنی اس آل شاہد مستور من  
ہر حسین چہرہ میں حسن اس یار کا معمور ہے  
ہر نقاب معنوی میں دوست ہی مستور ہے

اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلق ادم علی صورقہ (آدم کو اس (خدا) نے اپنی صورت میں پیدا کیا) فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو اپنی ذات سے اپنی ذات کے لیے ظاہر کیا ہے۔ انسان نہیں ہے بلکہ میں ہی ہوں فتمثل لہا بشر اسویا (بموجب آیہ شریفہ) پھر ایک سیدھے (یا کھڑے ہوئے) انسان کی صورت میں متمثل ہو کر آیا۔ اپنے آپ کو اپنے ہی لئے انسانی مثال میں ظاہر کیا یعنی اپنے دیکھنے کے لئے، اپنی صورت کو، اپنے ہی لئے ظاہر کیا۔ اس لحاظ سے ان کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق رکھتا تھا۔ لانی اشد شوقا الی لقاہم (بموجب اس قول کے) کہ میں ان کے دیکھنے کا بے حد شوق رکھتا

ہوں، خدا تعالیٰ خود اپنا عاشق ہے اور اس کا اپنا عشق اس قدر زیادہ ہے کہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتا۔

عاشق حسن خود است آں بے نظیر حسن خود را خود تماشا می کند  
حسن پر اپنے وہ خود عاشق ہوا حسن کا اپنے تماشا بن گیا  
اس مقام پر کون ہے جو اس کو اپنی کھلی آنکھ سے پہچانے۔ یہ شاز و نادر ہے مگر اس کی  
گفتار سے اس کو پہچان سکتا ہے جیسے کہ میں۔

مسعود نے بھی اپنا پتہ یوں بتایا کہ میں مسعود نہیں ہوں بلکہ مسعود نام چرا لیا ہوں  
تاکہ مجھ کو کوئی نہ پہچانے۔

مسعود بک برائے دغا نام کردہ ام ستر صفات خود را ستار سترم  
مسعود بک تو دھوکہ دہی کے لئے ہے نام پوشیدگی صفات کی کرتا ہے راز دار  
کیا تم نے نہیں سنا کہ جبریل علیہ السلام کو صحابہؓ نے نہیں پہچانا۔ جب وہ دوسری  
صورت (غیر جبریل) میں آئے تو خدا کو کیونکر پہچانا جا سکتا ہے؟ جو ہزار در ہزار پردوں میں  
خود کو چھپائے ہوئے ہے۔

در نقاب معنوی آں شاہد مستور من

ہر نقاب معنوی میں دوست ہی پوشیدہ ہے

شیخ کے ساتھ وہ خدا جو میرا محبوب شاہد ہے حقیقت انسان کے پردہ میں ہے یعنی وہ  
نمائندہ جو مجھ پر ظاہر ہو کر مجھ عاشق سے چھپ گیا یہ پہلا درجہ تھا جو دیکھنے کے بعد عاشق  
ہوا اور پھر عشق اس میں سرایت کر گیا۔ اب اس کی دوایا علاج کچھ نہیں مگر وہی معشوق!



قال:

يا غوث الاعظم اذا رايت الفقير المحترق بنار الفقر  
والفاقة والمنكسر بكسرة الفاقة فتقرب اليه لانه  
لاحجاب بينى وبينه

فرمایا:

”اے غوث اعظم! جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ  
فقر و فاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ حال  
ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے  
درمیان کوئی پردہ نہیں ہے“



## فقر و فاقہ

مجھ سے فرمایا کہ اے بہت بڑے فریاد سننے والے سمجھو! کہ جس کو خدا نے بہت بڑا کہا ہے وہ کیسا ہوا۔ اپنی عظمت میں بہت بڑے پن کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ (اے غوث اعظم!) جب تم کسی سوختہ حال دل جلے کو دیکھو جو فقر کی آگ سے جلا ہوا ہو۔ یہ فقیر گویا خدا نے عزوجل سے حاجت مانگتا ہے۔ حاجت مانگنے سے فقیر کے دل میں آگ بھڑکتی ہے تاکہ ماسوا خدا کو جلا دے اور فقر کی تکمیل میں جلتا رہے پس حضرت غوث پاک سے فرماتا ہے کہ جب تو ایسے جلے ہوئے کو دیکھے جو مجھ سے حاجت مانگنے میں جلا بھنا ہو اور فاقہ سے بے حال ہو۔ وہ بے حال میرے لئے سب سے ٹوٹ چکا ہے۔ پھر بھی مجھے نہیں پارہا ہے۔ اور فاقہ پر فاقہ کرتا ہے جب تم ایسے بے حال اور جلے ہوئے کو دیکھو تو اس سے قریب ہو۔ کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ بقول ”میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے نزدیک ہوں“ معشوق اپنے عاشق کو بتاتا ہے۔ کہ میں اس جگہ ہوں۔ تو بھی اس جگہ آجا یہ بات کہ فقر کی آگ سے جلے ہوئے اور سب سے ٹوٹ کر فاقہ سے ملے ہوئے کا مطلب سوائے آنحضرت ﷺ کے اور کچھ نہیں۔ جنہوں نے مصداق الفقر فخری فقر کو اپنا تاج بنایا۔ یعنی خدا نے عزوجل سے حاجت مانگنا۔ محمد ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اے دوست تمہیں خبر ہے۔ محمد ﷺ کا فاقہ کیا ہے۔ یہ کہ اس نے آنحضرت کو گھر سے باہر کیا اور تنہائی سے نکال کر پاسبانی پر کھڑا کیا ہے۔ فقر و فاقہ اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونے کو کہتے ہیں۔ خدا سے تنہائی میں اس وقت تک نہیں ملا جاسکتا جب تک کہ پہلے کی طرح یکجا نہ ہو جائے۔ اس لیے حضور انور ﷺ کو چند روز اس دنیا میں رہنا پڑا۔ اور اس کے حکم کی طرف خلق کو بلانا پڑا اور اپنی امت کے فقیروں کو خدا تک پہنچانا پڑا۔ پس یہ شکستہ دل ﷺ پروردگار سے قریب ہے۔ اور اولیاء بھی حضور ﷺ کے طفیل سے شکستہ دل ہیں۔ تاکہ یہ قول صادق آئے کہ ”میں ٹوٹے ہوؤں کے دلوں کے قریب ہوں“ جس کا

دل میری وجہ سے ٹوٹا ہوا ہے ورنہ محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی شکستہ حال نہیں اور یہ (تمام اولیاء) ان کے ساتھ ہیں۔ بموجب ”مومنین ایک ہی نفس کی طرح ہیں“ المثومن مرآة المثومن (مومن، مومن کا آئینہ ہے) اور حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں میں ہیں پس رب العالمین جل جلالہ نصیحت فرماتا ہے کہ تو بھی رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو جاتا کہ مجھے وہاں پالے۔



قال:

يا غوث الاعظم لا تاكل طعاما ولا تشرب شرابا ولا  
تم نوما الا عندى بقلب حاضر وعين ناظرة قال  
الغوث الاعظم فما اكلت طعاما ولا شربت شرابا الا  
عند ربى

فرمایا:

اے غوث اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور نہ کچھ پیو اور نہ نیند میں آرام  
کرو مگر یہ کہ میرے ہی پاس (کھاؤ، پیو اور سوؤ) اپنے حضور قلب  
اور چشم بینا سے۔ غوث نے کہا کہ میں کچھ کھاتا پیتا نہیں ہوں مگر  
اپنے ہی رب کے ہاں (کھاتا پیتا ہوں)۔

## خدا کے پاس کھانا، پینا اور سونا

خدا نے فرمایا کہ اے غوثِ اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی نزدیک۔ متوجہ دل اور دیکھنے والی آنکھ سے۔ اپنے اظہار کے لئے غوثِ رحمتہ اللہ علیہ کو نصیحت کرتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیعوا بطونکم  
واظمئوا اکبادکم واعروا اجادکم لعمل قلوبکم  
تروا اللہ عیاناً عیاناً عیاناً

”حضور نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے بیٹوں کو بھوکا رکھو اور اپنے جگر کو پیاسا رکھو اور جسموں کو برہنہ رکھو۔ دل کے عمل کے ساتھ (یعنی سچے دل سے) تو تم اللہ کو کھلا کھلا دیکھو گے“

پس غوثِ اعظم نے ایسا ہی کیا یہ ظاہر ہے۔ اب اپنے محبوب کے بقا کی قسم جو حقیقت کی بات ہے وہ کتنا ہوں۔ عاشقوں کے نزدیک کھانا اللہ کو دیکھنا ہے۔ وہو یطعمنی بقول اس کے کہ ”وہ مجھے کھلاتا ہے“ پینا اس خدائے تعالیٰ سے بات کرنا ہے بقول اس کے کہ ”وہ مجھے پلاتا ہے“ وہو یسقینی اور سونے کے متعلق تم نے نہیں سنا کہ خدا کے ساتھ سونا کیسا ہوتا ہے۔

من مت مئی عشتم ہشار نخواہم شد من خفتہ معشوقم بیدار نخواہم شد  
عشق کی مئے پی گیا ہشار میں ہوتا نہیں یارے ہنجو اب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں  
گوش جان سے سنو۔ یہ سب ابرار کی نیکیاں ہیں اور یہ سب مقربان (یا خدا کی خاص  
قربت والوں) کے لئے برائیاں ہیں۔ بقول اس کے کہ حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيَاتِ  
المقربین (ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں) اسی بات کی طرف اشارہ ہے پس جو  
لوگ ان تینوں خصوصیات سے بالاتر ہیں وہ سکون پائے ہوئے ہیں اور اپنے آپ قرار یافتہ

ہیں۔ الاطال شوق الابرار الی لقائہ (ابرار کا اشتیاق مجھے ملنے کے لئے بہت زیادہ ہے) اور وہ اتنا ہوتا ہے کہ بجز اپنی ذات کے اور کچھ وہ نہیں جانتے اس لیے خدا کا اشتیاق ان سے بھی بڑھ کر ان کے لیے ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے لانی الی لقائہم لا شد شوقاً (کہ میں ان سے ملنے کے لیے بے حد شدید اشتیاق رکھتا ہوں) ایک سے ایک بڑھ کر یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مشتاق ہیں۔ اس کے لیے واسطہ کی ضرورت ہے تاکہ ایک میں ایک مل جائیں۔ خدائے ذوالجلال والجمال پوری طرح ملاپ اور اتحاد کے لیے فرماتا ہے۔ لا تاکل طعاما (کھانا نہ کھاؤ) یعنی میری طرف نہ دیکھو۔ ولا تشرب شرابا اور نہ پیو یعنی مجھ سے بات نہ کرو ولا تنم نوما (اور نہ سوؤ) یعنی اس معشوق کے ساتھ نہ سوؤ، جو تیرے پہلو میں ہے۔ اس معشوق سے شغف نہ کر اور آرام نہ لے اس جگہ معشوق حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک ہے۔ جس میں جمال خدا دیکھتے تھے اور اس سے بات کرتے تھے اور اسی کے ساتھ سوتے تھے۔ پس حکم ہوا کہ (نہ کھانا، نہ پینا اور نہ سونا)۔ الا عندی بقلب حاضر وعین ناظرۃ (مگر میرے پاس حضور دل اور چشم بینا سے) یعنی میرے نزدیک دل سے مراد حضرت محمد ﷺ کا دل ہے۔ پس غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ محمد ﷺ کے دل پر حضور قلب اور چشم بینا رکھو۔ خواجہ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وضع دار نوجوان سے کہا کہ تم اتنے وضع دار ہو کہ تمہیں بائزیدؒ کی آنکھ میں رہنا چاہیے۔ نوجوان نے غصہ سے جواب دیا کہ میں یہاں بیٹھے ہوئے بائزیدؒ کے خدا کو دیکھتا ہوں تو بائزیدؒ کو کس لیے دیکھوں؟ خواجہؒ نے فرمایا کہ بائزیدؒ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار دیکھنا خدا کو ستر بار دیکھنے کے برابر ہے۔ نوجوان نے پوچھا کیونکر؟ خواجہؒ نے جواب دیا کہ جو اپنے آپ (نظر سے) دیکھتا ہے وہ خود اس کا اندازہ ہے۔ اور جو بائزیدؒ (کی نظر) سے دیکھتا ہے وہ بائزیدؒ کا اندازہ ہوگا۔ گوش جان سے سنو اے عزیز! خدائے عزوجل نے بھی غوث رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح وضع دار دیکھا کہ لکھا نہیں جا سکتا۔ اسی لئے رب العالمین غوث رحمۃ اللہ علیہ کو جو محمد ﷺ کے دل کا آئینہ ہیں، نصیحت کرتا ہے کہ اے غوث اپنی روح کی آنکھ سے دیکھو۔ اسی سے بات کرو۔

اسی سے آرام لو اور اسی کے ساتھ ہو۔ اے دوست غوثِ رحمتہ اللہ علیہ کو احمد مرسل ﷺ کی طرح دیکھا اور نہایت اچھے نوخیز جوان کی صورت میں دکھانا چاہتا ہے۔ فی احسن صورت امرد شباب محمد ﷺ کے آئینہ میں دیکھ۔ اس جگہ معشوق کی طرف سے کشش ہوتی ہے جس کے لائق و سزاوار حضرت غوثؒ ہیں۔ عاشق تو خود اپنی کوشش سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر از جانب معشوق نباشد کٹھے کوشش عاشق بے چارہ بجائے نرسد معشوق کی جانب سے کشش نہیں ہوتی عشاق کی کوشش بھی ٹھکانے نہیں لگتی پس غوثؒ فرماتے ہیں ما اکلت طعاما (میں نے کھانا نہیں کھایا) یعنی خدا کی طرف نہیں دیکھا۔ (بجز معیت خدا کے) مطلب یہ کہ غوثؒ نے اپنی ذات کے آئینہ میں خدا کو دیکھا۔ ولا شربت شراب (میں نے کچھ نہیں پیا) بجز معیت خدا کے یعنی بجز خدا کے اور کسی سے بات نہیں کی۔ اس نے جو الہام مجھ پر کیا۔ اس پر کوئی بات نہیں کی اور نہ اس سے سکون و قرار حاصل کیا۔ بجز اس کے کہ اپنے پروردگار کے پاس اپنے دل سے حاضر و ناظر ہو کر مراقبہ کیا۔ یہاں تک کہ آئینہ میں صورت محمد ﷺ کی تجلی ہوئی اور اس سے مقصود حاصل ہو گیا یہاں مرتبہ فقر ہے۔ کیونکہ جب اپنے میں محمد ﷺ کو پا لیا۔ جنہوں نے الفقر فخری (فقر پر فخر کر کے) اس کو تاج بنایا۔ انہوں نے اپنا بھید دیکھا اور اپنے ہی لئے فقیر ہو گئے۔ یعنی خدا کی جناب میں اپنی حاجت پیش کی۔ جب محمد ﷺ سے ملاپ یا اتحاد ہو جائے تو خدا سے ملاپ یا اتحاد چاہنا چاہیے اسی لئے ارشاد ہوا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا باوصاف اللہ (تم خدا کے اخلاق اپنے میں پیدا کرو۔ اور خدا ہی کے اوصاف سے متصف ہو جاؤ)

یعنی اتحاد بذات، اس جگہ عاشق، معشوق کا ہر رنگ ہو جاتا ہے تو پھر اپنے رنگ میں نہیں لوٹتا۔ اس لئے کہاوت ہے۔ الواحد لا یرجع اکائی پلٹتی یا لوٹتی نہیں۔

مسعود بک برائے دغا نام کردہ ام ستر صفات خود را کہ ستار سترام مسعود بک تو دھوکہ دہی کے لیے ہے نام پوشیدگی صفات کی کرتا ہے راز دار

من خدا ایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا

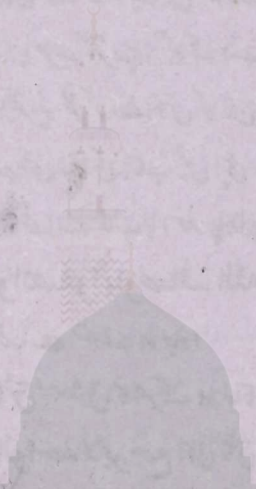
اس مقام پر اپنے آپ میں رہ کر کسی نے کہا ہے۔

از خود بخود آمدن رہ کوتاہ نیست

آپ سے آپے میں آجانے کی رہ کوتاہ نہیں

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم پر ہمارے لئے اور تم پر تمہارے لئے یہ دروازہ کھول دے۔

(آمین)





قال لی:

یا غوث الاعظم من حرم عن سفری فی الباطن  
ابتلی بسفر الظاهر ولم یزد دمنی الا بعد افی سفر  
الظاهر

فرمایا:

اے غوث اعظم جو باطن میں میرے طرف سفر سے محروم رہا میں  
اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میرے طرف سے  
اور کچھ نہیں (دیا جاتا)۔ بجز اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعہ دوری  
(مفارقت) دی جائے۔

## سفر ظاہر اور سفر باطن

مجھ سے فرمایا کہ اے غوث اعظم جو کوئی باطن میں میرے سفر سے محروم رہتا ہے یعنی جو کوئی میرے لئے اپنے آپ میں سفر نہیں کرتا میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ جو اپنے آپ میں ذکر و فکر کے مراقبہ سے اور مجاہدہ و توجہ سے باطن کے اندر نہیں جاتا وہ اس آیت کو نہیں سمجھتا۔ **وفی انفسکم افلا تبصرون** (میں تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ **وہو معکم** کی آیت اس کو حاصل نہیں ہوتی۔ جو اپنی روح میں رب العالمین کی تجلی ہرگز نہیں دیکھتا اور اپنے دل میں مجھ کو نہیں پاتا۔ اس کو میں سفر ظاہری میں مبتلا کرتا ہوں نیز یہ کہ جو سفر باطن اختیار نہیں کرتا وہ دور رہتا ہے۔ دور رہنے والا فضول بہنکنے والا ہے۔ یعنی نماز و تسبیح اور زہد و تقویٰ میں جس کا تعلق جسم یا ڈھانچے سے ہے وہ ظاہری عمل ہے اور جس کا روح سے تعلق ہے وہ باطنی عمل ہے۔ اس نماز سے جاہلوں کی نماز مراد ہے جو رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس تسبیح سے مراد ہے جو زبان کو ہلا ہلا کرتے ہیں۔ جو اپنے زہد کو پیسہ پر دے دیتے اور تقویٰ میں غیر خدا کو لے آتے ہیں۔ تمہیں خبر ہے کہ نماز کیا ہے۔ اور تسبیح و زہد کیا۔ اور تقویٰ کس سے کیا جاتا ہے۔ عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو عدم کرنا ہے۔ اور جاہلوں کی نماز رکوع و سجدہ ہے۔

در عشق نماز بے رکوع است و سجود یکساں درد مومن و ترسا و یہود  
نہ صورت موسیٰ و نہ صورت عیسیٰ نہ زیاں رسد ز فرعون و نمرود  
چوں قبلہ بجز جمال معشوق بود عشق آمد محو کرد ہر قبلہ کہ بود  
نماز عشق میں کیا رکوع کہاں سجدہ یہاں تو مومن و ترسا یہود ہیں یکساں  
یہاں نہ صورت موسیٰ نہ صورت عیسیٰ فراعنہ سے نہ نمرود سے کوئی نقصان  
جمال یار سے ہٹ کر کہیں جو قبلہ بنا تو ایسے قبلہ کو الفت نے کر دیا پنہاں

تو جانتا ہے کہ نماز مستوں کو عاشق و مشتاق اور پر آتش بناتی ہے جس کو وہ بے رکوع و سجود ادا کرتے ہیں۔ کسی وقت ایسی نماز سے خالی نہیں رہتے۔ آیت شریفہ:

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ

وہ لوگ ہمیشہ اپنی نماز ادا کرتے ہیں

سے مراد یہی نماز وصال و اتصال ہے۔ خدا کا راستہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں۔ نہ دریا میں نہ آگ میں۔ خدائے عز و جل کی راہ جانوں کے اندر ہے۔ اپنے اندر سفر کرنا چاہئے تاکہ واصل حق ہو جائے۔

اے خدایا کاندرون جان ہر انسان توئی ظلمت کفر است از تو نور ہر ایماں توئی  
جان میں ہر آدمی کے راز پنہاں ہے خدا کفر کی تاریکیاں اور نور ایماں ہے خدا  
چوہست ظاہر و باطن گرفتہ قدرت تو بجائے خویش نگر آشکار و پنہاں را  
ہے یہ ظاہر و باطن اس کی قدرت کا ظہور اپنے اندر دیکھ لے تو آشکارا اور چھپا  
روم در بنگلہ شینم بہ پیش بت کنم سجدہ اگر یا بم خریدارے فروشم زہد و تقوی را  
بت کدہ میں بیٹھ جاؤں بت پرستی بھی کروں کوئی مل جائے اگر گاہک تو بیچوں اتقا  
جب سفر کرنے والا اپنے باطن میں سفر کرتا ہے تو دیکھو کہ وہ کیا کتا ہے۔

از دل انساں شدہ گم کردہ است خطاب معکم گوئی و فی انفسکم در دل مسعود بیا  
دل سے گم ہو کر مرے کتا ہے میں تو ساتھ ہوں جان میں بتا ہے تو مسعود کے دل میں بھی آ  
جس نے اپنے باطن میں نہ دیکھا ہو جب آئیہ شریفہ:

من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل

سیبلا

”جو اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور

راستہ بھٹکا ہوا ہے“

(اس دنیا میں) جو شخص اپنے باطن میں نہیں دیکھتا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی

پیرو مرشد، حسینوں اور محمد ﷺ میں بھی نہیں دیکھتا۔ فهو فی الآخرة اعمی (وہ

آخرت میں بھی اندھا ہوگا) آخرت میں نہ دیکھنے کے یہ معنی ہیں، جب اس کا دیکھنا کئی طریقوں اور کئی راستوں کا ہے تو اَصْل سَبِيْلًا (وہ راستہ بھٹکا ہوا ہے) کا یہی مطلب ہے۔

اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو اپنی روح میں اس کو نہیں دیکھتا۔ اس کو بھی محمد ﷺ نہیں دیکھتے۔ اس روح سے وہ روح مراد ہے جو جسم کے اندر ہے نہ جسم کے باہر۔

يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده

”اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر (یا اس میں) خدا اپنے حکم سے روح کو ڈالتا ہے۔“

یہ روح، روح اعظم ہے جو دنیا میں عاشقوں پر تجلی کرتی ہے تاکہ انس و آرام حاصل ہو۔ جو کئی کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہی جمال خدا ہے۔

چوں جمالت صد ہزاراں روئے داشت بود در ہر روئے دیدار دیگر  
حسن تیرا اور ہزاروں صورتیں اور ہر صورت میں دیداری نئی  
لا جرم ہر ذرہ بنمود یار ہر جمال خویش رخسار دیگر  
بے شبہ ہر ذرہ ذرہ میں ہے یار ہر جمال نو میں رخساری نئی  
مقصود یہ ہے کہ جس کا یہاں (دنیا میں) کوئی ہمراز نہیں اس دنیا میں بھی اس کا کوئی  
ہمراز نہیں۔ ہائے بغیر دیکھے ہوئے کوئی اس کو کیونکر پہچانے اور کیونکر دوستی کرے گا سب  
لوگ سن کر ہی عاشق ہوئے ہیں۔ یہاں (دنیا میں) کوئی ایسا بھی ہونا چاہیے جس نے اس کو  
کھلی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اور اس سے محبت کی ہو۔ اس تقدس تعالیٰ نے ایک خاص  
وقت میں محمد حسینی گیسو دراز عاشق سرفراز سے ملاقات فرمائی ور کہا کہ ایک بار اس راہ  
میں بیٹھ جا اب میں اس رہ گذر میں اچھے عیش کی نہایت خوشبو والی سانس لے رہا ہوں۔  
آبا آبا۔ آبا آبا۔

ہم چشم دے غلطاں زے ہم لعلش از مستی چکلاں

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

مست و خراب و بے خبر در چشم ہشیار آمدہ  
آنکھ متوالی ہے سے ہونٹ میں مستی بھری  
مست و بے خود بے خبر ہشیار کی آنکھوں میں ہے  
یہ ریگانگت کا مقام ہے۔ بیگانگی کا نہیں ہے۔ بولنے والی زبان سے اس کا بیان کیونکر کیا  
جاسکتا ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم الاتحاد حال لا يعبر بلسان المقال

فرمایا:

غوث اعظم (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

## زبانی الفاظ سے اتحاد کا حال

فرمایا کہ اے غوث اعظم! ایک ہو جانا اور یگانگی ایک (عجیب) حال ہے یعنی جس وقت عاشق (معشوق سے) ایک ہو جاتا ہے یا معشوق عاشق کو پہلو میں لیتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں تو ہوں اور تو میں ہے۔ جس طرح کہ محمد ﷺ نے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے پہلو سے چمٹا کر فرمایا کہ:

لحمک لحمی ودمک دمی وعینک عینی  
وسمعک سمی وبصرک بصری (الی اخره)  
”تمہارا گوشت میرا گوشت ہے۔ تمہارا خون میرا خون ہے“  
تمہاری ذات میری ذات ہے۔ تمہارے کان میرے کان ہیں، اور  
تمہاری آنکھ میری آنکھ ہے۔ الخ

اس وقت ظاہر میں حضرت علی نظر نہیں آتے تھے۔ اسی طرح محمد ﷺ کو خدائے عزوجل نے یگانگی میں لے لیا یہ بات کہ فوضع یدیدہ علی کتفی (پس اپنے دونوں ہاتھ میرے دونوں کندھوں پر رکھے) کا اسی طرف اشارہ ہے اور جو چیز پوشیدہ رکھنے کی تھی اسے پوشیدہ رکھا۔ آیت پاک فاوحی الی عبدہ ما ووحی (پس اپنے بندے پر وحی کی جو وحی کرنی تھی)۔ فرمایا کہ میں تو ہوں اور تو میں ہے۔ انا انت وانت انا اس جگہ معشوق عشق اور عاشق سب ایک ہیں نہ کہ دو تین یعنی خدا کے دوست اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ سب ایک ہیں۔

کان اللہ ولم یکن معہ شیئی وهو الان کما کان  
وهو لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ ولا فی افعالہ ولا فی  
اسمائہ بحدوث الاکوان فلا یكون مع اللہ غیر اللہ۔  
”اللہ ایسا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ وہ پہلے جیسا تھا

Click

اب بھی ویسا ہے وہ کبھی بدلتا نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں،  
نہ افعال میں نہ ناموں میں کائنات پیدا ہونے کی وجہ سے، پس  
خدا کے ساتھ غیر نہیں ہو سکتا۔

اس جہاں صورت است ومعنی اوست اور معنی نظر کنی ہمہ اوست  
جب تک اس دنیا کی صورت ہے تو معنی ہے وہی اور معنی پر نظر ڈالو تو سب کچھ ہے وہی  
جاننے ہو کیا کہہ رہا ہوں۔ وہ تھا اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی وہ اسی حال میں ہے  
اب بھی جیسا کہ وہ پیشتر تھا کائنات کو پیدا کرنے سے اس کے نہ ذات میں تغیر ہوا ہے نہ  
صفات میں، نہ افعال میں نہ ناموں میں، پس اس کے ساتھ اس کا غیر نہیں رہ سکتا۔ اچھا تو  
سنو! دنیا خدا کی صورت ہے۔ یہاں یہ نمود اس کے فیض کی صورت پاک سے ہے۔ یعنی  
وجود میں سوائے خدا کے کچھ نہیں۔ ”جہاں خدا ہے“ کے معنی یہ ہیں کہ وہ (خدا) ایسا ہے  
جو اس صورت میں کئی اشکال سے ظاہر ہوا ہے خدا شخص کی طرح ہے تو دنیا اس شخص کا  
سایہ ہے۔ خدا دنیا کی وجہ سے ظاہر ہے اور دنیا خدائے عزوجل سے قائم ہے۔

می نمائی حسن خود در ہر رخی نوع دگر چونکہ در معنی بہ بنیم واحد و یکساں تویی  
ہر رخ میں تیرا حسن نئی شان دکھائے معنی کو جو دیکھے تو سب یکساں نظر آئے  
توئی صورت تویی معنی کہ ہم مسجد وہم دیری تویی در دل تویی در تن کہ ہم عشقی وہم جانی  
تو ہی صورت تو ہی معنی تو ہی مسجد تو ہی دیر تو ہی من میں تو ہی تن میں تو محبت تو ہی جان

فمن امن به قبل ورود الحال ومن رتحال اتحادہ  
فقد کفر

”پس جس نے اس کا یقین کیا، حال کے وارد ہونے کو قبول اور  
جس نے اتحاد حال کو نہ مانا وہ تحقیق کافر ہوا۔“

یعنی جب تک معشوق عاشق کو اپنے ہمرنگ کر کے اپنے پہلو میں نہ لے اور یہ نہ  
کھے کہ میں تو ہوں اور تو میں ہوں (اس حال سے پہلے) اگر عاشق اتحاد سمجھے تو یہ کفر ہے۔  
کیونکہ لا تا من من مکری کا اشارہ اسی طرف ہے۔ (میری چال سے مطمئن نہ رہ۔



جب تک تم سے یہ نہ کہے کہ تو میں ہوں اور میں تو ہوں اس وقت تک تمہارے لئے  
کناہرگز زیبا نہیں کہ میں تو ہوں اور تو میں ہوں۔ یہ تو اس خدائے تعالیٰ کا خاصہ ہے۔  
عاشق کتنا ہی معشوق کے اوصاف سے متصف ہو۔ دو صفات سے خالی اور کم ہوتا ہے۔ ان  
دو صفات کے متعلق تم نے سنا کہ ایک بزرگ نے کیا کہا:

لا فرق بینی و بین ربی الابصفتین۔ صفة ربانیه  
وصفة الوهیه وجود نامنه و قیامنا بہ  
”مجھ میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں۔ مجرد دو صفتوں کے۔ صفت  
ربانیہ اور صفت الوہیہ۔ میرا وجود اس سے ہے اور قیام بھی اسی  
سے ہے۔“

عاشق بالکل وبعینہ معشوق تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اے دوست یہ مقام محض رنگ  
پذیری کا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ نہ کہ بعینہ اور بالکل  
معشوق ہو جاتا ہے۔ اگر کچھ ہوتا ہے تو یہ کہ معشوق اپنے عاشق میں اپنے ظہور کو ظاہر  
کرتا ہے۔ اس وقت وہ عاشق نہیں رہتا۔ بموجب آیہ شریفہ: جاء الحق وزهق  
الباطل (کہ حقیقت آگئی اور باطل چلا گیا) مولیٰ مولیٰ ہے اور بندہ بندہ ہے۔ اے دوست  
خود اس کے کلام میں تفاوت ہے۔ (تفاوت کے اصلی معنی اختلاف اوصاف کے ہیں۔ یعنی  
خود اس کے کلام میں مختلف اوصاف بیان ہوئے ہیں) میں کیا کروں۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے  
کہ فاستقم کما امرت تجھے جو حکم دیا جائے اس پر قائم رہ۔ کبھی فرمان دیا جاتا ہے  
کہ میری آنکھوں میں تو ہے۔ فانک باعیننا کبھی طعنہ کرتا ہے کہ عَبَسَ وَتَوَلَّى  
ان جائتہ الاعمى (جب اندھا اس کے پاس آیا تو اس نے منہ موڑ لیا۔ کبھی لطف  
و محبت سے بتاتا ہے کہ

لولاک لما اظہرت الربوبیة و کذلک لما خلقت

الاکوان و لما خلقت الافلاک

”اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی طرح

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

اکوان کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ افلاک کو پیدا کرتا۔

کبھی فرماتا ہے کہ انک لا تھدی من اَجَبَّتْ (تم جسے چاہو اس کو ہدایت یا صحیح راستہ پر نہیں لاسکتے) کبھی یہ کہتا ہے کہ انا اطلب رضاک یا محمد (اے محمد ﷺ میں تیری رضا کو طلب کرتا ہوں) عشق میں ایسی ہی بو العجیباں ہوتی ہیں

من اراد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرك باللہ العظیم  
من تنزل القلب عن القالب بعد ما خلع وصفا  
واتقى من رجس الدنس

”(جس نے وصول پالینے) کے بعد عبادت کا ارادہ کیا تو گویا اس نے خدائے عظیم کے ساتھ شرک کیا کیونکہ اس نے خلعت وصول پانے اور صفائی قلب حاصل ہونے اور میل کچیل سے پاک ہو جانے کے بعد قالب کو قلب سے الگ سمجھا۔“

جو کوئی (خدا سے) پیوست ہو جانے کے بعد عبادت یا عبودیت چاہے یقیناً وہ شرک کرتا ہے اس خدا سے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔

اے دوست وہہ والیہ (اس سے اور اس کی طرف) کا مطلب یہ ہے کہ الواصل لایرجع (داصل کبھی لوٹتا یا پلٹتا نہیں) عشق ایک کیما بنانے والا ہے جو معمول دھات جیسے عاشق کو معشوق کی طرح اصلی سونا بناتا ہے۔ سمجھو کہ ”وصول یا پالینا“ چار قسم کا ہے: وصول شریعت۔ وصول طریقت۔ وصول حقیقت۔ وصول معرفت الاول العلم باللہ وصول الیہ (اللہ کو جانتا ہی اس تک پہنچنا ہے) یعنی جب یہ جان لے کہ

كان الله ولم يكن معه شئني وهو الان كما كان  
فلا يكون مع الله غير الله

”اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی پھر وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ پس خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں ہوتا۔“

اور یہ بھی سمجھ لے کہ العالم هو الحق المتجلی (عالم حق کا ظہور ہی ہے)

داصل بہ خدا ہوگا اس جگہ بت پرستی کی صورت نظر آتی ہے۔ داصل یا ملنے والا نہیں چاہتا کہ عبادت کرے کیونکہ یہ عمل بہشت کے لیے ہوتا ہے۔ ظاہری کردار کا راستہ بجز بہشت کی طرف کے (اور کسی طرف) نہیں بلکہ خدا پرست بھی ہونا نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ پیر پرست ہو تاکہ شاہد یا محبوب پرست ہو جائے۔ تاکہ جو کچھ علم یقین سے جانا ہے اس کو عین الیقین سے بھی دیکھ لے۔ پھر معلوم ہو جائے کہ پیر اور محبوب بجز اس (خدا) کے (کچھ اور) نہیں جب تک پیر پرست نہ ہو گا خدا پرست کیسے ہو سکتا ہے؟

شاید وہ مرید اسی مقام و درجہ کا تھا کہ بایزیدؒ کا نام لیتا تو پانی پر چلا جاتا اور اللہ کتا تو غرق ہو جاتا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ **من عرف اللہ لا یقول اللہ و من یقول اللہ لا عرف اللہ** (جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اللہ نہیں کتا اور جو اللہ کتا ہے اس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں) بقول ”جس کے لئے شیخ یا پیر نہیں ہے اس کے لئے دین نہیں ہے“ **لا دین لمن لا شیخ لہ**

وصول طریقت یہ ہے کہ تمام عالم اور تمام دنیا میں اپنے پیرو مرشد کو بلکہ خود اپنے آپ میں اپنے پیر کو پائے اور پیر کی جان میں خود کو دیکھے۔ پس جو عبادت و خدمت پیر کی کی یعنی پیر کے تصور کو بھول کر جو کچھ پیر میں دیکھا ہے اس کا تصور کرتا ہے کیونکہ اسی کے لیے تو پیر کا تصور کیا تھا۔ جب اس سے مل گیا تو پیر کا توسط درمیان سے اٹھ گیا۔

چوں در آید وصال را حالہ سرو شد گفتگوئے دلالہ  
کیفیت پیدا گر کر دے وصال واسطہ ہو درمیاں پھر کیا مجال  
وصول حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ پیر کی جان میں ہے اس سے مل جائے اور داصل ہو جائے پھر جب اس (خدائے تعالیٰ) ہی کا رنگ چڑھ جائے یعنی اس کی صفات سے متصف ہو جائے تو چونکہ اس (خدا) کی صفات بے انتہا ہیں اس لئے پالینے کی راہ (طریق وصول) کبھی بھی نہیں ٹوٹی۔ اور کبھی ختم نہیں ہوتی۔ پس یہ شخص ہرزہ میں اس کو دیکھتا ہے۔ اور موحد بن جاتا ہے۔ اس وقت ما فی الوجود الا اللہ (وجود میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں) والا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ موحد صرف ایک نور (کے سوا

اور کچھ نہیں) دیکھتا کیونکہ خدا نور ہی نور ہے۔ یہ کمال بھی کسی ہے جو محنت سے ملتا ہے۔ یہ وراء الوراء کا مقام ہے۔ وصول معرفت کا پالینا یہ ہے کہ چیزوں کو اس طرح دیکھا جائے جیسی کہ وہ درحقیقت ہیں ان (چیزوں) کی صورت کو بھی دیکھے اور ان میں نازنین کا جلوہ بھی دیکھے وہ جلوہ نازنین ہر ہرزہ میں ہے مگر ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کی آنکھ میں معرفت کا سرمہ ہو۔

کجاست دیدہ کہ آں کل معرفت وارد وگرنہ جلوہ آں نازنین کجاست کہ نیست کہاں وہ آنکھ کہ ہو جس میں سرمہ عرفاں وگرنہ یار کا جلوہ کہاں نہیں ہوتا عارف تو ہرزہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔

در سر چہ نگہ کنم توئی پندارم  
نظر جس چیز پر ڈالوں تو سمجھوں بس توئی ہے

شریعت، طریقت اور حقیقت یہ سب کسی ہیں اور حاصل کرنے سے حاصل ہو جاتی ہیں لیکن معرفت تو اسی (خدا) کی عنایت سے مل سکتی ہے نہ کہ کسب و عبادت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے عالم سے محمد ﷺ کے عالم شریعت میں آتا ہے تو اس عالم کی یہ نشانی ہے کہ

ان صلیت اشروکت وان احاصل کفرت  
”اگر میں نے نماز ادا کی تو میں نے شرک کیا اور نماز ادا نہیں کی تو کفر کیا“

پس اس طرح میں کافر ہو چکا اور زنا باندھ لیا۔ اللہ اکبر۔ حسنت الابرار، سیات المتقربین (نیکیوں کی نیکیاں مقربین کے لئے برائیاں ہیں کا یہی مطلب ہے۔ اے ہر کہ دریاں عارض زیبائے تو دیدہ است کو راست اگر جانب یوسف مگریدہ است جس آنکھ نے اک بار ترے حسن کو دیکھا پھر دیکھے وہ یوسف کو تو بے نور بصر ہے (ایک شخص) خود عبادت کرنے کی وجہ سے خدا تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ کس کی عبادت کرے۔ جو کوئی اس ظاہری عبادت اور باطنی عمل، چلے، مجاہدے اور مسافرات

دغیرہ کی اس دنیا میں محنت کرتا ہے (وہ) بے شک اس کی نظر میں آجاتا ہے تو زبان حال سے جان کے کانوں میں آواز دیتا ہے کہ انی انا اللہ الم ترالی ربک (میں ہی اللہ ہوں کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) ظاہر کو دیکھنے والے کیا جانیں کہ اسی خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ مجھے تیرے پاس یقین آجائے یعنی خدا اور یہ بھی کیا جانیں کہ من نظر الی معبودہ سقط عنه عبادتہ (جس نے اپنے معبود کی طرف نظر کی اس سے عبادت ساقط ہو گئی) اس مقام پر جب سالک آجائے تو اس کو اتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے پھر اگر اس کو رد کرے تو کافر ہو جائے۔ معشوق کے ہر رنگ کا لباس چاہنا کفر ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ من ردّ حال اتحادہ فقد کفر جس نے اتحاد کی حالت کو رد کیا اس نے کفر کیا پس جو کوئی اس اتحاد میں آجائے وہ ازلی نیکی والا نیک بخت ہے اس کے بعد ہر گز سبک نہ ہو گا مگر وہ جو اتحاد کا ہم رنگ نہیں ہوا اس کے لیے افسوس اور ویل ہے کیونکہ وہ اس مقام پر ہرگز نہ آئے گا۔



قال:

يا غوث الاعظم من سعد بسعادة الازلية طوبى له لم  
يكن مخذولا بعد ذلك قط ومن شقى بشقاوة  
الازلية فويل له لم يكن مقبولا بعد ذلك قط

فرمایا:

اے غوث اعظم جو کوئی ازلی سعادت و نیکی سے نیک و مسعود بن  
گیا تو اس کے لئے طوبیٰ خوشی کا مقام ہے۔ اس کے بعد وہ سبک  
نہیں ہوتا اور جو ازلی بد بختی و شقاوت سے برا شقی بن گیا۔ اس  
کے لیے ویل جیسا دوزخ کا ذلیل مقام ہے اس کے بعد وہ کبھی  
مقبول نہیں ہو سکتا۔

## سعادت و شقاوت ازلی

یعنی جلالی جلالی ہے۔ جمالی جمالی ہے اور ذاتی ذاتی ہے کیونکہ اللہ کی خلق (اور فطرت) میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ لا تبدیل لخلق اللہ کافروں کو ہر وقت نئی گمراہی ہوتی ہے اور مومنوں کو ہر وقت نئی ہدایت۔ بموجب آیہ پاک یضلل بہ من یشاء ویہدی من یشاء (وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) یہ سب اس کے اوصاف ہیں۔ جلال و جمال کو ظاہر کر کے خود کو پوشیدہ کر رکھا ہے ورنہ یہ دعا ارنا الاشیاء کما ہی چیزوں کی حقیقت جیسی کہ ہے ہم کو دکھا) نہ کی جاتی۔ کبھی آدم و ایلین کو ظاہر کرتا ہے۔ کبھی موسیٰ و فرعون کو بتاتا ہے، کبھی ابراہیم و نمرود کو نمایاں کرتا ہے کبھی محمد مصطفیٰ ﷺ اور ابو جہل کو دکھاتا ہے۔ لیکن جس کے یہ نام ہیں وہ خود ایک ہے۔ وہی ایک ہے جو اتنی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے تو ذرا دیکھ تو سہی۔

هو المعطی هو المانع هو الضار هو النافع هو  
الهادی هو المضل هو المعز هو المنزل هو القهار  
هو الغفار

”وہی عطا کرنے والا، وہی منع کرنے والا، وہی ضرر اور نقصان  
دینے والا، وہی نفع بخشنے والا، وہی ہدایت دینے والا اور وہی گمراہ  
کرنے والا، عزت دینے والا، وہی ذلت دینے والا، وہی غضب  
کرنے والا اور وہی بخشنے والا۔“

از جمال اوست در ہر صورتے حنے کہ ہست

در نقاب معنوی آل شاحد مستور من

ہر حسین چہرہ میں حسن اس یار کا معمور ہے ہر نقاب معنوی میں دوست ہی مستور ہے

قال:

يا غوث الاعظم جعلت الفقر والفاقة مطيتين  
للانسان فمن ركبها بلغ المنزل قبل ان يقطع  
المنازل والبوادي-

فرمایا:

اے غوث اعظم میں نے فقر و فاقہ دو سواریاں انسان کے لئے بنائی  
ہیں جس نے ان پر سواری کی منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس  
کے وہ منزلوں اور جنگلوں کو طے کرے۔



## فقروفاقہ سالک کی سواری ہے

(خدا نے) یہ فرمایا کہ اے غوث اعظم میں نے انسان کے لیے فقروفاقہ کو سواری بنایا ہے۔ پس جو کوئی اس فقروفاقہ پر سوار ہوا وہ منزل گاہ تک پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ منزلوں اور وادیوں کو طے کرے۔ یعنی فقر خدا سے حاجت مانگنا اور فاقہ آپے سے باہر ہونا (اپنی خودی کو ترک کرنا) ہے۔ مقعد صدق کے مقام پر جو مَلِیک مقتدر کے پاس ہے پہنچنے کے لیے فقر کے ساتھ تجدید (فاقہ) کی بھی ضرورت ہے۔ فقروفاقہ پر کیا مناسب حال بیت (کسی نے) کہی ہے۔

ماجاں فدائے نجر تسلیم کردہ ایم خواہی بدار خواہ بخش رائے رائے تست  
نجر تسلیم کے آگے میری جاں ہے فدا زندہ رہنے دے کہ مجھ کو مار جو مرضی تری  
اس لئے اے دوست اس فقیری سے مراد الفقر فخری ہے اور فاقہ سے مراد ہمازاغ  
البصر و ماطفی (اس کی نظر نہ چھپکی نہ جھٹلائی) کی کیفیت ہے۔ فقیر وہی ہے جو  
خدائے عزوجل سے حاجت مانگے اور صاحب فاقہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ جب تک  
”مقصود“ کو نہ دیکھ لے اور (اس پر) تجلی جلالی و جمالی نہ ہو اس پر نظر نہ کرے بلکہ اپنی  
روح کی آنکھ کو اس کی ذات کے لئے بھوکا رکھے۔ کتنے ہی واردات (واقعات) رونما ہوں  
ان سے منکر ہو جائے اور اس (خدا) کے غیر سے سکون و اطمینان نہ پائے۔ پس جس نے یہ  
اختیار کر لیا اس کو میرا دیدار ہے میں اسے اپنے آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ خواہ اس نے جنگل  
اور منزلیں طے نہ کی ہوں (وہ جنگل اور منزلیں کیا ہیں) یعنی موت و قبر۔ سوال و حساب،  
حشر و صراط و میزان اور بہشت و دوزخ۔

قال:

يا غوث الاعظم لو علم الانسان ماكان له بعد  
الموت ماتمنى الحياة فى الدنيا ويقول بين يدى الله  
تعالى فى كل لمحة ولحظة يا رب امتنى

فرمایا:

اے غوث اعظم اگر انسان کو معلوم ہو جائے جو کچھ کہ موت کے  
بعد ہوتا ہے تو ہرگز دنیوی حیات کی آرزو نہ کرے اور خدائے  
تعالیٰ سے ہر ہر لمحہ و لحظہ کہے کہ اے رب مجھ کو مار ڈال۔

## موت کے بعد کا حال

مجھ سے فرمایا کہ اے غوث اعظم اگر انسان جان لے کہ اس کے لئے موت کے بعد کیا ہے تو اس دنیا کی زندگی کی آرزو نہ کرے اور ہر گھڑی ہر وقت یہی کہے کہ اے خدا مجھے مار ڈال یعنی موت ایک پل ہے، جو فنا کے بعد دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔ تو وہ بقا میں فنا ہو جانا کیوں نہ چاہے گا۔ کیونکہ آپ سے باہر آنے کے بعد خود کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اس قالب کی کون آرزو کرے جو دنیا کی زندگی دے۔ محمد ﷺ نے دنیا کے قالب والی زندگی ہی کی وجہ سے فرمایا ہے کہ۔

یا لیت رب محمد لم یخلق محمد

”کاش محمد ﷺ کا رب محمد ﷺ کو پیدا نہ کرتا“

حضرت محمد ﷺ محمد کے تمشل و تشکل کو قالب کے پنجرے سے چھٹکارا دلانا چاہتے ہیں اس لئے کہ پروردگار کے پاس سے بھیجے گئے تھے اور خلوت یا تنہائی سے نکل کر پاسبانی و درباری میں آکھڑے ہوئے تھے۔ اب اپنے اصل مقام پر واپس ہونا چاہتے ہیں کیونکہ خدا و بندہ کے درمیان یہی قالب (جسم کا ڈھانچہ) ہے جو تکلیف دیتا ہے۔ جب قالب کے پنجرے سے نجات پالے تو خدا تک پہنچ جائے۔

بنی دینک انی یزاعنی ارفع بملفک انی من السن  
خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیاں سے  
جو اپنی زندگی کی آرزو کرتا ہے وہ ہرگز خدا تک نہیں پہنچتا کیونکہ او من کان میتا  
جو کوئی مرجاتا ہے یا موت سے فانی ہو جاتی ہے تو اس کو ہم اپنے دیدار سے زندہ کر دیتے  
ہیں۔ جب وہ مجھ کو دیکھتا ہے تو ایسا زندہ ہوتا ہے کہ پھر کبھی نہیں مرتا۔ من کان میتا  
فاحیینا شاید خواجہ خضر نے یہی آب حیات پیا ہے۔

مردم ہمہ تشنہ و بہت ماخک لب و تو در آب حیات

مر گئے ہم تشنہ لب افسوس ہے آب حیات میں ترے رہتے ہوئے  
جان زتم تومی بری مرگ بہانہ درمیاں روئے نما و جاں بہ بردور بکن بہانہ را  
جان میری تو ہی لے کیوں یہ بہانہ موت کا رخ دکھا کے جان لے باقی بہانے مت بنا  
بموجب قرآن پاک کے کہ میں تم سے بہت قریب ہوں مگر تم نہیں دیکھتے۔ نحن

اقرب الیہ منکم ولكن لا تبصرون۔

وقت مردن اگر شربت دیدار رسد وچہ شیریں شود آں تلخی جاں کندن من  
مرتے دم گر شربت دیدار مل جائے جاں کئی کی تنخیاں ہوں کس قدر شیریں مجھے  
در شوق تو عاشقان چناں جاں بدمند کاناچا ملک الموت ننگنجد ہر گز  
مرتے ہیں ترے عشق میں عشاق کچھ ایسے جس جا ملک الموت کا ممکن نہ گزر ہو  
پس جو کوئی موت کے بعد والے معاملہ کو جان لے تو وہ زندگی کی آرزو کیوں کرے۔



قال:

يا غوث الاعظم حجة الخلائق عندي يوم القيامة  
الصم والبكم والعمى وفي نسخة الاصم والابكم  
والاعمى ثم التحسرو والبكاء وفي القبر كذلك  
(معناه ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم قیامت کے دن میرے نزدیک خلائق کی محبت  
بہرا گونگا اور اندھا ہوتا ہے۔ پھر حسرت اور گریہ قبر میں بھی یہی  
ہوتا ہے اس کا مطلب ظاہر ہے۔

قال:

يا غوث الاعظم المحبة حجاب بين المحب  
والمحبوب فاذا فنى المحب عن المحبة فقد وصل  
بالمحبوب (معناه ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم محب اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ  
ہے۔ پس جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے  
داصل ہو جاتا یا مل جاتا ہے۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

## محب و محبوب کے درمیان محبت کا پردہ

محبت کا میم احمد واحد کے درمیان ایک پردہ ہے۔ پس احمد میم محبت سے چھٹکارا پا کر خدا سے مل جاتا ہے۔ یعنی محمد ﷺ کے قالب کی صورت ایک پردہ ہے۔ صورت احمد واحد کے درمیان جب قالب سے یہ محمد چھٹکارا پالے تو احمد واحد سے مل جائے پس اے دوست محبت انسان کا قالب ہے یعنی روح اس کا نور ہے اور اس کا نور قدیم (لافانی) اپنی محبت سے آدم اور آدمیوں کے قالب کو پیدا کیا ہے۔ محبت روح انسان ہے اور محبوب خدا ہے پس جب روح قالب سے فنا ہو جاتی ہے یعنی اس دار فنا سے نکل جاتی ہے۔ تو خدا تک پہنچ جاتی ہے۔ دار بقاء کو پہنچ جاتی ہے۔ قطرہ دریا میں پہنچ جاتا ہے۔ خدا اور روح کے درمیان یہی قالب پردہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حکایت خدائی ہے کہ ”تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے“ حکایۃ عن اللہ تعالیٰ وجودک حجاب بینی و بینک سے معلوم ہوگا۔

قال:

يا غوث الاعظم رايت الارواح كلها يترقصون في  
قوالهم بعد قولي الست بركم الى يوم القيامة

فرمايا:

اے غوث اعظم میں نے تمام روحوں کو دیکھا کہ وہ اپنے قالوں  
(جسموں) میں ناچتی ہیں۔ میرے الست بركم (کیا میں تمہارا رب  
نہیں ہوں) کہنے کے بعد سے روز قیامت تک۔



## الست بر بکم سے روحوں کا رقص

رب تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے ساری روحوں کو دیکھا یعنی میں نے خدا کو دیکھا کہ انسان کے جسموں میں ناچتا ہے۔ الست بر بکم کہنے کے بعد سے قیامت تک غوث اعظم روحوں کے آئینہ میں سوائے خدا کے (کچھ اور) نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح رئیس و سید قوم فرماتے ہیں کہ میں تیس برس سے خدا سے باتیں کر رہا ہوں اور خلق سمجھتی ہے کہ جنید ہم سے باتیں کرتا ہے۔ اے دوست۔ صاحب شریعت انسان کو دیکھتا ہے تو سوائے ہاتھ پاؤں اور قالب کے اس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جب صاحب طریقت دیکھتا ہے تو ظاہری صورت بھی دیکھتا ہے اور سیرت باطن بھی دیکھتا ہے۔ جب محقق (صاحب حقیقت) دیکھتا ہے تو سوائے نور کے (جسے تم روح کہتے ہو کچھ اور) نہیں دیکھتا۔ جب عارف دیکھتا ہے۔ تو سوائے خدا کے نہیں دیکھتا۔ اسی سے بات کرتا ہے نہ کہ اس کے قالب سے اسی طرح عالم میت کے قبر پر کھڑا ہوتا ہے تو قبر کو بھی دیکھتا ہے۔ اور اس کی (اندر کی) ہڈی، صورت و سیرت کو بھی دیکھتا ہے۔ جب محقق دیکھتا ہے تو اگر میت جلالی ہے تو جلال کی تجلی اور اگر جمالی ہے تو جمال کی تجلی دیکھتا ہے۔ جب عارف دیکھتا ہے تو نہ صرف روح کی صورت کو دیکھتا ہے بلکہ آئینہ میں خدا کی روح کو دیکھتا ہے۔ ابھی عاشق کا مقام میں نے نہیں بیان کیا (وہ یہ ہے کہ) عاشق اینٹ مٹی کے نیچے اور ہڈی کے ہرزہ کے نیچے اور روح میں سوائے معشوق کے نہیں دیکھتا۔ اس جگہ ایک بھید ہے۔ تیرا دیکھنا بھید ہے، عاشق کا دیکھنا اور ہے۔



رایت اللہ تعالیٰ!

وقال لی:

یا غوث الاعظم من سألنی عن الرویة بعد العلم فهو  
محبوب بعلم الرویة ومن ظن الرویة غیر العلم فهو  
مغرور برویة الحق سبحانه تعالیٰ

میں نے اللہ رب العزت کو دیکھا:

اس نے مجھ سے کہا:

اے غوث اعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق  
پوچھے تو وہ علم رویت سے محبوب ہے اور جس نے بغیر علم کے  
رویت کے متعلق صرف گمان و قیاس کیا تو وہ رویت حق تعالیٰ کے  
بارے میں دھوکا کھا رہا ہے۔

## علم کے بعد دیدار

فرمایا کہ اے غوث اپنے گوش جان سے سنو کہ خدا کے دیدار کی بہت سی مثالیں ہیں۔ کیونکہ روية الله في المنام جائزة (اللہ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے) یعنی مرید اپنے پیر کی جان میں خدا کو دیکھتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر وہ جو کہ بہشت میں دیکھتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم انكم سترون ربيكم

كما ترون القمر ليلة البدر

”فرمایا حضور اکرم ﷺ تم اپنے رب کو عنقریب دیکھو گے جس

طرح کہ چاند کو شب بدر میں“

یہ مثال اس دنیا کی ہے جو خواب میں دیکھے دیکھنے والا ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو اپنے دل میں دیکھتا ہے تو رب العزت کے حکم سے دل میں ایک درپچہ سا کھل جاتا ہے۔ پھر وہ بندہ کے دل کے آئینہ میں چمکتا ہے۔ مومن جب دل پر نظر کرتا ہے تو اپنے خدا کو دیکھتا ہے۔ جب متقی، زاہد و صالح دیکھتا ہے تو ایسی صورت میں دیکھتا ہے جو صالح (نیک) ہو کر مصلیٰ کاندھے پر، تسبیح ہاتھ میں، چوگوشہ ٹوپی سر پر، تمام انوار صفائی کے ساتھ۔ قربت و مجاہوری میں ایک عورت کی طرح پار سا مخدرہ، چھپی ہوئی۔ کمال عزت کے ساتھ شرمیلی اور پوشیدگی حجاب میں اس کا پوشیدہ کام سجدہ کرنا، تسبیح پڑھنا اور مصلیٰ پر بیٹھ کر ورد کرنا ہوتا ہے۔ اب حیا کے نقاب کو چہرہ سے اٹھا کر متجلی کا نظارہ کر، تو سوائے آہ آہ کے (اور کچھ) نہ ہوگا۔ اس موقع پر محمد حسینی کا یہ کہنا ہے، توجہ سے سنو کہ میرا مقصود مجھ ہی میں ہے۔

در میکده ساقی شو، می درکش و باقی شو جو یائے عراقی شو کو راہمہ اودیدم  
میکده میں بن کے ساقی خوب پی اور بخدہ رہ جستجو میں رہ عراقی کے کہ سب کچھ ہے وہی

Click

ایک لحظہ صفائی سے نگہ کن بین عکس جمال روئے یارے  
نظر کر صفائی پہ سے کے ذرا کہ عکس جمال رخ یار ہے  
بر لوح وجود نیست نقشے جز صورت نسخہ نگارے  
تیرے لوح دل پر نہیں کچھ لکھا مگر یہ کہ عکس رخ یار ہے  
شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہی معاملہ تھا آپ ﷺ نے بتایا  
کہ۔

رایت ربی لیلة المعراج فی احسن صورة وضع یدیه  
علی کتفی فوجدت برد انامله فی قلبی  
”میں نے اپنے رب کو شب معراج میں نہایت حسین صورت  
میں دیکھا اس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو اس کی انگلیوں کی  
ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی۔  
دوسری یہ کہ:

رایت ربی لیلة المعراج فی صورة امرد شاب ققط  
”میں نے شب معراج اپنے رب کو دیکھا بصورت نوجوان بے  
ریش اور گھنگھر والا۔“

دیکھنے کے بڑے مرتبے میں دو ہیں باقی اس کے طفیلی ہیں یہ سوال کہ لایروی اللہ  
غیر اللہ (غیر خدا، خدا کو نہیں دیکھتا) تو پھر غوث نے کیسے کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کو  
دیکھا جواب یہ ہے کہ حضرت محی الدین غوثؒ کے یہ گیارہ خطاب ہیں۔ سلطان، سید،  
مخدوم، پادشاہ، فقیر، درویش، ولی، غریب، مولانا، شیخ، خواجہ، اس سلطان نے اپنے تمام  
حجابات سے ماسوی اللہ کا پردہ اٹھا دیا۔ غوث کو خدا کے ساتھ اس طرح سمجھو۔ وهو الان  
مع اللہ کھو فی الازل (وہ خدا کے ساتھ ہر وقت ایسے ہی ہیں جیسے ازل میں تھے)  
یعنی فی الكنز المخفی (پوشیدہ خزانے میں تھے) غوث سید زماں ہیں، پادشاہ عالم ہیں،  
درویش کامل، شیخ یحییٰ وحمیت ہیں۔ خواجہ کونین سلطان جمال اور پادشاہ ولایت ہیں مگر

الفقر فخری کے (لحاظ سے) غریب ہیں۔ محی الدین ولی اللہ ہیں۔ ایسے ولی کہ وہو الفانی فی اللہ والباقی باللہ والظاهر باسمائہ وبصفاته (وہ اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی۔ اس کے ناموں اور صفات کے ساتھ ظاہر ہیں) حضرت غوثؒ تخلقوا باخلاق اللہ (اخلاق خدا سے متصف ہیں) لیکن بروئے شرع پوشیدہ ہیں اس لئے فرماتے ہیں کہ میں نے پروردگار کو دیکھا۔ اے دوست! عارف خدائے عزوجل کو دیکھتے ہیں پھر اس کی خبر مریدوں اور بھائیوں کو دیتے ہیں۔ بعض (خدا کو) ایسے لڑکوں کی صورت میں دیکھتے ہیں جو چاند کی طرح (حسین) ہوں۔ بقول ایاکم والنظر علی الامارد فان لهم لونا کلون اللہ (نوجوان لڑکوں پر نظر کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کا رنگ اللہ کے رنگ کی مانند ہے) یہ پیروں کی تربیت مریدوں کے لیے ہے۔ عارف وہ ہے جو ہرزہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ یعنی محیط دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اور جس نے اس دنیا میں نہیں دیکھا اس دنیا میں کیسے دیکھے اور پہچانے۔

من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى واضل

سبیلا

”جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔“

کایکی مطلب ہے بعض عارف کہتے ہیں کہ بام کعبہ پر یا اس کے اجزا میں خدائے تعالیٰ کی انہوں نے زیارت کی۔ اس نے مجھے جبہ دستار پہنائے۔ پھر اسی پایزیدؒ نے خوب پتہ بتایا کہ میں نے اس کو بالکل حقیقت کے حق میں دیکھا اور پھر کعبہ کی دیوار میں اس کے سوا اور کچھ نہ دیکھا لایکون مع اللہ غیر اللہ بقول (اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اس سے بھی بڑھ کر ایک بات کہتا ہوں گوش جان سے سنو عاشق حسین محبوب کے آئینہ میں اللہ کا جمال دیکھتا ہے۔ محمد ﷺ نے بھی جب زینب (زید کی عورت) کو دیکھا تو فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِي الْاَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِي الْاَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِي (اللہ! میرے دل کو ثابت و قائم رکھ۔ اللہ! میرے دل کو ثابت رکھ۔ اللہ! میرے دل کو ثابت رکھ) تین بار فرمایا۔ اس سردار عاشقان نے فرمایا۔ وہ جو کچھ شب معراج میں حسین صورت میں

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیکھا۔ وہی زینب کے آئینہ میں غزہ کرتا ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِي  
یعنی میرے رب میرے دل کو زینب کے دیکھنے پر ثابت رکھ۔ یعنی جو جمال و کمال اس چہرہ  
میں دکھائی دیا اس پر میں عاشق ہو گیا۔ اس کو میرے دل سے دور نہ کر۔ لیکن چونکہ

لا يتجلى الله فى صورة مرتين من الازل الى الابد

”اللہ کسی صورت میں دو مرتبہ تجلی نہیں کرتا ازل سے ابد تک

اسی لئے ہمیشہ حزن و بکا کرنے والے اس کو نکاح میں لاتے ہیں۔ اللہ تم پر اور ہم پر  
یہ دروازے کھول دے۔ اب سنو! رئیس طائفہ، سید قوم نے اپنے آپ میں اس کو دیکھا  
تو فرمایا لَيْسَ فِى جَبْتِي سِوَا اللّٰهِ (میرے جبہ میں سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے)  
چونکہ سب (رنگ) اس رنگ میں جذب ہو گئے تو اپنے رنگ کو اپنے جبہ میں نہیں پایا۔  
غوث پاک ”کا دیکھنا تو اس سے بھی بالاتر ہے کیونکہ دیکھا اور چھپا لیا اور تکمیل کو پہنچا کر  
شرع میں چھپا لیا۔ اس جگہ بھی کہنے والا وہی ہے جس نے درخت میں سے کہا تھا۔ اب  
غوث ”میں سے کتا ہے انہیں کا حق ہے جو کہا گیا کہ یہی ينطق ”وہ مجھ ہی سے بات کرتا  
ہے“ اسی طرح الحق ينطق على لسان عمر۔ ”حق“ حضرت عمرؓ کی زبان سے  
بولتا ہے ”فرمایا گیا۔

فرمایا کہ اے غوث کوئی میری رویت کے متعلق سوال کرے اس علم کے بعد کہ

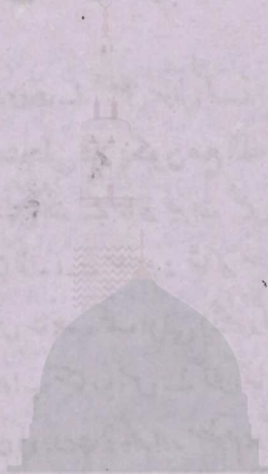
العالم هو الحق المتجلى فلا يكون مع الله غير الله

”عالم حق کا ظہور ہے۔ پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا“

یعنی جو کچھ علم یقین میں جانتا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ معنوی یا صوری موت کے  
بعد بھی اسی طرح ہو گا۔ تم نے نہیں سنا جب تک ازنی (مجھے دکھائی دے) والی بات میں  
غیریت تھی تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جو اب سنتا رہا جس نے گمان کیا میری رویت کا یہ اس کا  
علم ہے اور معرفت میں رب العلمین کی رویت تو کچھ اور معلوم ہوگی۔

شب با تو غنودم ندانستم کہ توئی  
روزم بکنار تو بودم ندانستم کہ توئی

رات سویا ساتھ تیرے پر نہ جانا تجھ کو میں  
اور رہا پہلو میں دن بھر پر نہ جانا تجھ کو میں



قال:

يا غوث الاعظم من رانى استغنى عن السؤال ومن  
لم يرني فلا ينفعه السؤال وهو محجوب بالمقابل  
فرمايا:

اے غوث اعظم جس نے مجھے دیکھا وہ سوال کرنے سے بے نیاز  
ہو گیا۔ اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال کرنے سے اس کا کوئی فائدہ  
نہیں۔ وہ تو اپنے مقابل سے پردہ میں ہے۔

قال لی:

يا غوث الاعظم لا الفة ولا نعمة فى الجنان بعد  
ظهورى ف يها ولا وحشة ولا حرقة فى اليزان بعد  
خطابى لا هلهما (معناه ظاهر)  
فرمايا:

اے غوث اعظم جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت و نعمت  
نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اس کے رہنے والوں سے  
میرے خطاب کے بعد وحشت و جلن دور ہوگی۔ اس کے معنی  
ظاہر ہیں۔

## دیدار کے بعد سوال سے بے پروائی

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یعنی کسی کے آئینہ روح میں میرے پرتو کی پرچھائیں پیدا ہوئی یا اس نے دیکھا، ہر حال میں سوال ”رب ارنی“ سے بے نیاز ہو گیا اور جس نے اپنی روح کے آئینہ میں مجھے نہیں دیکھا وہ کتنا ہی ”ارنی ارنی“ کے کوئی سود مند نہ ہو گا۔ وہ تو گفتار ارنی سے ہمیشہ محجوب رہے گا۔

ظہور باری کے بعد جنت میں الفت اور خطاب باری کے بعد دوزخ میں وحشت

اللہ تعالیٰ کی رویت عاشقوں کی جنت ہے۔ جس وقت خود کو خدا میں دیکھیں (وہی ان کی) جنت والفت ہے جب فرمان ہو گا کہ الم تو الی ربک (کیا تم نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا) یعنی کیا اس کی طرف تو نہیں دیکھتا کہ تجھ میں یہ پرتو اسی سے پیدا ہوا ہے تو بے شک اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس طرح نبی ﷺ دن رات میں ستر بار اس کی طرف رجوع ہوتے تھے ایسے وقت جو الفت و نعمت اور خوشی کہ ”انا الحق“ یا ”سجانی“ کہنے میں ہے چلی جاتی ہے۔ اس وقت پھر سے مسلمان ہونا پڑتا ہے۔ حضرت یازیدؓ نے مرتے وقت خدا کو کھلی آنکھ سے بے مثال و بے بیان دیکھا تو جیسا سمجھتے تھے (اپنے پردہ حجب سے) اس سے بھی ماورا پایا تو کہا کہ

فانا لیوم کافر مجوسی اقطع زناری واقول اشهد ان

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

”میرا آج تک کافر و مجوسی تھا۔ اب زنار توڑ دیتا ہوں اور کتا ہوں

اشهد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ (ﷺ)

اے دوست رویۃ المعشوق هو الجنة رویت معشوق ہی جنت ہے۔ جب

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click



عاشق اپنے معشوق کو دیکھتا ہے تو سکوت معشوق میں ہو جاتا ہے یہی جنت ہے۔ یہی جنت ہے۔ جب ذات عاشق میں عشق پیدا ہو جاتا ہے، ایسا عشق کہ جس کی صورت ہو نہ معنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت و معنی میں نہیں ساتا۔ بلکہ ذات عاشق میں بھی چھپ کر دکھائی دیتا ہے۔ معشوق کی یہ رویت مثل ایک بیج کے ہے۔ ذات عاشق کی زمین میں۔ اب بڑا ہو کر صمدیت کا شجر بن جاتا ہے۔

در تنگنای صورت معنی چگونہ گنجد در کلبہ گدایاں سلطان چہ کار دارد  
صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر گویا جمال جانں پنہاں چہ کار دارد  
صورت کی تنگیوں میں معنی سمائے کیونکر درویش کے مکاں کو سلطان سے کام کیا ہے  
صورت پرست غافل معنی کو جانے کیونکر اس بے خبر کو حسن جانوں سے کام کیا ہے  
اس جگہ عاشق کا ڈھانچہ نہیں رہتا جس کو دار پر چڑھا سکیں بلکہ خالص روح بن جاتا ہے۔ اس جگہ عاشق کی روح مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور خدا غالب تو الفت کہاں رہی۔  
بموجب ارشاد باری تعالیٰ واللہ غالب امرہ اللہ اپنے حکم پر غالب ہے اس کا حکم روح ہے بموجب آیت شریفہ ”کہہ دو کہ روح حکم رب ہے“ قل الروح من امر ربی  
جنم کی آگ میں وحشت اور سوز و جلن نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کے بعد جو وہ ان دوزخ والوں سے کرے گا یعنی جن دوزخیوں میں ڈالا گیا ہے ان سے (خدا) خطاب فرمائے گا کہ جو کچھ کیا میں نے کیا جو کچھ کرتا ہوں میں کرتا ہوں۔ یہ میں ہی ہوں جو ظاہر و ظہور میں تجلی کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دنیا میں تھا۔ (کیا) اس کو تم نے جانا، دیکھا یا پہچانا اور بعض سے کہے گا کہ قال اخسوفیہا ولا تکلمون (تم اس دوزخ میں ذلیل بنے رہو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو) پھر سوز و جلن اور وحشت یکایک دور ہو جائے گی خطاب کے بعد نار جنم تو نعیم سے مبدل ہو گئی مگر شوق و فراق حق کا درد عذاب ان کے لیے دائمی رہے گا۔

زاں لذت کلام جنم شود نعیم کفار راخبر نبود ز آتش مجسم  
لیکن ز سوز فرقت و شوق و فراق حق باشند در عذاب شدائد مدام الیم

اس کے بیٹھے بول سے دوزخ بھی جنت بن گئی کیا خبر کفار کو دوزخ بھی کیسی آگ ہے  
سوز و فرقت سے مگر شوق و فراق حق میں ہیں یہ عذاب دائمی اور درد ان کی آگ ہے  
نار دوزخ ہر گھڑی گلزار بن جائے اور ہر ایک رنگ آمیزی کرے لیکن یہ خاصہ  
امت محمد ﷺ کا ہے جیسا نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی کے نصیب میں آگ ایسی  
ہے جیسے سیدنا ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصیب میں نار نمرودؑ یہ محمد ﷺ کی  
عظمت کا سبب ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نار امتی  
کتصیب ابراہیم من نار نمرود



قال:

يا غوث الاعظم

فقلت:

لبيك يا رب العرش العظيم

فقال لي:

قل لبیک یا رب الغوث انا اکرم من کل کریم وانا  
ارحم من کل رحیم (الکریم والرحیم معناه ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم

میں نے کہا:

جی حاضر، اے رب عرش عظیم

پھر مجھ سے کہا:

یوں کہو میں حاضر ہوں اے رب غوث، میں ہر کریم سے بڑھ کر  
اکرم ہوں اور ہر رحیم سے زیادہ ارحم ہوں (کریم اور رحیم کے  
معنی ظاہر ہیں)

## خدا کی بڑھی ہوئی رحمت اور کریمی

غوث کو صفت کریمی اور رحیمی کی خلعت پہناتا ہے یعنی غوث کو بتاتا ہے کہ کریمی  
ورجیمی میری صفت ہے جو میں نے تمہیں دی ہے۔

انا اکرم وانا ارحم من کل رحیم  
”یعنی اولیاء کو اگرچہ میں کریم ورحیم کی خلعت عطا کرتا ہوں لیکن  
میں ان سے زیادہ اکرم وارحم ہوں“

ہاں۔ وہ کہاں اور یہ کہاں ان کو (اس خدا) کی عطا سے یہ (حاصل ہے اور وہ بذات  
خود قدیم ہے وھو قائم بذاتہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے۔ اور یہ (اولیاء اللہ) اس (خدا)  
کی وجہ سے قائم ہیں۔



قال:

يا غوث الاعظم نم عندى لا كنوم العوام

ترانى

فرمایا:

اے غوث اعظم تو میرے پاس سو جا۔ عوام کی نیند کی طرح نہیں تو تو مجھے دیکھے گا۔



## اللہ کے پاس نیند

فرمایا کہ اے غوث اعظم میرے نزدیک سو۔ اس طرح مت سو جیسے عوام سوتے ہیں۔ تو تو مجھے دیکھتا رہے گا۔ میں نے دریافت کیا فقلت یارب کیف انام عندک کہ اے رب تیرے پاس کس طرح سوؤں۔ یعنی کیا کروں کیا کروں اور کس طرح رہوں ”اے (وہ کہ تو) میری روح کو اپنی صورت میں پرورش کرتا ہے تاکہ میں فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (خدائے مالک و مقتدر کی سچی بیٹھک) کے بھید کے تخت پر تیرے ساتھ ایک ہو کر سو جاؤں۔ یوں ہوتا ہے سونا النوم مع اللہ کی یہ شان ہے۔“

من مست ے عشم ہشیار نخواہم شد  
من خفته معشوقم بیدار نخواہم شد

عشق کی سے پی گیا ہشیار میں ہوتا نہیں یار سے ہم خواب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں اس مراقبہ اور تصور میں مرشد بھی وہی (خدا تعالیٰ) ہے۔

قال لی مخمود الجسم عن اللذات و خمود النفس  
عن الشهوات و خمود القلب عن الخطرات  
و خمود الروح عن المحظطات و فناء ذالک فی  
الذات (معناہ ظاہر)

”مجھ سے فرمایا دور کرو اپنے جسم سے لذات کو۔ اور نفس کو شہوات سے۔ اور قلب کو خطرات سے اور روح کو لخطات سے اور فنا کر اپنی ذات کو میری ذات میں۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔“

غوث کو بتاتا ہے کہ میرے نزدیک اسی طرح سو جاؤ کہ مجھے دیکھو۔ اس نیند کو فقیر اختیار کرتا ہے اور بغیر فقیر کے اس جگہ اور کوئی نہیں پہنچتا۔

قال لی:

یا غوث الاعظم قل لا صحابک من اراد منکم  
صحبتی فعلیہ باختیار الفقر فاذا تم فقرهم فلا هم  
الانا (معناہ ظاہر)

مجھ سے فرمایا:

”اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہہ دو کہ تم میں سے جو  
کوئی میری ساتھ داری چاہے تو فقرا اختیار کرے۔ جب ان کا فقر  
پورا ہو جائے تو وہ نہیں رہتے بجز میرے۔ (معنی ظاہر ہیں)



## خدا کی صحبت فقر اختیار کرنے سے

اے غوث اپنے دل اور اپنی روح سے کہہ دو کہ اگر تو میرے ساتھ ہمیشہ چاہے  
فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (مالک مقتدر کی سچی بیٹھک) والے بھید کے  
تحت پر۔ تو تمہیں چاہئے کہ فقر اختیار کرو۔ یعنی میرے پر تو کے عکس سے پرہیز کرو جو  
تمہاری ذات میں ہے اور اپنی ذات کو فدا کر دو۔ یعنی میرے ہی محتاج بنو۔ میرے ہم رنگ  
ہو کر مجھ سے اتحاد ویگانگت کر چکو تو میرے لئے محتاج ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ تم ”میں“ ہو  
جاؤ۔ بالکل معشوق ہو جاؤ تو فقیر کا فقر پورا ہو گا۔ اس سے زیادہ صاف نہیں کتا۔ جو میرا  
مقصود ہے میں کہہ دیتا ہوں۔ پس جب فقیر کا فقر کامل (تمام) ہو جائے تو فقیر کا آئینہ اس  
سے صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس فقر کا نمائندہ یاد کھانے والا میں ہی ہوں۔ کل شیشی  
ہالک الاوجہ۔ جزا اس کی ذات کے ہر چیز کو فنا ہے۔ یعنی عاشق کی صورت ہلاک  
و مضحل ہو جاتی ہے۔ اور جو ”وجہ یا صورت“ ہے۔ یعنی حقیقت عاشق، اس سے کھینچ لی  
جا کر عشق کی تجلی ہوتی ہے۔ اب نہ عاشق رہتا ہے۔ نہ معشوق۔ سب کچھ عشق ہی رہ جاتا  
ہے۔ صورت رہتی ہے نہ معنی ہو الظاہر ہو الباطن (وہی ظاہر، وہی باطن) نظر آتا  
ہے۔ اور ایک میں ہو کر اس کا عیش اللہ کے عیش کی طرح یقیناً ہو جاتا ہے۔

اللہ

کعیش

عیش



قال لی:

یا غوث الاعظم طوبی لک ان کنت رثوفا علی  
بریتی ثم طوبی لک ان کنت غفور البریتی (معناه  
ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم تیرے لئے طوبی ہے اگر تو میری (مخلوق) پر  
شفقت کرے اور پھر تیرے لئے طوبی ہے اگر تو میری (مخلوق) کو  
معاف کرے اس کے معنی ظاہر ہیں۔

قال:

یا غوث الاعظم جعلت فی النفس طریق الزاہدین  
وجعلت فی القب طریق العارفین وجعلت فی  
الروح طریق الواقفین وجعلت نفسی محل الاسرار

فرمایا:

”اے غوث اعظم! میں نے نفس کے اندر زاہدوں کے لئے راستہ  
بنایا ہے اور دل کے اندر عارفین کے لئے راہ بنائی ہے اور روح  
کے اندر واقفین کے لئے راستہ بنایا ہے۔ اور میں نے اپنے آپ  
کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے“

## زاہد عارف اور واقف کے لیے نفس اور روح میں راستے

زاہدوں کو بتاتا ہے کہ میں نفس میں سے زاہدوں کے لیے راستہ بنا دیا ہے۔ بموجب آیت شریف ”تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے“ ایسا راستہ کہ جس سے خدا تک پہنچتے ہیں۔ اور اس میں اپنے آپ کو دکھاتا ہے۔ زاہد کو چاہیے کہ اس نفس سے گذر جائے مراد جسم ہے اور جسم سے اندرونی جسم مراد ہے جو تیری ہی صورت کا ہے۔ یہ بھی انسان ہی کی طرح ایک مخلوق ہے۔ مگر انسان تیرے نفس ہی کی حقیقت ہے سنو:

ان فی جسد ابن ادم خلقا من خلق اللہ تعالیٰ کھینٹا

الناس الناس و لیس بالناس

”ابن آدم کے جسم میں ایک خلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان

کی ہیئت میں پیدا کیا ہے۔ دراصل وہ انسان نہیں ہے“

نفس یہ ظاہری تن نہیں ہے، جس کو جسم کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ جسم الانسان لیس نفسہ (انسان کا جسم ہی اس کا نفس نہیں ہے) ان کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ میں تو جسم اور نفس میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

میں نے دل میں پلہ فوں کے لیے راہ بنائی ہے۔ یعنی عارف کا دل میرا آئینہ ہے: وجعلت فی القلب طریق العارفين ”میری دو انگلیوں کے درمیان عارفوں کے لیے ان کے دل میں سے میں نے راستہ بنایا ہے“ یعنی عارف کو خود اس کے دل میں اس (خدا) نے خود کو دکھایا ہے اذا نظر فیہا تجلی رہ (جب اس میں دیکھو تو اس کا رب تجلی کرتا ہے) اس دل سے مشاہدہ کرنے والا عاشق مراد ہے۔ کیونکہ جلال و جمال کی کسوت و صورت میں وہی ہے۔ کبھی اپنے جلال کو دیکھنے والے کے ذات کے آئینہ میں دکھاتا ہے

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

اور کبھی جمال کی تجلی کرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ قلب المومن عرش اللہ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور اسی طرح اللہ کا گھر اور اللہ کا آئینہ اور اللہ کا حرم ہے۔ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اے رسول اللہ ﷺ خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ مومنوں کے قلب میں۔ تو نے تو اپنے نفس ہی کو نہیں پہچانا اس کے دل کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔

خبر از کاف کفر خود نہ داری حقائق ہائے ایماں را چہ دانی  
اپنے کاف کفر کی تجھ کو خراب تک نہیں تو حقائق ہائے ایماں کو بھلا کیا جانتا  
وجعلت فی الروح طریق الواقفین میں نے روح میں سے اسرار الہی کے  
واقفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔ یعنی روح محمد ﷺ کی واقف ہے اس لیے تمام واقفوں  
کی انتہا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جب تک صورت محمدی ﷺ کا لباس نہ پہنو تو حضرت  
صمدیت (خداوند کے دربار) میں تمہیں جگہ نہ مل سکے گی۔ یعنی روح محمد ﷺ کے آئینہ  
میں دیکھو تو مجھے دیکھ سکو۔ کیونکہ احمد تو احد ہی کی صورت میں ہے اور احمد کے معنی ہی  
احد ہیں۔ آیہ پاک

من يطع الرسول فقد اطاع الله (القرآن)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“

ومن دانی فقد رای اللہ

اور جس نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ کو دیکھا

یہ بات واقفین جانتے ہیں اور عارفین پہچانتے ہیں اور کھوئے ہوئے لوگ پاتے ہیں۔  
میوہ کا نقش اور قالب کا نقش (جسم ظاہری) روح کی صورت کو کیا جانے اور اس کو کیا  
پہچانے۔

تو نقشی نقشبنداں را چہ دانی تو مثل پیکر جاں را چہ دانی  
نقش ہے تو خود نہ جانے نقشبندی کو کبھی شکل ہے تو پیکر جاں کو بھلا کیا جانتا  
اللہ اللہ نہ جسم جسم کو جانتا ہے، نہ جان جان کو جانتی ہے کہ کیا ہے اور کون ہے۔

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

نہ جاں را خود خبر است کہ جاں چیت  
نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ جاں کہ خود خبر ہے کہ جاں کیا شے ہے نہ جسم جسم کو جانے کہ جسم کیا شے ہے  
زائد، ملکوتی کو کہتے ہیں، عارف، جبروتی کو کہتے ہیں اور واقف لاهوتی کو کہتے ہیں۔ مگر  
ہمارا مقصود تو اس جگہ ہے سنو: وجعلت نفسی محل الاسرار (کہ میں نے اپنے  
نفس کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے) یعنی اپنی ذات کے مقام کو، یا میری ذات کے تحت کو  
بھیدوں اور اسرار کا مقام بنایا ہے۔ یعنی میرے بھیدوں کا مقام تیری روح ہے۔ تیری روح  
میری صورت ہے اور تیری روح کا معنی میں ہی ہوں۔ جو تیری روح کی کسوت و صورت  
میں ظاہر ہوا ہوں (انسان میرا بھید ہے۔ اور میں اس کا بھید ہوں) الانسان سری  
واناسرہ۔

سریست دریں صورت زیبائش نہانی گر روے نماید بخدائی کند اقرار  
اس صورت زبیا میں ہے ایک بھید چھپا سا ہو جائے وہ ظاہر تو خدا کہنے لگے تو



قال:

يا غوث الاعظم قل لاصحابك اغتموا دعوة  
الفقرا فانهم عندى وانا عندهم (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہو کہ فقیروں کی دعا کو  
غنیمت جانو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں۔ اور میں ان کے نزدیک  
ہوں۔ (اس کے معنی صاف ہیں) البتہ فقیروں سے مراد امت محمد  
ﷺ کے فقراء ہیں جن کو تم اولیاء کہتے ہو کہ ان کی دعائیں  
مقبول ہیں کیونکہ وہ رب العالمین کے محبوب ہیں۔

قال:

يا غوث الاعظم انا ماوى كل شىء ومسكنة  
ومنظره والى المصير (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم میں ہر چیز کا ماوی (جائے پناہ) ہوں۔ اس کے  
رہنے کی جگہ ہوں اور اس کا منظر ہوں اور ہر چیز میری طرف ہی  
پلٹنے والی ہے اس کے معنی ظاہر ہیں۔

## دیدار بلا واسطہ

نصیحت فرمائی ہے غوث پاک کو کہ مازاغ البصر و ما طغی (نہ جھپکنے والی اور نہ غلط بتانے والی آنکھ) کا مذہب اختیار کرے تاکہ مجھے دیکھے اور اس مقام پر جائے جس کے متعلق کہا گیا ہے (آیہ شریفہ)

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی  
”پھر اتنا قریب ہوا اور جھک گیا جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم“

یعنی محمد ﷺ کے طفیل سے کہ تو بھی انہیں محمد ﷺ سے ہے۔ اپنے جلال و جمال کو دیکھ کر میری ذات کا منظر رہ۔ تاکہ مجھے بے حجاب جمال و جلال دیکھ لے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم اهل الجنة مشغولون بالجنة واهل  
النار مشغولون بي-

فرمایا:

اے غوث اعظم، اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ  
مجھ سے مشغول ہیں۔



## دوزخیوں اور جنتیوں کے مشغلے

اے غوث جنتی لوگ جنت سے مشغول ہیں اور ہوں گے یعنی حور، محل، شہد، دودھ وغیرہ میں مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دشواری، تکالیف اور فراق بہشت کی وجہ سے۔ اس مشغولی کا مطلب ”یاد کرنا“ ہے واضح ہو گا کہ اس جگہ بہشتی کون ہے۔ وہ جو خدائے عزوجل کے پرتو کا عکس خود میں دیکھے۔ اس سے مشغول ہو۔ اور اس کا ہرنگ ہو کر سمجھتا ہے کہ میں بالکل سب معشوق ہو گیا ہوں۔ لیکن وہ جو اپنے معشوق کی صورت سے مشغول ہو تو (ابھی اس سے) معشوق بہت دور ہے مجنوں بھی اگرچہ کہتا تھا کہ میں لیلیٰ ہوں مگر لیلیٰ دور ہی تھی۔ دوزخی اور قیدی کون ہے؟ وہ جو بغیر اپنے پردہ کے اس کو دیکھتا ہے اور یگانگت کے لئے محتاج ہے۔ وہ سوز و نیاز، عجز و انکساری اور نیاز مندی ہے۔ ”فقر کو فخر“ سمجھ کو اس کا اپنا امام بنایا ہے۔ اسی خدائے تعالیٰ سے مشغول ہے۔ یہ نیاز میں، وہ ناز میں، یہ امتقاد (یعنی مانگنے) میں وہ استغناء (یعنی بے پروائی میں) یہ ذلت کی زمین میں وہ بڑائی کے آسمان میں، دن رات میں ستر مرتبہ اپنی جان اس کے لیے دیتا ہے۔ بلکہ ہر وقت جاں گداز رہتا ہے یا کڑھتا رہتا ہے اور وہ ناز میں ناز ہی میں رہتا ہے۔

مرا در ہر زمانے جاں گدازے ہنوز آں نازین در ناز نازے  
جاں گدازی میری قسمت ہر گھڑی نازو بازی میں ہے اب تک نازین  
یہ لوگ خدا کے ساتھ مشغول ہیں۔ اگرچہ فراق کے قید خانہ اور اشتیاق کی آگ میں ہیں۔



قال:

يا غوث الاعظم اهل الجنة تيعودون من النعيم  
كاهل النار تيعودون من الجحيم يا غوث الاعظم  
من شغل بسوائى كان بصاحبه فى النار يوم القيامة

فرمايا:

اے غوث اعظم جنتی جنت سے پناہ مانگتے ہیں جس طرح دوزخی  
دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے غوث جو میرے سوا کسی اور سے  
مشغول ہو گا وہ قیامت کے دن اپنے اس ساتھی کے ساتھ دوزخ  
میں ہوگا۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

یہ سوئی تیری روح ہے یا اس کے پرتو کا عکس ہے۔ پس قیامت  
کے دن آگ والے کو بھی اتحاد اور وصال سے ملیحدگی رہے گی۔  
اس قیامت سے مراد موت ہے۔ من مات فقد قامت  
قیامتہ (جو مر گیا اس کے لئے قیامت آگئی)

قال:

يا غوث الاعظم اهل القرب يستغيثون من القرب  
كاهل البعد يستغيثون من البعد

فرمايا:

اے غوث اعظم، اہل قرب قربت سے بھی فریاد کرتے ہیں۔ جس  
طرح اہل بعد (دوری والے) دوری سے فریاد کرتے ہیں۔

## اہل قرب اور اہل بعد کی فریاد

جس طرح اوپر کہا گیا ہے اہل قرب وہ ہے جو میرے پر تو کا ہرنگ ہو گیا ہے وہ شخص جو اس پر تو کا عکس رکھتا ہے اس سے فریاد چاہتا ہے تاکہ بلا حجاب مجھ سے وصال ہو جائے اسی طرح دوری والے جب مجھ سے مل جانے کی کوئی تدبیر نہیں پاتے تو وہ قالب اور دنیا کے قید خانے سے فریاد چاہتے ہیں تاکہ اتحاد و وصل کی جنت میں آجائیں۔ ما فی الجنة احد الا اللہ کیونکہ جنت میں بجز خدا کے اور کوئی نہیں۔ یہ خاص لوگوں کی جنت ہے جن کو تم عشاق کہتے ہو۔



قال:

يا غوث الاعظم ما بعد عنى اَحَدَ عن المعاصى  
وما قرب منى احد من الطاعات (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، کوئی شخص گناہ کی وجہ سے مجھ سے دور نہیں  
ہوتا۔ اور نہ کوئی شخص طاعت کی وجہ سے مجھ سے قریب ہوتا  
ہے۔ (اس کے معنی ظاہر ہیں)



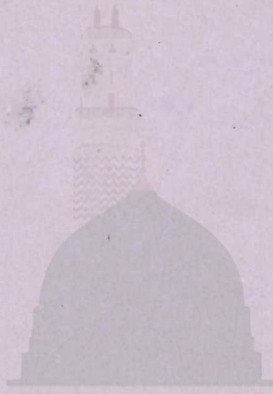
## گنہگار کے لیے دوری اطاعت گزار کے لئے قربت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میری عنایت سے ہے نہ نیک عمل کرنے سے میرے نزدیک آسکتا ہے اور نہ گناہ کرنے سے مجھ سے دور جا پڑتا ہے۔ یعنی طاعت کرنے سے اس کو میں جنت میں پہنچاتا ہوں۔ نعمت پاتا ہے مگر نعمت دینے والا کہاں ہے۔ اس طرح گناہ کرنے سے میں اس کو دوزخ میں ڈالتا ہوں مگر مجھ سے دور تو نہیں ہوتا۔ اس کے کردار کے بدلہ میں اس کو میں جلاتا بھی ہوں اور جلاتا بھی ہوں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

نیکی اور برائی سے باز رہنے کی طاقت اور قوت سوا خدا کے کسی اور کو نہیں

نزدیک کون ہوتا ہے اور دور کس سے جا پڑتا ہے اور کس لئے اور کون دور کرتا ہے ایک ایک میں ہو کر سب کچھ ایک ہی ہے یہ تم معلوم کر لو گے۔



قال:

يا غوث الاعظم لو قرب منى احد كان اهل  
المعاصى لانهم اصحاب العجز والندم قال يا غوث  
الاعظم العجز منبع الانوار والعجب منبع الظلمات  
(معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، مجھ سے اگر کوئی قریب ہے تو وہ گنہگار ہے  
کیونکہ وہ عاجزی اور ندامت والا ہے۔ فرمایا کہ اے غوث اعظم  
عاجزی انوار کا سرچشمہ ہے اور خود پسندی تاریکیوں کا۔ اس کے  
معنی صاف ہیں۔ (اس گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس کو میں بیان  
کروں گا)۔

قال:

يا غوث الاعظم بشر المذنبين بالفضل والكرم  
وبشر المعجبين بالعدل والنقم

فرمایا:

اے غوث اعظم، گنہگاروں کو فضل اور مہربانی کی خوشخبری دو اور  
مغروروں کو انصاف اور بدلہ کی۔

## گنہگار پر فضل اور مغرور کے ساتھ انصاف

حضرت محمد ﷺ کی امت کے گنہگاروں کو خوش خبری دو جو گنہگار مومنین ہیں،  
میرے فضل کی۔ بموجب:

ہی امة مذنبہ و انار ب غفور

”وہ گنہگار امت ہے میں مغف کرنے والا ہوں“

اور خود پسندوں کو خوشخبری دو یعنی کافر کو میرے انصاف و میرے انتقام و بدلہ کی،  
بموجب آیہ شریفہ:

ویل یومئذ للمکذبین (و کذلک) ہذہ جنم الی

کنتم تو عدون اصلوہا الیوم بما کنتم تکفرون

اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ویل ہے اور افسوس۔ (اور اسی

طرح یہ آیہ شریفہ) یہ وہی جنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا

تھا۔ آج اس میں گر جاؤ کیونکہ تم کفر کرتے تھے۔

لیکن مقصود یہی جگہ ہے کہتا ہوں سنو۔

قال:

يا غوث الاعظم اهل الطاعات يذكرون النعيم و  
اهل العصيان يذكرون الرحيم قال يا غوث الاعظم  
انا اقرب الى العاصي بعد ما فرغ عن المعاصي وانا  
بعيد عن المطيع بعد ما فرغ عن الطاعات

فرمایا:

اے غوث اعظم، اہل طاعت جنت کا ذکر کرتے ہیں اور اہل گناہ  
رحمت والے کا ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا اے غوث اعظم میں گنہگار  
کے قریب ہوں جب کہ وہ گناہ سے فارغ ہوتا ہے اور میں  
اطاعت گزار سے دور ہوں، جب کہ وہ اطاعت سے فارغ ہوتا  
ہے۔ (یہ ظاہر ہے)

## گنہگار سے قربت اور اطاعت گزار سے دوری

اے غوث، میں گنہگاروں سے قریب ہوں یعنی اپنے عاشقوں سے۔ عشق خدا سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ بندہ خدا پر عاشق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹا عشق ہے مگر ایسے گنہگاروں کے لئے خداوند قدوس قریب ہے۔ وہ گناہ سے فارغ ہو کر یعنی عشق کو پورا کر کے مجھ کو آئینہ کی طرح یگانگت کے طور پر دیکھتے ہیں اور میرے دید سے فارغ ہو کر کہتے ہیں:

چوں ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

جب کہ سب معشوق ہے تو کون عاشق ہے بھلا

آں شد کہ بیدار تومی بودم شاد از عشق تو پردائے خودم نیست کنوں  
یہ ہو چکا دیدار سے تیرے میں ہوا شاد اب عشق سے تیرے مجھے پروا نہیں اپنی  
اس حال میں ایسے گنہگار سے قریب ہوں۔ ان کا ظاہر وہی ہے جو ابرار یا نیک لوگ کرتے ہیں۔ جس کو اگر مقرب کرے تو گناہ ہو جائے۔

### حسنات الابرا سیئات المقربین

(بقول) نیکیوں کی نیکیاں مقربین کے لئے برائیاں ہیں۔ مقرب سے مراد سوائے عاشق کے نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اس کو دیکھتا ہے بلکہ قریب اور ہمرنگ ہو جاتا ہے۔

اے غوث، میں اطاعت گزاروں سے دور ہوں۔ جب کہ وہ اطاعت سے فارغ ہو جائیں۔ یعنی جب فرمانبرداری کر چکے ہیں۔ موت اور دوسرے مقابلوں سے فراغت پا کر ان کو جنت المادوی اور فردوس نعیم میں بھیجا جاتا ہے وہ ان نعمتوں سے، حورو محلات سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ پھر میں کہاں اور وہ کہاں الجنة سبحن العارفين (جنت تو عارفین کا قید خانہ ہے) اگرچہ میں امکان اور پردہ نورانی سے اپنے جمال اور عظمت و کبریائی کو دکھاتا ہوں۔



اس کے دوسرے معنی میں گنہگاروں سے قریب ہوں یعنی جو وصال اور یکساگی کے بعد اگر عبودیت یا بندہ پن کو زیادہ سمجھے تو یہ بڑا گناہ ہے۔ بموجب فرمان سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ میرے اور تیرے درمیان بجز اس کے کوئی پردہ نہیں کہ میں نے عبودیت اور بندہ پن کو اختیار کیا۔ بات یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں کے قریب ہے۔ کیونکہ گناہ خود ایک کنجی ہے۔

اس کے تیسرے معنی۔ جب کہ معشوق کی فرمانبرداری عاشق نہ کرے تو وہ گناہ ہے۔ یعنی خدا عاشق ہے اور اولیاء گنہگار ان امت محمد ﷺ معشوق ہیں۔ یہ گناہ ایک ایسا کرشمہ اور ناز ہے جس کو عاشق لوگ جانتے ہیں۔ یہ اولیاء جو معشوقیت کے مقام میں آئے ہیں اور تھے وہ بوجہ صفت اور یک ذات ہونے سے بالکل وہی (ہو چکے) ہیں۔ اس مقام پر ان کو عاشق کہا جاتا ہے۔

تم نے نہیں سنا کہ اس سرفراز عاشق نے ناز کے ساتھ اپنے ہمراز گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسینی سے اس معاملہ میں بتایا کہ عاشق و معشوق اور محب و محبوب کے درمیان ایک حالت ہوتی ہے جس کے سبب معشوق و محبوب وصل کی جستجو کرتا ہے۔ عاشق ناز اور کرشمہ کرتا ہے۔ بلکہ اعراض و اغماض کرتا ہے۔

ہجران خواہم صنما وصل نخواہم

ترا ہجر چاہوں نہ چاہوں وصال

اس کے چوتھے معنی انا اقرب الی العاصی (میں گنہگار سے قریب ہوں) جس طرح زلیخا کہتی تھی کہ اگرچہ یوسف میرا حکم نہیں مانتے۔ پھر بھی میں یوسف کے بالکل نزدیک ہوں۔ کیونکہ میں عاشق ہوں اور وہ معشوق اس لیے معشوق عاشق کی بندشوں میں نہیں آتا۔ زلیخا کی کئی لونڈیاں تھیں۔ مگر یوسف کی خدمت وہ خود کرتی تھی۔ عشق کی وجہ سے اسی طرح محمود غزنوی کے کئی غلام تھے مگر وہ جب ایاز پر فدا ہوا تو خود ایاز کا غلام ہو گیا۔ اے دوست، عشق نے اس کو غلامانہ صفت دی۔ ورنہ محمود تو دراصل غلام نہ تھا۔ یہ عشق کا بھید ہے۔ ایاز نے کہا کہ کوئی خوبی مجھ میں ایسی نہ تھی کہ مجھے تخت پر بٹھائے۔

اس وقت خود تخت کے نیچے بیٹھتا اور کہتا تھا کہ اے وہ شخص کہ میرے ذات کے عشق نے تجھ سے مراد پائی اور اے وہ شخص کہ میرے وجود نے تیرے وجود سے زیبائی پائی یعنی میں تجھ سے اور تو مجھ سے ہے۔ اے دوست ایاز کی طرح محمود کو اور یوسف کی طرح زیلخا کو اور دوست کی طرح دوست کو جان۔ فرمایا رب نے:

لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت  
للمکونین لولاک لما اظہرت الربوبیة وکذلک انا  
انت وانت انا وکذلک کلہم یطلبون رضائی وانا  
اطلب رضاک یا محمد وکذلک افدیت ملکى  
علیک یا محمد۔

اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو کو پیدا نہ کرتا۔ کونین کو پیدا نہ کرتا۔ ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اس لئے کہ میں تم اور تم میں ہوں۔ چنانچہ یہ سب میری رضامندی ڈھونڈتے ہیں اور اے محمد ﷺ میں تمہاری رضا چاہتا ہوں اس لئے اے محمد ﷺ میں نے اپنی الماک تم پر فدا کر دی۔

اس کے پانچویں معنی ان اللہ قریب الی العبد ہیں۔ گناہ احمد ﷺ سے مراد عشق احمد ﷺ ہے۔

انا بعید عن المطیع اذ فرغ من الطاعات ”میں اطاعت گزار سے دور ہوں۔ جب کہ وہ اطاعت سے فارغ ہو جائے۔“ اس گنہگار سے مراد احمد مرسل ﷺ ہیں اور اطاعت گزار سے ابلیس مراد ہے۔ کیونکہ جو اں مرد تو یہی دو ہیں۔ باقی کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح منصور مغفور نے فرمایا ”کسی نے جو انمردی کی تکمیل نہیں کہ۔ بجز محمد مصطفیٰ ﷺ احمد مجتبیٰ ﷺ کے اور بجز ابلیس لعنت اللہ علیہ کے“ جس طرح بظاہر میں اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ خدا نے اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کر لیکن باطن میں جس طرح کہ یوسف کا معاملہ ہوا کہ نافرمانی کی۔ فرمایا کہ تو اس کو سجدہ نہ کر جس کو میں

نے مٹی سے پیدا کیا۔ ولا تسجد لغیری اور نہ میرے غیر کو سجدہ کر۔ بے چارے نے اس حکم کے آگے سر جھکایا تو اس پر قہر و ملامت کی مار ہوئی۔ اس بے چارہ کو یہ تعجب ہوا کہ اس (خدا) نے جو کچھ کہا میں نے کہا، پھر مجھے کیوں راندہ اور نکال دیا گیا۔ اس زیادتی کو تو دیکھو جو مجھ غریب پر کی گئی۔ خود ہی کہتا ہے خود ہی راندتا یا نکال دیتا ہے۔ علماء زمانہ کیا جانیں۔



قال:

يا غوث الاعظم خلقت العوام فلم يطيقوا انوار  
ربهم فجعلت بينى وبينهم حجاب ظلمة و خلقت  
الخواص فلم يطيقوا مجاورتى فجعلت الانوار  
بينى وبينهم حجابا- (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، میں نے عوام کو پیدا کیا۔ وہ انوار رب (کو)  
برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے میں نے ان  
کے اور اپنے درمیان اندھیرے کا پردہ قائم کر دیا۔ میں نے  
خواص کو پیدا کیا وہ میری قربت (برداشت کرنے) کی طاقت نہیں  
رکھتے تھے۔ اس لیے میں نے اپنے اور ان کے درمیان  
روشنیوں یا انوار کا پردہ قائم کر دیا۔ (اس کے معنی ظاہر ہیں)۔

## عوام اور خواص کے لیے اندھیرے اور روشنی کے

### پردے

میں نے عوام کو پیدا کیا وہ میرے نور زبیا کے متحمل نہ تھے اس لیے میں نے ان کے اور اپنے درمیان تاریکی کے پردے بنا دیے یعنی

الاخلاق الذميمة بين العام وبين الله حجاب

برے اخلاق اللہ اور عوام کے درمیان پردہ ہیں۔

برائیوں کے شغل میں اتنے ڈوبے ہوتے ہیں کہ سر باہر نہیں نکال سکتے تاکہ پردہ نورانی تک پہنچیں یعنی اچھے اخلاق تک۔ میں نے خواص کو پیدا کیا، وہ میرے قرب کے متحمل نہ ہوئے تو میں نے روشنی کو اپنے اور ان کے بیچ پردہ بنا دیا۔ اے دوست اگر عوام اور خواص کا فرق بیان کروں اور لکھوں تو دفتر چاہیے۔ پھر بھی ایک بات سن لو:

”عوام اہل شریعت ہیں تو خواص اہل طریقت، عوام اہل طریقت ہیں تو خواص اہل حقیقت، عوام اہل حقیقت ہیں تو خواص اہل معرفت، لیکن ہمارا مقصود تو اس سے بھی اونچا ہے۔ کہ عوام عاشق ہیں اور خواص وہ ہیں جو معشوق کے مقام میں ہیں کیونکہ ہر کوئی اس سے بھی اونچا ہے۔ کہ عوام عاشق ہیں اور خواص وہ ہیں جو معشوق کے مقام میں ہیں۔ کیونکہ ہر کوئی اسی کو دیکھ کر عاشق و شیدا ہو جاتا ہے اگرچہ نہیں جانتا۔“

میل غلق جملہ عالم تا ابد گرشنا سنت و گرنہ سوئے تست  
جز تراچوں دوست نتواں دانش دوستی دیگران بروئے تست  
سب عالم کا میلان روز ابد تک جو جانو تو تیری طرف ہو رہا ہے  
سوا تیرے کیا دوستی ہو کسی سے تیری بوہ ان سے شغف ہو رہا ہے  
ابنما تولوا فثم وجه الله (تم جس طرف بھی پلٹ جاؤ وہاں اللہ کی ذات ہے)

جس کسی سے بھی دوستی کرو حقیقت میں اسی (خدا) سے دوستی ہوگی اور جو کچھ اس کی طرف پلٹے گا اس کی طرف لایا جائے گا۔ معشوق کے مقام کو اولیاء جانتے ہیں۔ ان میں ہے ایک سیدنا حضرت غوث اعظمؒ ہیں۔ جو معشوقیت کا مقام رکھتے تھے۔ اور اب بے شک یقیناً ان غوثؒ کو خدا معشوقیت کے مقام سے مجرد عشق کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔ جس کے لیے یہ نصیحت کرتا ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم قل لا صحابك من اراد منكم ان  
يصل الي عليه الخروج من كل شئى سواى

فرمايا:

اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہہ دو کہ تم میں سے جو کوئی  
مجھ سے مل جانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ میرے سوا ہر چیز سے  
نکل جائے۔



## غیر اللہ سے نکل کر خدا کا وصال

اے غوث کہہ دو اپنے دوستوں سے، یعنی تمہارے دل، تمہاری روح، تمہارے بھید سے کہہ دو کہ اگر مجھ سے واصل ہو جانا چاہو تو تمہیں چاہئے کہ جو تمہارے اعضاء میرے غیر ہیں اور میری صورت کے مغائر (کچھ اور) ہیں تو ان سے باہر نکل آؤ کیونکہ یہ مقید ہیں اور میں مطلق ہوں۔ شکل و صورت کی بندش میں ایک ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لئے مجرد عشق کے مقام پر لانے کے لیے فرماتا ہے کہ اپنے سے اور اپنے اخلاق سے باہر آ جاؤ تاکہ مجھ تک پہنچ جاؤ۔ بقول دع نفسک فتعال (اپنے نفس کو چھوڑ اور میرے پاس آ جا) یعنی جسم کے پنجرے سے باہر آ تو مجھ تک پہنچ جائے۔ شاید غوثؒ کو فنا کے مقام سے بقا کے مقام میں لانا چاہتا ہے اس لئے یہ نصیحت ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم اخرج عن عتبة الدنيا تصل الي  
الآخرة واخرج عن عقبة الآخرة تصل الي- يا غوث  
الاعظم اخرج عن القلوب فالأرواح ثم اخرج عن  
الأمر والحكم تصل الي-

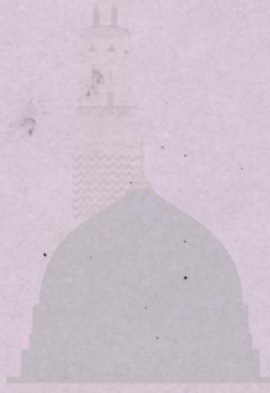
فرمایا:

اے غوث اعظم، دنیا کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ آخرت سے مل  
جاؤ اور آخرت کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ مجھ سے مل جاؤ۔ اے  
غوث اعظم، دلوں سے اور ارواح سے باہر نکل آؤ پھر امر اور حکم  
ہے بھی باہر نکل آؤ۔ تاکہ مجھ سے مل لو۔ اس کے معنی ظاہر  
ہیں۔

## دلوں اور ارواح سے نکل کر خدا کا وصال

ناسوت، ملکوت و حیرت، بہشت و دوزخ اور کفر و اسلام سے باہر ہو جاؤ۔ یعنی جو کوئی نام خدا کے سوا (کچھ اور) ہے اس سے باہر آ جاؤ۔ یعنی سب سے آنکھیں بند کر لو ما زاع البصر و ما طغی اور نہ جھکنے والی، نہ غلط بتانے والی آنکھ کا مذہب اختیار کرو، میرے لیے یعنی میرے ہم رنگ ہو جاؤ۔ تخلقوا باخلاق میرے اخلاق اپنے میں سمولو۔ اور میرے اوصاف سے متصف ہو جاؤ۔ اس کے بعد کیا ہوگا، معلوم ہو جائے گا۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھے قدس کی جنت میں داخل کیا اور اپنے ذات سے مجھ سے مخاطب ہوا اور مجھ پر اپنے صفات ظاہر کر دیے۔

ما فعل الله بك قال ادخلني ربي جنة القدس  
يخاطبني بذاته ويكاشفني بصفاته



قال:

يا غوث الاعظم لى عبادا سوى الانبياء والمرسلين  
لا يطلع على احوالهم احد من اهل الدنيا ولا احد  
من اهل الاخرة ولا احد من اهل الجنة والا احد من  
اهل النار ولا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولا  
رضوان وما خلقتهم للجنة ولا للنار ولا للثواب ولا  
للعقاب ولا للحدود ولا للقصور فطوبى لمن امن  
بهم وان لم يعرفهم يا غوث الاعظم انت منم وهم  
اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء ومن  
علاماتهم فى الدنيا اجسامهم محترقة من قلة  
الطعام والشراب ونفوسهم محترقة عن اللحظات  
وهم اصحاب البقاء المحترقون بنور البقاء-

فرمايا:

اے غوث اعظم، انبیاء و مرسلین (علیم الصلوٰۃ والسلام) کے علاوہ  
میرے (بعض) بندے ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی  
واقف نہیں۔ خواہ کوئی اہل دنیا ہو یا اہل آخرت۔ اہل جنت ہو یا  
اہل دوزخ، مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل یا رضوان۔ وہ ایسے  
بندے ہیں جن کو نہ تو جنت دوزخ کے لیے پیدا کیا گیا نہ ثواب  
و عذاب کی خاطر اور نہ حور و قصور کی خاطر پیدا کیا گیا۔ پس خوشی  
ہے ان کے لیے جو ایمان لائیں ان پر۔ اگرچہ وہ پہچانے نہیں۔  
اے غوث اعظم تم ان ہی میں سے ہو۔ اور وہ اصحاب بقا ہیں جو  
نور بقا سے جل رہے ہیں۔ دنیا میں ان کی علامت یہ ہے کہ ان  
کے جسم کم کھانے، کم پینے کی وجہ سے جلتے ہیں۔ ان کے نفس

شہوانیات (کے پرہیز) سے جلتے ہیں اور ان کے دل خطرات سے  
احتراز جلتے ہیں۔ ان کی ارواح لخطات سے جلتی ہیں۔ وہ اصحاب  
بقا ہیں۔ جو بقاء کے نور سے جلتے ہیں۔



## اصحاب بقا اور دیدار نور

ان کی تعریف خود بیان کرتا ہے اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا ہم ان کی تعریف کرنے سے اور ان کی پہچان سے قاصر و عاجز ہیں ان کے دیدار کے لیے ہم مشتاق ہیں۔ وہ خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسے۔

با دوست یکے اند چو جاں در تن مردم

گریک بہ بنی حقیقت تو ہانند

دوست سے ایسے ملے ہیں جیسے تن میں جان ہے

غور سے دیکھو تو جانو نی الحقیقت ہیں وہی

یہ لوگ اللہ کے ناموں اور صفات سے ظاہر ہیں۔ ان کی نشانی خود اسی نے بتلا دی

ہے میں اس سے بڑھ کر کیا کہوں۔ عالم زیر و زبر (نیچے اوپر) ہو جائے گا۔



قال:

يا غوث الاعظم اذا جآك العطشان فى يوم شديد  
الحروانت صاحب الماء البارد وليس لك حاجة  
الماء فلو كنت تمنعة فانت ابخل ابخلين فكيف  
امنعمهم رحمتى وانا شهدت على نفسى بانى ارحم  
الراحمين-

فرمايا:

اے غوث اعظم جب تمہارے پاس پیاسے لوگ آئیں ایسے دن  
کہ شدید گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو۔ اور تم کو پانی  
کی ضرورت نہ ہو تو اگر تم نے (یہ پانی دینے سے) انکار کیا تو تم  
سب بخیلوں سے بڑھ کر بخیل ہو گے۔ لہذا ان کو میں اپنی رحمت  
سے کس طرح باز رکھوں گا درحالیکہ میں نے اپنی نسبت گواہی دی  
ہے کہ میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

## ٹھنڈے پانی کے پیاسے

اس سے میرا جو مقصود ہے، کہتا ہوں، گوش جان سے سنو۔ حکم دیتا ہے غوث کو کہ جب تمہارے پاس میرے دیدار کے پیاسے آئیں وہ جنہوں نے روح کو میری دید کے لیے پیاسا بنا رکھا ہے۔ یعنی انوار جلال و جمال اور کشف غیب سے اپنے روح کی آنکھ بند کر رکھی ہو۔ وہ جنہوں نے میرا مراقبہ کیا ہو اور میرے تقایا ملنے کے منتظر ہوں اور وہ جو فرقت کے قید خانہ میں ہوں مگر مجھ سے نہ مل سکتے ہوں بلکہ انتہائی پیاس کی وجہ سے تمہارے پاس وصل کی شراب پینے آئے ہوں کیونکہ تم ٹھنڈے پانی والے ہو۔ (تو ان کی مقصد براری کرو) ٹھنڈے پانی سے مراد کلام اللہ کی شراب والا آب حیات ہے۔ بلکہ لقاے خداوندی کا جمال مراد ہے۔ اے غوث اعظم ہم نے تمہیں ایسا بنایا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں طالب کو مجھ تک پہنچا سکتے ہو تو میرے طالبوں کو واصل حق کر دو۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح ہو۔ بقول:

یا دائود اذ ایت لی طالباً فکن له خادمہ

”اے داؤد جب تم میرے طالب کو دیکھو تو اس کے خادم بن

جاؤ“

تم کو اگرچہ وصل کی حاجت نہیں کیونکہ فراق و وصال (کی منزل) سے تم بالاتر ہو اور تمہارا معاملہ اتنا بلند ہو چکا ہے کہ میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پس اگر تم نے طالب کو میری طلب سے منع کیا، یعنی اس کو شراب نہ پلائی تو تم سب سے بڑھ کر بخیل ہو جاؤ گے تم میں جو کچھ ہے وہ طالبوں کو بتاؤ۔ جس طرح کہ اس عاشق سرفراز، باناز بے انباز بے نیاز، ہمزاد گیسو دراز کو فرمایا

در چشم من در آید دور دور نگمید

آجا میری آنکھوں میں اور اس میں ذرا دیکھ

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

تم بھی ان پر توجہ ڈالو تاکہ وہ تمہارے ہم رنگ ہو جائیں اور اس چیز سے جو تم میں ہے۔ عاشقوں کے حق میں فرمایا کیف امنعہم رحمتی (میری رحمت سے کیونکر منع کروں) عاشقوں کو میرا جمال دیکھنے سے کیوں روکوں۔

شہادت علی نفسی بانی ارحم الراحمین  
در حالیکہ میں نے گواہی دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین  
ہوں

اس بات کی گواہی کہ میں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ رحم کرنے والوں سے مراد اولیاء اللہ ہیں یعنی میرے اولیاء میری رحمت کی صفت سے متصف ہیں۔ میری نعمت کو، میری خلعت کو، بلکہ میرے معنی کو، اپنی جان میں سمو لیتے ہیں۔ میں ان سب سے بڑھ کر رحم والا ہوں۔ یعنی وہ جو کچھ کرتے ہیں میرے طفیل سے کرتے ہیں اور جو کچھ میں کرتا ہوں میں کرتا ہوں۔ مرید اپنے پیر کی روح سے ایک نصیب یا حصہ پاتے ہیں اور میرے عاشق میری ذات میں سے نصیب و حصہ پاتے ہیں۔ وہ کہاں اور میں کہاں۔ اپنے آپ سے اپنے لئے ہوں۔ وہ میرے لئے مجھ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ آیہ شریف۔

سنریہم ایاتنا فی الافاق وفی انفسہم حتی یتبین

لہم انہ الحق الانہم فی مریۃ من لقاء ربہم

ہم ان کو قریب میں اپنی نشانیاں بتاتے ہیں جو آفاق میں ہیں اور ان کے نفسوں میں ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر حقیقت و حق ظاہر ہو جائے۔ آگاہ رہو یقیناً وہ اپنے رب کی ملاقات میں شہرہ رکھتے ہیں۔

یک ذرہ عنایت تو اے بندہ نواز بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز  
ہزار سال کے ذکر و نماز سے بہتر تری نگہ کا کرشمہ ہے میرے بندہ نواز



قال:

يا غوث الاعظم اهل المعاصى محبوبون  
بالمعاصى واهل الطاعات بالطاعات ولى وراءهم  
قوم اخرون ليس لهم غم المعاصى ولا هم الطاعات  
فرمایا:

اے غوث اعظم گنہگار اپنے گناہ کے باعث محبوب ہیں اور اطاعت  
گزار اپنی اطاعت سے حجاب میں ہیں۔ اور میرا ایک اور گروہ  
ہے جو ان سے اوپر ہے جن کو نہ گناہ کا غم ہے نہ طاعت کی فکر۔  
پس اے غوث اعظم اس سے ملنے کے لیے پوچھتے ہیں کہ  
کس طریقہ سے میں تجھ سے مل سکتا ہوں۔ کونسا ملنا بہتر ہے اور  
تیری طرف زیادہ نزدیک ہے۔

فقلت:

يا ربي اى الصلوة اقرب اليك؟ قال الصلوة التى  
ليس فيها سواى والمصلى غائب عنا  
میں نے کہا:

اے رب کونسی نماز تجھ سے قریب تر ہے۔ جو اب ارشاد فرمایا کہ  
وہ نماز جس میں سوائے میرے اور (کوئی غیر) نہ ہو اور نماز پڑھنے  
والا اس نماز سے غائب ہو۔

## قربت کی نماز اور بہتر روزہ

فرماتا ہے کہ وصال اس کو کہتے ہیں کہ اس میں بجز میرے اور کوئی نہ ہو یعنی عاشق و معشوق کے درمیان وصال میں نہ بہشت ہے نہ دوزخ۔ یعنی نہ پردہ جمال ہو گا نہ پردہ جلال۔ نہ معشوق کی صورت پردہ نہ عاشق کی صورت کا پردہ۔ سب کچھ عشق ہی ہو گا۔

العشق هو الذات فلا يكون مع الله غير الله ولا يرى

الله الا الله ولا سواه

عشق تو اسی کی ذات ہے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا

اور اللہ نہیں دیکھتا سوا اللہ کے اور نہیں دیکھتا اپنے غیر کو۔

وہ مقام یہاں حاصل ہوتا ہے۔

ثم قلت ای صوم افضل عندک؟

”پھر میں نے پوچھا کہ کون سا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے؟“

یعنی اس مذکورہ وصال کے لیے مراقبہ چاہیے یعنی تیرے نزدیک کونسا انتظار بہتر ہے۔ تم نے نہیں سنا۔

الصصوم الغيبة عن روية مادون الله لرؤية الله

”روزہ کہتے ہیں اللہ کی رویت کے لیے غیر اللہ کی رویت سے

غائب ہو جانا۔

یہ بھی ظاہر ہے روزہ رکھو اس کی رویت کے لئے۔ صوم رویت کے متعلق پوچھا

جاتا ہے کہ ”تیری دید کے لئے جو روزہ رکھتے ہیں وہ کون ہیں؟“ تاکہ میں تیری ذات سے

انظار کروں۔ بقول (اس کی رویت سے انظار کرو) صوموا بروية و افطروا بروية

(اس کی رویت سے روزہ رکھو اور اس کی رویت سے انظار کرو)

یہ قول عارفوں کے حق میں ہے جو اب ارشاد فرمایا:

[www.ataunnabi.org](http://www.ataunnabi.org)

Click

قال الصوم الذي ليس فيه سواى والصائم غائب فيه  
”روزہ وہ ہے جس میں میرے سوا (اور کوئی) نہ ہو اور روزہ دار  
اس میں غائب ہو جائے“

”اللہ رب العزت نے فرمایا‘ روزہ اسے کہتے ہیں کہ اس میں سوا میرے یا میرے پر  
تو کے عکس کے (اور کچھ) نہ ہو اور روزہ دار یعنی عاشق میرے عشق کے ظہور میں غائب  
ہو جائے۔ یعنی میری ذات کے ظہور میں۔ جاء الحق وزهق الباطل (حق آگیا اور  
باطل چلا گیا) کے معنی ہیں۔ جاء العشق وزهق صورة المعشوق والعاشق  
عشق آگیا اور معشوق وعاشق کی صورت غائب ہو گئی۔ کیونکہ المعشوق هو  
الصفات والعاشق هو الاسماء معشوق اس کی صفات ہیں اور عاشق اس کے  
اسماء ہیں۔ اور مجرہ عشق کے مقام اسماء وصفات کے عالم سے اونچا ہے۔ جو لوگوں کو سمجھ  
میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ فراق اور وصال کے حال میں نہیں سماتا۔“

تعال العشق عن فهم الرجال وعن وصف فراق الوصال  
سمجھ سے آدمی کے عشق تو کچھ اور اونچا فراق وصال کے درجہ سے بالا اس کی منزل ہے



ثم قلت:

يا رب اى عمل افضل عندك قال الاعمال التى  
ليس فيها غيرى وسوالى من الجنة والنار وصاحبها  
غائب عنها-

پھر میں نے کہا:

اے رب کونسا عمل تیرے نزدیک بہتر ہے۔ فرمایا کہ وہ اعمال جن  
میں میرا غیر نہ ہو اور میرے سوا دوزخ و جنت کچھ نہ ہو اور اس  
عمل کا کرنے والا اس عمل سے غائب ہو یا بے خبر ہو۔

اس سے نیک عمل مراد ہے۔ نیک عمل یہ ہے کہ اس کے لیے  
اپنی جان اور ہستی سے بھی اٹھ جائے اور ہر روز بشری اخلاق کو  
بدل دے بلکہ اپنے آپ سے پرہیز کرے۔

سر باز دریں راہ اگر طالب ادوی در کوے خربات بگنجد سرودستار  
اس کا طالب ہے تو اس کی راہ میں سر کو کٹنا میکدہ میں کس طرح دستار دسر کا ہو گذر

ثم قلت:

يا رب اى البكاء افضل عندك قال الضاحكين

پھر میں نے کہا:

اے رب تیرے پاس کونسا گریہ افضل ہے۔ فرمایا کہ ہنسنے والوں کا

روتا۔

## رونا

انبیاء علیہم السلام کا رونا، خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا۔ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو مومنین کی ماں ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم الحزن  
والبكاء

”حضور ﷺ ہمیشہ حزن و بکاء، رونے اور غم میں رہتے تھے۔“

اولیاء کا رونا بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔ کیا تم نے یہ بات نہیں سنی:

”ان کے دل ایسا روتے ہیں کہ آسمان وزمین والے اس کو سنتے ہیں“

رونے کے بعد وہ صبح حال میں آجاتے ہیں۔ وہ بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔

ثم قلت:

یا رب ای ضحک افضل عندک؟ قال ضحک  
الباکین۔

پس میں نے پوچھا:

اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسی ہنسی بہتر ہے؟ فرمایا کہ رونے والوں کی

ہنسی



## ہنسنا

فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے فقیر جب خوف سے روتے ہیں اور اس کے اجر یا جزا میں میرا جمال و کمال دیکھتے ہیں کہ جس کے پردہ میں نہ حور ہے نہ محلات، نہ شہد ہے نہ دودھ، مگر تجلی ربہ ضاحکا ان کے رب کی ہنستی ہوئی تجلی، تو اس کی تجلی اور اس کی ہنسی سے ہنستے ہیں۔ ان کا یہ ہنسنا عبادت کی طرح ہے۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے اس ہنسی کے متعلق فرمایا کہ:

یا اباذر ضحکھم ومزاجھم تسبیح ونومھم صدقۃ  
”اے اباذر، ان کی ہنسی عبادت ہے، ان کا مزاج (دل لگی) تسبیح  
اور ان کی نیند صدقہ ہے۔“

ان کی ہنسی برا بھید ہے کہ جو لکھا نہیں جاسکتا۔ پھر بھی کتا ہوں کہ جب حقیقت مجاز میں ظاہر ہو تو ہنسی آتی ہے۔

حسن خود از روئے خوباں آشکارا کردہ پس پچشم عاشقان او را ثنا با کردہ  
چہرہ میں حسینوں کے حسن اپنا دکھایا ہے عشاق کی آنکھوں سے پھر اس کو سراہا ہے  
اللہ ہی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی نہیں۔ محض دیکھنے کے لیے خود کا حسن خود اپنے  
حسن پر عاشق ہے۔ نہ کوئی عاشق ہے نہ کوئی معشوق، خود ہی خود اپنے لئے ہے۔

ثم قلت:

يا رب اى توبة افضل عندك؟ قال توبة المعصومين  
ثم قلت يا رب اى عصمة افضل عندك؟ فقال  
عصمة التائبين

پھر میں نے پوچھا:

”اے رب‘ تیرے نزدیک کونسی توبہ افضل ہے؟ جواب دیا کہ  
بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے پوچھا کہ کونسی بے گناہی  
تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بے  
گناہی۔ اس کے معنی ظاہر ہیں کہ توبہ کرنے والا سوائے اللہ کے  
ہر چیز سے لوٹ آتا ہے۔ پلٹ آتا ہے۔

قال:

يا غوث الاعظم ليس لصاحب العلم عندى سبيل  
مع العلم الا بعد انكاره لانه ترك العلم عنده صار  
شيطانا

فرمایا:

”اے غوث اعظم، صاحب علم کے لیے میری طرف اس کے علم  
سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ مگر جب کہ وہ اس سے انکار کرے۔  
(یعنی اس علم کو بھول جائے) کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس  
چھوڑتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔



## علم

فرمایا کہ اے بڑے فریاد رس غوث۔ سمجھ والے کے نزدیک اس کے لیے کچھ نہیں اور ظاہر بین علم والے کے لیے اس علم ظاہر سے میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں ہے۔ جو کہ محض زبان سے کہتا ہے مگر انکار پا اس کے بھول جانے کے بعد۔ جو کوئی یہ کہے کہ تو علم نہیں جانتا اس کو سیکھ لے تو کاش اس علم سے وہ اتنا جان لے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ علم نہیں جانتا۔ حقیقی معشوقِ پیہی میں ایک موتی ہے۔ یہ پیہی دریائے وحدت میں ہے اور علم کو ساحل کا راستہ نہیں ملتا تو عالم دریائے وحدت کی گہرائی میں کیونکر پہنچے۔ پیہی کے نزدیک کون جائے اور حقیقت کا موتی ان کے ہاتھ کیونکر لگے۔

لانه لو ترک العلم عندہ صار شیطانا

”یعنی اس نادانیِ جمالت سے علمِ لدنی حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دے یعنی جو علمِ لدنی حاصل ہوا ہے اس پر عمل نہ کرے تو مردود پھٹکارا ہوا شیطان ہو جائے۔“

جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہر تھا اس علم نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ جب وہ اس کو بھول گئے اور حضرت خضر کی خدمت گزاری اختیار کی تو دیکھا کہ خضر علمِ لدنی پر عمل کرتے ہیں۔ موسیٰ صبر نہ کر سکے۔ جس طرح مشہور ہے کہ ہر تینوں موقوفوں پر خضر نے فرمایا کہ انک لن تستطیع معی صبرا ”میرے ساتھ تم تحمل اور صبر نہیں کر سکتے“ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ہذا آفراق بینی و بینک ”یہ لو۔ تم میں اور مجھ میں جدائی پیدا ہو گئی۔“

دوسرے معنی: اس علم سے مراد یہ ہے کہ عالم وہ ہے جس پر حق متجلی ہو۔

بہاں خرم از انم کہ جہاں خرم از دست عاشق بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از دست دنیا سے یوں خوش ہوں کہ دنیا ہے خوش اس سے عاشق ہوں سب عالم پہ کہ عالم ہے اسی سے

اس علم سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ عین الیقین سے حق الیقین کے درجہ میں نہ آجاؤ۔ العالمون محجبون بعلمهم ”عالم اپنے علم کے باعث حجاب میں ہیں“ کے معنی یہی ہیں۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دو، شیطان ہو جاؤ گے۔ یعنی فراق بھگتنا ہو گا اس جگہ مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ اس علم کو اگر کوئی ماننے والا ہے تو وہ یا تو شاہد پرست ہو گا یا بت پرست ہو گا، تاکہ خدا پرست ہو جائے۔ کفر کا زناں اسی جگہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان محض ہو جائے۔ مشہور بات ہے کہ جب تک دوزخ پر سے گذر نہ ہو بہشت تک نہ پہنچے اور جب بہشت پر سے نہ گذرے خدا تک نہ پہنچے۔ عالم جب تک عاشق نہ ہو خدا تک نہ پہنچ سکے، یعنی بغیر عشق کے کوئی خدا تک نہیں پہنچتا۔



قال الغوث الاعظم:

رايت الرب تعالى فسالت يارب مامعنى العشق

فقال:

عيش بى وق قلبك عن سوى

فرمايا:

غوث اعظم نے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور سوال کیا کہ اے رب، عشق کے کیا  
معنی ہیں؟ جواب عطا فرمایا کہ میرے ساتھ رہ، (زندگی گزار) اور اپنے دل کو میرے  
غیر سے بچا۔

## عشق کے معنی

حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ میں نے پروردگار کو دیکھا۔ وہ لوگوں کی سمجھ سے اونچا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ عشق کیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا کہ اے غوث میرے ساتھ زندہ رہ اور اپنے دل کو بچائے رکھ میرے غیر سے 'جانتے ہو میں کیا کہتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو وہ خود اپنے بندے پر عاشق ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ غوث پر ہوا تھا۔ غوث کو معشوقیت کا درجہ حاصل تھا۔ یعنی غوث کو اپنا ہم رنگ اور اپنی ذات سے متصف کیا۔ پھر بندہ کو خود اپنے پر عاشق کرایا جس طرح کہ غوث پر اس سے قبل ایک حالت طاری تھی کہ اپنے عشق میں ان کو شیدا کیا۔ اور اس طرح مبتلا کیا کہ وہ سب بھول گئے۔ علم تمام جہل ہو گیا۔ غوث عشق صغیر کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ عشق کس حال میں ہے اور اس کے کیا معنی ہیں۔ جو میں تجھ سے مبتلا ہو گیا ہوں۔ لہذا اللہ تعالیٰ تربیت دیتا اور سکھاتا ہے کہ ”میرے ساتھ بھی اور اپنا دل میرے سوا سے (یعنی غیر سے) دور رکھ“ بشارت دیتا ہے کہ خود کو زندہ جانو۔ اللہم احیانک (اے اللہ ہم کو بھی اپنے ساتھ زندہ رکھ)۔ عشق کے یہ معنی ہیں۔

قال:

يا غوث، الاعظم اذا عرفت ظاهر العشق فعليك  
بلقائك عن العشق لان العشق حجاب بين العاشق  
والمعشوق

فرمایا:

اے غوث اعظم، جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا تو تم پر لازم  
ہو گیا کہ بجائے عشق کے مجھ میں فنا ہو جاؤ۔ کیونکہ عشق تو عاشق  
و معشوق کے مابین حجاب ہے۔

## عاشق و معشوق میں عشق کا حجاب

اللہ رب العزت جل مجدہ، حضرت سیدنا غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے فرما رہے ہیں کہ اے غوث، جب تم نے پہچان لیا اور دیکھ لیا میری ذات کو اپنے دل اور روح میں کہ وہ تجھ پر شیدا و عاشق ہے تو اس سے بڑھ کر تمہیں یہ چاہیے کہ میری ذات میں فنا ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ میری ذات کے پرتو کا عکس ہے۔ پرتو کا یہ عکس میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے۔ اس پردے سے نکل پڑنے کی خدائے جل مجدہ غوث اعظم کو ہدایت فرما رہے ہیں۔



قال:

يا غوث الاعظم اذا ارادت توبة فعليك باخراج  
اللهم عن النفس ثم باخراج خطرات عن القلب  
تصل الى والافانت من المستهزئين

فرمایا:

اے غوث اعظم جب تم نے توبہ کا ارادہ کر لیا تو تم پر لازم ہو گیا  
کہ نفس کے وسوسوں سے باہر نکل آؤ۔ پھر دل کے خطرات سے  
باہر نکل جاؤ۔ یہاں تک کہ مجھ سے مل جاؤ۔ وگرنہ تم تو دل لگی  
کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

## غم و خطرات اسے نکل کر توبہ

اے غوث جب تم توبہ چاہتے ہو۔ یعنی پر تو کا جو عکس تم میں ہے اس کو مجھ سے رجوع کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنی ذات کے اندیشہ اور وسوسہ سے نکل پڑو۔ جب تم عاشق ہو چکے اور عشق کو تم نے اپنے میں پوشیدہ رکھا۔ پھر اپنی ذات تکمیل تک پہنچایا، تو تمہیں چاہیے کہ میرے عشق میں مر جاؤ۔ تاکہ تمہارے لئے موت شہادت اور تم شہید ہو جاؤ۔ میں تمہارا شاہد ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

قال النبی ﷺ من عشق وعف وکتم مات شہیداً  
”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عشق کیا اور پاکدامن رہا،  
پھر اس کو چھپایا تو گویا وہ شہید ہوا“

دلی خطرات سے بھی باہر آ جاؤ۔ یعنی اپنے نفس کو چھوڑ کر میری طرف آ جاؤ۔ ورنہ تم محض باتیں بنانے والوں سے ہو جاؤ گے، پھر وہ کون ہے جو تمہارے پاس آئیں گے۔ ہاں ”مخلصین تو بڑے خطرے میں ہوتے ہیں“ والمخلصین علی خطر عظیم۔  
از خویش بروں آئی در دوست درای تاگم نشوی گم شدہ خویش نیابی  
نکل کر آپ سے باہر سرایت دوست میں کر جا نہ جب تک خود کو تو کھوے تو کھوے کو تو کیا پائے





قال:

يا غوث الاعظم اذا ارادت ان تدخل في حرمي فلا  
تلتفت بالملك ولا بالملكوت والا بالجبورت

فرمایا:

”اے غوث اعظم، جب تم نے ارادہ کیا کہ میرے حرم میں داخل  
ہو جاؤ تو کوئی توجہ نہ کرو ملک کی طرف، نہ ملکوت کی جانب اور نہ  
جبورت کی طرف“

## خدائی حرم میں داخلہ

غوث اعظم سے اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں، وہ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ اب وہ (خدا) غوثؒ کو یقیناً مقام اعلیٰ ملین پر پہنچانا چاہتا ہے جو کہ خدا کا حرم ہے۔ اس لئے کہتا ہے کہ اے غوث جب تو میرے حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے تو صوفی ہو جا الصوفی عرش اللہ تعالیٰ فی الارض کیونکہ صوفی زمین پر خدا کا عرش ہے اور صوفی خدا کے دوست ہیں۔ اور اسی کے دامن تلے ہیں۔ بقول:

الیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیرى  
”میرے دوست میری قبائے ہیں، ان کو بجز میرے اور کوئی نہیں جانتا“

دوستوں کو سب سے پوشیدہ رکھتا ہے اور عشق کی وجہ سے اپنے پیراہن کے دامن کے نیچے رکھتا ہے جیسے کہ بعض صوفیوں کو رکھا تھا۔ بقول: صوفی حق کی گود میں بچوں کی طرح ہیں“ اس مقام پر لانے کے لئے غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ ملک، ملکوت اور جبروت سے محبت نہ کرو۔

لان الملك شیطان العالم والملکوت شیطان  
العارف والجبروت شیطان الواقف فمن رضی  
بواحد منها فهو عندی من المطرودین  
کیونکہ عالم کا شیطان ملک ہے اور ملکوت شیطان ہے عارف کا۔  
اور جبروت شیطان ہے واقف کا جس نے ان میں سے کسی سے  
رغبت ورضا کی تو وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے“

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ ہمیں سے معلوم ہو کہ سالک جب اس جگہ پہنچے تو مجاہدہ (محنت و مشقت) کرتا رہے تاکہ اس کو دیدار (مشاہدہ) حاصل ہو۔

### قال لی:

یا غوث الاعظم المجاہدۃ بحر من مجارا  
المشاہدۃ فعلیک باختیار المجاہدۃ لان المشاہدۃ  
بدون المجاہدۃ محال لان المجاہدۃ بذر  
المشاہدۃ یا غوث الاعظم من حرم عن المجاہدۃ  
فلا سبیل الی المشاہدۃ۔ یا غوث الاعظم من اختار  
المجاہدۃ بی لا لغير فله مشاہدتی شاء اوابی یا  
غوث الاعظم لا بد للطالبین من المجاہدۃ کما لا  
بدلہم منی۔

خدا نے مجھ سے فرمایا:

”اے غوث اعظم، مجاہدہ، مشاہدہ کے سمندروں میں سے ایک  
سمندر ہے تمہیں چاہیے کہ مجاہدہ اختیار کرو۔ کیونکہ بغیر مجاہدہ  
کے مشاہدہ ناممکن ہے مجاہدہ مشاہدہ کا تخم ہے۔ اے غوث اعظم جو  
مجاہدہ سے محروم رہے۔ اس کو مشاہدہ کا راستہ نہیں ملتا۔ اے  
غوث اعظم جو مجاہدہ اختیار کرے میرے ساتھ نہ کہ میرے غیر  
کے ساتھ تو اس کو میرا مشاہدہ یا دیدار ہو جاتا ہے۔ اس کو پسند  
کرے یا ناپسند کرے۔ اے غوث اعظم طالبین کے لیے مجاہدہ  
ضروری اور ناگزیر ہے۔ جس طرح کہ ان کے لئے میں ناگزیر اور  
ضروری ہو“

## مجاہدہ و مشاہدہ

اس کے معنی ظاہر ہیں مجاہدہ کی تعریف خود فرماتا ہے، میں کیا کہوں؟ میں جو کچھ کہتا ہوں مجاہدہ اس سے بالاتر ہے کیونکہ مجاہدہ کے بجز مشاہدہ نہیں اور مجاہدہ اولیاء اللہ کی خصوصیت ہے جیسا کہ مشہور ہے۔



قال:

يا غوث الاعظم ان احب العباد الى الله البعد الذي  
كان له والد وولد وقلبه فارغ منما لومات له الوالد  
فليس له الحزن بفوت الوالد ولومات له الولد فلا  
يكون له هم الولد فاذا بلغ العبد هذه الدرجة فهو  
عندى بلا والد ولا ولد ولم يكن له كفوا احد۔ يا  
غوث الاعظم من لم يذق فنا الولد بمحبتى وفناء  
المولود بمودتى لم يجد لذة الوحداية والفردانية

فرمایا:

”اے غوث اعظم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا وہ  
بندہ ہے جس کے والد ہوں اور اولاد ہو۔ مگر وہ بندہ ان دونوں کی  
محبت سے (بے تعلق) فارغ ہو۔ پس اگر اس کا والد مرجائے تو  
اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مرجائے تو  
اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو۔ جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو وہ  
میرے پاس بلا والد اور بلا اولاد کے ہوگا جس کا کوئی قرابت دار  
نہیں اے غوث جو شخص میری محبت میں والد کے فنا ہونے کا مزہ  
نہ چکھے اور میری مودت میں اولاد کی فنا کو محسوس نہ کرے تو اس  
کے لئے وحدانیت و فردانیت کی لذت نہیں ہے۔

## بہترین محبت الہی، والد و اولاد سے بے نیازی

والد سے مراد صورت محمد ﷺ اور اولاد سے مراد صورت معشوق ہے۔ جب ان دونوں سے آگے بڑھ جاؤ گے تو خدائے عز و جل کی وحدانیت و فردانیت کی لذت چکھو گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ کیا کرنا چاہیے۔



قال:

يا غوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الى في محل  
فاختر قلبا حزنا فارغا عن سواى (فى محل اى فى  
قلب او فى روح معناه ظاهر)

فرمایا:

”اے غوث اعظم، جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی محل یا مقام  
میں تو تم ایسا دل اختیار کرو جو درد مند ہو اور میرے غیر سے فارغ  
ہو۔

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ فی محل سے مراد دل یا روح میں  
اپنے دل میں میرا درد پیدا کرو۔ انا عند المنكسرة  
قلوبهم ولا جلی (کیونکہ میں ان دلوں میں ہوں جو میرے  
لئے ٹوٹے ہیں) تو بھی میرے لئے ہمیشہ حزن و بکاء، رنج اور رونے  
میں مبتلا ہو جا۔

فقلت:

يا رب ما علم العلم؟ قال يا غوث الاعظم علم العلم  
هو الجمل عن العلم

میں نے پوچھا:

اے رب علم کا علم کیا ہے۔ فرمایا کہ اے غوث اعظم علم کا علم  
اس علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔

## علم کا جاننا

میں نے پوچھا کہ اے میرے پروردگار اس علم کا علم کیا ہے۔ تو جواب فرمایا کہ اس علم سے نادانی ہے۔

العلم نقطة كثرتها في الجبل  
”علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت جبل میں ہے  
اس لئے یہ علم کافی ہے کہ:

اللہ ولا سواہ وکان اللہ ولم یکن معہ شیئی وهو  
الان کما کان فلا یكون مع اللہ غیر اللہ  
”بس اللہ ہی ہے اور اس کا کوئی غیر نہیں۔ اور اللہ ہی تھا۔ اس  
کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی۔ وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ  
تھا۔“

(پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوگا) اس علم کی کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے نادان  
وجاہل ہو جا صرف اتنا جان کہ تو یہ جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ والسلام



قال:

يا غوث الاعظم طوبى لعبد مال قلبه الى المجاهدة  
وويل لعبد مال قلبه الى الشهوات  
فرميا:

”اے غوث اعظم، اس بندہ کے لیے خوشی ہے جس کا دل مجاہدہ  
کی طرف جھک گیا اور اس بندہ کے لیے ویل ہے اور افسوس  
جس کا دل شہوات کی طرف جھک گیا۔“



## مجاہدہ و شہوات سے رغبت

اے غوث خوشخبری ہو اس بندہ کو جس کا دل مجاہدات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجاہدہ، مشاہدہ ہے اور ویل یا دوزخ کی گہرائی اور فراق اس کے لیے ہے جس کا دل شہوات، خود پرستی اور ہوا پرستی کی طرف مائل ہوا۔ کیونکہ خود پرست صرف میلان دل کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ تمام اعضاء کے میلان کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ القلب رئیس الاعضاء (دل تمام اعضاء کا رئیس ہے) یا بادشاہ ہے۔ تم نے نہیں سنا کہ:

ان فی جسد ابن ادم لمضغۃ اذا صلحت صلح سائر  
الجسد و اذا فدت فد الجسم کلہ الا وہی القلب  
”ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جو اگر درست  
ہو تو جسم کو درست رکھتا ہے۔ وہ اگر بگڑ جائے تو سارے جسم کو  
بگاڑ دیتا ہے یہ وہی دل ہے۔“

وہ دل جو رحمان کے دو انگلیوں کے بیچ میں ہوتا ہے وہ ذکر ہے جو عرش، بیت اللہ، حرم خدا، آئینہ خدا کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جانتے ہو مجاہدہ کرنے والے کے لیے مشاہدہ کا راتب مقرر ہے۔ اولیاء کے علم و معلومات کا تجھے کچھ پتہ ہے جن کو تو مجنوں و دیوانہ کہتا ہے۔ وہی مجنوں جو کہتا ہے کہ میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہے۔ منصور۔ مغفور نے فرمایا۔  
واین وجھک مغفورا طوبی فی باطن القلب امر فی باطن العین  
تیری صورت کے سبب مغفور کو طوبی ملے  
دل کے باطن میں بھی ہوں اور آنکھ کے باطن میں ہوں  
ہمارے خواجہ شبلی ازلی محبوب نے فرمایا:

انا قول وانا اسمع هل فی الدارین غیری  
”میں ہی بولنے والا اور میں ہی سننے والا ہوں کیا دونوں جہان میں

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

میرا کوئی غیر ہے۔“

سید طاہفہ رئیس قوم نے روزہ کی انتہا پر فرمایا لیس فی جبتی سوی اللہ (میرے جبہ میں سوائے اللہ کے (اور کوئی) نہیں حسن خرقانی بیابانی نے کہا ہے انا اقل من ربی بسنتین (میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں) سید العرفاء، امام الاولیاء نے فرمایا کہ اگر پردے کھل جائیں تو بھی یقین میں زیادتی نہ ہو اور محمد رسول اللہ، محبوب اللہ ﷺ نے جو خدا کے منظور ہیں، فرمایا من رانی فقد رای اللہ (جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا) اولاد رسول ﷺ نے جعفر ثانی محمد حسینی مقبول کے بارے میں فرمایا کہ میری آنکھوں میں آئیں اور دیکھیں اور کہیں مجاہدہ کرنے سے جو مشاہدہ ہوتا ہے اس کو حضرت عاشق سرفراز نے اپنے ہماز دوست گیسو دراز سے کہا اگر وہ لکھوں تو کئی کتابیں ہوں گی۔ پھر بھی ایک بار میں نہیں رکتا۔ اگر تو عشق حقیقی نہیں رکھتا تو عاشق مجازی ہی بن جا۔ عشق کی یہی حقیقت ہے۔ اس کو مجازی پر کیوں محمول کرتے ہو اور کہانی لمبی کرتے ہو۔ اللہ کا جمال دیکھنے والے جو بتاتے ہیں اگر اس کو پڑھو تو معلوم ہو کہ نام کے سوا کچھ فرق نہیں ہے۔

محمد حسینی کو ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ماشاء اللہ ایسے لمبے چوڑے پانی میں ہوں کہ نہ معلوم کتنا وسیع ہے۔ اس کی گہرائی کمر سے زیادہ نہیں۔ ایک جماعت اس میں سے گذر رہی ہے۔ ان میں ایک میں بھی ہوں۔ ایک لڑکی پندرہ سال کی بھی جا رہی ہے۔ طرفہ یہ کہ ہم سب کمر تک برہنہ ہیں۔ اس لڑکی کا ایسا جمال ہے کہ اس کے پرتو کا عکس سے حور پیدا ہو جائے اور یہ حور خدائی (کے سوا اور کچھ نہ) دعویٰ کرے۔

ایں جوہر قدسی زکجا آمدہ یا رب کاوصاف الہیت درد جملہ مرتب اے خدا یہ جوہر قدسی کہاں سے آگیا سارے اوصاف الہی جس میں پوشیدہ ہوئے ایں معنی غیب است کہ گشت است مصور یا روح حقیقی شدہ یا جسم مرکب غیب کے ان سب معانی کا مصور کون ہے یا حقیقی روح وہ ہے یا مرکب جسم ہے اس کے گالوں کا رنگ اس کے قد کی اٹھان، بہترین حسن کی صورت ہے۔ ایک

نوجوان لڑکے سے راز کے اشارے کر رہی ہے مجھ میں اور اس میں ایک فرسنگ برابر فاصلہ ہے۔ وہ مجھے خود بلاتی ہے، جیسا کہ دولہا کو دلہن کے پاس نہایت عزت سے لے جاتے ہیں۔ اس طرح اس پانی میں ایک فرسنگ سے مجھے لے جا کر اس کے ساتھ ملا دیا گیا۔

ازاں خوشتر و ازاں بہتر چہ باشد کہ ناگہ میر سد یارے یارے  
بھلا کیا بات ہے اور اس سے اچھی کہ یار اپنے اس یار سے مل گیا  
ایک شخص غیب الغیب سے ظاہر ہوا اور مجھ پر کپڑا اس طرح ڈال دیا جیسے کوئی کسی  
کو لباس پہناتا ہے۔ اس حالت میں میں نے خود اسی جمال اسی حسن اسی لطف کے ساتھ  
بالکل اس لڑکی کو دیکھا کہ وہ میری عاشق ہے اور میں اس کا عاشق ہوں۔ اس اثناء میں  
میرے اور اس لڑکی کے درمیان ایک بڑے مرتبہ والا عیسیٰ ظاہر ہوا۔ پکارنے لگا کہ میں  
خدا کا بیٹا ہوں۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا، میں بولا یہ عیسیٰ میرا لڑکا ہے۔ وہ  
بولی کہ میرا بیٹا ہے۔ عیسیٰ پکارا کرتا اور گڑبڑ کرتا ہر دو سے بیزاری ظاہر کرتا اور کہتا کہ میں  
نہ اس سے ہوں، نہ اس سے ہوں، میں خود ہی سے ہوں اور خود بخود ہوں۔ اس لڑکی کے  
یہ کہنے کے بعد کہ عیسیٰ مجھ سے ہے، میں خود کو اس کا عین پاتا ہوں، وہ پانی جو میں نے  
سراسر پانی بتایا ہے وہ بھی میں ہوں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا کروں جو کوئی محمد حسینی کی  
اتباع میں چلے اس کو اسی طرح مشاہدہ اور دیدار ہو۔

حُرمت نبی و آل نبی ﷺ

حکایۃ حن اللہ تعالیٰ من طلبنی وجدنی ای طلبنی

بالمجاہدتی وجدنی بالمشاہدۃ

”اللہ تعالیٰ سے حکایت ہے، جس نے مجھے ڈھونڈا، پالیا یعنی مجھے

مجاہدات کے ذریعے طلب کیا تو میرے (مشاہدہ) دیدار کو پالیا۔

رایت الرب تعالیٰ ثم سالت عن المعراج

قال لی

یا غوث الاعظم المعراج ما زاغ البصر وما طغی

میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق پوچھا

مجھ سے فرمایا:

اے غوث، معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے، نہ غلط دیکھے



## معراج

فرمایا غوث پاک ” نے کہ میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق اس سے پوچھا اس نے مجھ سے فرمایا کہ اے غوث معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے، نہ غلط دیکھے، فرمایا غوث پاک ” نے کہ میں نے پروردگار کو دیکھا جو سمجھ کی پہنچ سے بالا ہے۔ ہر روز کے معاملات میں، محمد حسینی نے رب العالمین کو نہ جانا نہ پہچانا اور اپنی مراد نہیں پائی تو دوسرے کون ہیں جن کو شمار کیا جائے۔ سنو، عاشق سرفراز نے اپنے ہمزاد و گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسینی سے علم لدنی اور علمائے ربانی کے متعلق فرمایا کہ میں ایک روز بہار کے موسم میں بازار سے جا رہا تھا۔ ایک مست عورت کو دیکھا کہ بازار کے راستے میں بیٹھی پان بیچ رہی تھی۔ چند بازی کار نوجوان اس عورت کے گرد تھے جو کہ گورے بدن والی خوش مزاج تیز اور شوخ غمزہ باز، عشوہ ساز، عشق نما، یار پرداز، شیوہ ناک اور چھلاک تھی کہ جس کی ہنسی مردوں کو زندہ کر دیتی اور اس کا قہقہہ آزاد کو غلام بناتا۔ لوگ اس کے بعد پھر کسی سے رجوع نہ ہوتے۔ اس کے ہونٹ قاب قوسین کی حکایت کرتے ہیں اور اس کی آنکھیں و ہوید رگ الابصار کا پتہ دیتی ہیں۔ اس کے گالوں سے قدوسی اور سیوحی کے انوار چمکتے ہیں۔ اس کے پستان ”ربوبیت“ کی شان سے ابھرنے کا پتہ دیتے تھے۔ اس کی پیشانی لاهوت کے بدر کار مزیبتاتی ہے اور وہ چند بازی کار نوجوان جو اس کے گرد گرد شوخی کر رہے تھے۔ ہر ایک کہتا کہ میں ہی خواہش مند ہوں اور خواہش مند میں ہی ہوں۔ انا من اھوی و من اھوی انا

وہ پانی والی ہر ایک سے رنگ آمیزی کرتی اور ان کو جان دینے کے لئے تیار کرتی تھی۔ اس نے مجھے بلایا اپنی طرف، مگر میں کیسے جاتا کہ میں تو مرشداد (لوگوں کو) خدا کی طرف بلانے والا تھا۔ کچھ دیر ٹھہر کر سوچا اور کچھ دیر اس کی لطیف میٹھی آواز جس کی جانب تمام دل لوٹ جاتے ہوں۔ چند فارسی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

آنم کہ ہمہ جہان بفرمان من است سلطان منم و عشق تو سلطان من است  
میں وہ ہوں کہ دنیا ہے مرے تابع فرماں سلطان ہوں پر عشق تیرا ہے مرا سلطان  
تو جان منی ہمہ جہاں جان من است تو آن منی ہمہ جہاں آن من است  
تو جان میری ہے تو جہاں بھی ہے میری جان تو آن میری ہے تو جہاں بھی ہے میری آن  
لہذا اے دوست مشاہدہ کے لیے مجاہدہ کرنا چاہیے تاکہ مرشد کامل کے طفیل سے  
اس مقام پر پہنچ جائے ورنہ تو کہاں اور یہ بھی کہاں پانی اور مٹی کہاں۔ یہ رب العالمین  
والی بات کہاں۔

ثم سالت عن المعراج فقال يا غوث الاعظم  
المعراج هو الخروج عن كل شئى سواى  
”پھر میں نے معراج کی بابت پوچھا کہ معراج کیا ہے۔ فرمایا کہ  
معراج سوائے میرے ہر چیز سے نکل پڑنا ہے۔

میرے ساتھ معراج یہ ہے کہ تم میرے ہر جلالی جمالی پر تو سے باہر نکل کر میری  
طرف آجاؤ تو اس مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ واللہ یدعوا الی دار السلام (اللہ  
دار السلام کی طرف بلاتا ہے) خدائے عزوجل اولیاء کو اپنی ذات کی طرف بلاتا ہے۔ جس  
کی صفت ”سلام“ ہے اور ”سلام“ تو اللہ ہی ہے۔ تم نہیں جانتے۔ (خدائے السلام  
علینک ایہا النبى) (فرمایا کہ اے نبی تم پر سلام ہو) یعنی میری ذات مشتاق ہے  
تمہارے لئے۔ اے محمد ﷺ کیونکہ تم میرے نور کے نور ہو اور میرے بھید کے بھید  
ہو۔ انت نور نوری و سوسری

ثم قال لي:

يا غوث الاعظم لا صلوة لمن لا معراج عندي يا  
غوث الاعظم المحروم عن الصلوة هو المحروم  
عن المعراج عندي

پھر خدا نے مجھ سے فرمایا:

”اے غوث اعظم اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کی میرے پاس  
معراج نہ ہوتی ہو۔ اے غوث اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ  
میرے معراج سے محروم ہے۔“





## نماز میں معراج

اے غوث کسی کو میرا وصال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو میرے پاس معراج نہ

ہو۔

اے غوث جو میرے وصال سے محروم ہے یعنی پنج وقتہ نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج سے محروم ہے۔ تمام اولیاء اللہ کو معراج یقینی اور حق ہے۔ معراج اس کے غیر سے الگ ہونے کو کہتے ہیں اور صلوق و نماز حق تعالیٰ سے ملنے کو کہتے ہیں اس حد تک کہ وہ (کسی اور کو) نہ جانے مگر خدا کو جو (غیر خدا کو) الگ نہیں کرتا وہ (خدا سے) نہیں ملتا۔ وصل حقیقی کے لیے عشق مجازی چاہیے تاکہ ایسا وصول حاصل ہو جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ مجاز حقیقت کا زینہ ہے۔

معتوق بعاشق نہ اگر غمزہ نمودے واللہ کے عاشق خود رنگ نبودے  
عاشق کو نہ معتوق اگر غمزہ بتائے واللہ کسی رنگ پر عاشق نہ کوئی ہو  
گر عشق نبودے بخدا کس نہ رسیدے پس ذوق محبت بجاں کس نہ چشیدے  
گر عشق نہ ہو جائے نہ کوئی بھی خدا تک اور ذائقہ حب نہ کبھی کوئی چکھا ہو  
ہر کہ عاشق شود بوصل رسد تاچہ سراسر درمیانہ عشق  
جو بھی عاشق ہو وہ پائے وصل کو  
عشق کے اندر عجب کچھ بھید ہے

# خزینہ عملیات یعنی آئینہ عملیات

مغرب عملیات و قومیت اور نقوش قرآنی کا مستند اور اسلوب نگارش پر مبنی  
تیار کیا گیا اور اس میں قرآنی اور اسلامی اصول و ضوابط کا مدہد ہے۔

مصنف: مولانا صوفی محمد عزیز الرحمن ہالی پٹی

۴۰۰۰ آرزو بازار، لاہور۔  
فون: ۳۵۲۴۹۵۰

پروگریسو سائنس پبلس

آسٹریائی

خواجہ سعید الدین چشتی

عارف نووری

۴۰۰۰ آرزو بازار، لاہور۔  
فون: ۳۵۲۴۹۵۰

پروگریسو سائنس پبلس

جدید

# تذکرہ اولیائے پاک و مہند

خم غزاة تصوف

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی  
بانی صدر، دی سوسائٹی آف سٹاکس  
سجادہ نشین

محترم مخدوم اسماعیل الدین سہروردی (مہر ولی دہلی)  
محترم نواب گدڑی شاہ بابا رحمت علیہ (انجیر پٹریا)

ناشر

پروفیسر سید

۲۰۰ بی۔ اے۔ اے۔ بازار، لاہور  
فون: ۳۵۲۴۹۵

بِعُوْنَةِ تَعَالٰی

# ملفوظات

مجددات حاضرہ مؤیدت طلبہ

حصہ اول

اد: علامتہ اہلبیت علیہما السلام حضرت خاندانِ قادریہ کی ترویج و ترویج کی ترویج

مؤیدت

منہج علم نبوت حضرت خاندانِ قادریہ کی ترویج و ترویج کی ترویج

ناشر

پروفیسر سید

۲۰۰ بی۔ اے۔ اے۔ بازار، لاہور  
فون: ۳۵۲۴۹۵

پہلی طبع شدہ: ۱۹۵۱ء  
دوسری طبع شدہ: ۱۹۵۲ء  
تیسری طبع شدہ: ۱۹۵۳ء

# ابتداء لاجواب

# شرح شہستان شاہ

اول تا چہارم  
مرتب:

اقرب الرحمن بخاری

پروفیسر مسعود احمد  
۲۰- بی، آر، وی، س، بازار، لاہور  
فون: ۲۵۲۷۹۵

# سر سہیل احمد

عملیات، تعمیرات اور نقش و قرائی کا انمول ذخیرہ

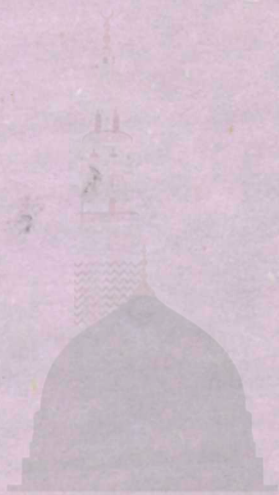
جو ہر قسم کی بیماریوں اور حادثوں سے روزانہ شہ

میں لکھی

حضرت خواجہ شرف علی اٹھنوی مدظلہ

پروفیسر مسعود احمد  
۲۰- بی، آر، وی، س، بازار، لاہور  
فون: ۲۵۲۷۹۵

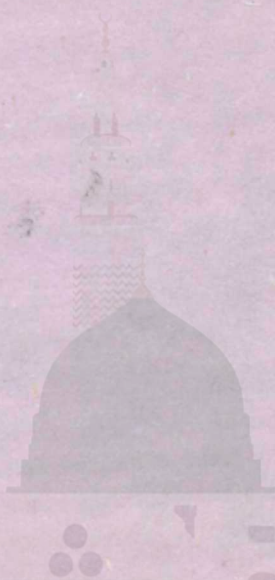
<https://ataunnabi.blogspot.com/>



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

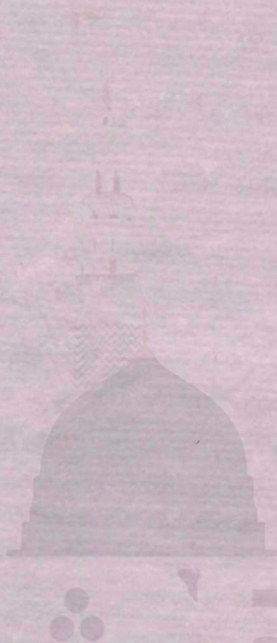
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

<https://ataunnabi.blogspot.com/>



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

معارف  
استوار  
محلک

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

سُؤالاتِ اہم  
کی صیغہ میں

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

شمع شبستانِ اہلنا

اقبال الرحمن بخاری

حزبِ ایمانی

مفتی اعظم پاکستان

شمالِ ترمذی

مترجم

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

الانوار

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

بڑھ  
حضرت امام عظیم ابوحنیفہ

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

تالیخِ اہلخانہ

حضرت سید بریلوی

پہنچتے

عقلمند صاحب

جدید  
تذکرہ  
اولیائے پاک و ہند

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

الغنیۃ

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

تذکرۃ الاولیاء

مولانا محمد رفیع بن محمد صاحب دہلی

ہمارے اردو بازار لاہور

7352795

پروگریسو بکسٹری

Click